نوائے
افغان جہاد
رمضان ۱۴۴۰ھ مئی 2019ء
دل تجھے دے بھی گئے اپنا صلہ لے بھی گئے
رمضان کریم

امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اپنے امیروں کو وصیت

حضرت مہاجر عامری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ نے اپنے ایک ساتھی کو ایک شہر کا گورنر بنا رکھا تھا۔ اسے یہ خط لکھا: ''اما بعد! تم اپنی رعایا سے زیادہ سے زیادہ دیر غائب نہ رہو (جب کسی ضرورت کی وجہ سے ان سے الگ ہونا پڑے تو ان کے پاس جلدی واپس آؤ) کیونکہ امیر کے رعایا سے الگ رہنے کی وجہ سے لوگ تنگ ہوں گے اور خود امیر کو لوگوں کے حالات تھوڑے معلوم ہو سکیں گے بلکہ جن سے الگ رہے گا ان کے حالات بالکل معلوم نہ ہو سکیں گے (جب امیر لوگوں کے ساتھ میل جول نہ رکھے گا بلکہ الگ رہے گا تو اسے سنی سنائی باتوں پر ہی کام چلانا پڑے گا، اس طرح سارا دارومدار سنانے والوں پر آ جائے گا اور سنانے والوں میں غلط لوگ بھی ہو سکتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ) پھر اس کے پاس بڑی چیز کو چھوٹا اور چھوٹی چیز کو بڑا اور اچھی چیز کو برا اور بری چیز کو اچھا بنا کر پیش کیا جائے گا اور یوں حق باطل کے ساتھ خلط ملط ہو جائے گا اور امیر بھی انسان ہی ہے۔ لوگ اس سے چھپ کر جو کام کر رہے ہیں وہ ان کو نہیں جانتا ہے اور انسان کی ہر بات پر ایسی نشانیاں نہیں پائی جاتی ہیں جن سے پتہ چل سکے کہ اس کی یہ بات سچی ہے یا جھوٹی۔ لہٰذا اس کا حل یہی ہے کہ امیر اپنے پاس لوگوں کی آمد و رفت کو آسان اور عام رکھے (جب لوگ اس کے پاس زیادہ آئیں گے تو اسے حالات زیادہ معلوم ہو سکیں گے اور پھر یہ فیصلہ صحیح کر سکے گا) اور اس طرح یہ امیر ہر ایک کو اس کا حق دے سکے گا اور ایک کا دوسرے کو دینے سے محفوظ رہے گا۔ لہٰذا تم ان دو قسم کے آدمیوں میں سے ایک قسم کے ضرور ہو گے۔ یا تو تم سخی آدمی ہو گے اور حق میں خرچ کرنے میں تمہارا ہاتھ بہت کھلا ہو گا، اگر تم ایسے ہو اور تم نے لوگوں کو دینا ہی ہے اور ان ان سے اچھے اخلاق سے پیش آنا ہی ہے تو پھر تمہیں لوگوں سے الگ رہنے کی کیا ضرورت؟ اور اگر تم کنجوس ہو، اپنا سب کچھ روک کر رکھنے کی طبیعت رکھنے ہو تو پھر لوگ چند دن تمہارے پاس آئیں گے اور جب انہیں تم سے کچھ ملے گا نہیں تو وہ خود ہی مایوس ہو کر تمہارے پاس آنا چھوڑ دیں گے۔ اس صورت میں بھی تمہیں ان سے الگ رہنے کی ضرورت نہیں ہے اور ویسے بھی لوگ تمہارے پاس اپنی ضرورتیں ہی لے کر آتے ہیں یا تو کسی ظالم کی شکایت کریں گے یا تم سے انصاف کے طالب ہوں گے اور یہ ضرورتیں ایسی ہیں کہ ان کے پورا کرنے میں تم پر کوئی بوجھ نہیں۔ اس لیے میں نے جو کچھ لکھا ہے اس پر عمل کر کے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور میں تمہیں صرف وہی باتیں لکھ رہا ہوں جن میں تمہارا فائدہ ہے اور جن سے تمہیں ہدایت ملے گی۔ یوں سمجھو کہ تم زندگی کے آخری کنارے پر پہنچ گئے ہو۔ تمہاری موت کا وقت آ گیا ہے اور تمہارے اعمال تمہارے سامنے اس جگہ پیش کیے جا رہے ہیں جہاں دنیا کے دھوکہ میں پڑا ہوا ''ہائے حسرت'' پکارے گا اور زندگی ضائع کرنے والا تمنا کرے گا کہ کاش میں توبہ کر لیتا اور ظالم تمنا کرے گا کہ اسے (ایک دفعہ پھر دنیا میں) واپس بھیج دیا جائے (تا کہ وہ نیک عمل کر کے آئے)''۔

(اخرجہ الدینوری و ابن عساکر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۱۲، شمارہ نمبر ۵

رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ — مئی 2019ء

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جب کہ لوگ حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی گردن پر تلواریں رکھے ہوئے آئیں گے، جن سے خون ٹپک رہا ہوگا... یہ لوگ جنت کے دروازے پر جمع ہو جائیں گے، لوگ دریافت کریں گے کہ: یہ کون لوگ ہیں (جن کا حساب کتاب بھی نہیں ہوا، سیدھے جنت میں آگئے)؟ انہیں بتایا جائے گا کہ یہ شہید ہیں جو زندہ تھے، جنہیں رزق ملتا تھا''۔

اس شمارے میں

اس کے علاوہ دیگر مستقل سلسلے

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

ٹیلی گرام کے لیے:

Channel: t.me/shabaneshariyat

تبصروں اور تحریروں کے لیے @nawaiafghanjihad

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئینِ کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا موقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

چھوڑ کے تیرا بابِ رحمت مولا ہم سے بھول ہوئی!

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان واسلام جیسی دولت سے نوازا ہے، اس نعمتِ کبریٰ کا بدل 'دنیا میں موجود نہیں ہے! ہم اس کی قدر نہیں کرتے لیکن یہ ایسی عظیم الشان نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی کا ذکر کرتے ہوئے احوالِ قیامت میں سے ایک حال کا ذکر قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ کس طرح اُس دن ہر کافر ترس رہا ہو گا کہ کاش وہ مسلمان ہوتا!

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ (الحجر: ۲)

''کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ اے کاش وہ مسلمان ہوتے''۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے بِن مانگے اس نعمت سے سرفراز فرمایا ہے، ہمارے لیے اس کی قدر فرض ہے وگرنہ ناقدری کرنے سے اللہ کی نعمتیں چِھن بھی جایا کرتی ہے... یہ مسلمانوں کی اکثریت کی طرف سے یہ ایمان کی ناقدری ہی ہے کہ جس بنا پر اُن کے ایمان گہنا چکے ہیں، شیطان کے بہکاووں میں آکر اور پھر اُس کی طرف مزین کردہ ضلال وگمراہی کی راہوں پر نکل کر اہلِ اسلام 'ایمان وایقان کی چاشنی بھی بھول چکے اور اِن کی دنیاوی واخروی برکتیں کو بھی گنوا چکے ہیں! آج ساری دنیا میں اسلام کے نام لیوا بے وقعت ہیں، بے سہارا اور بے آسرا ہیں اور کفار کے لیے نوالہ تر بن چکے ہیں! کیونکہ اُنہوں نے انفرادی واجتماعی زندگیوں سے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات واحکامات کو نکال دیا ہے، اُن کے معاملات میں اللہ اور اُس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حَکَم کا کردار ادا نہیں کرتے بلکہ غیر اللہ ہی اُن کے ہر طرح کے معاملات میں فیصلہ سازی کا کردار نبھاتے نظر آتے ہیں، اُن کے تمام کے تمام امورِ سلطنت 'احکاماتِ الٰہی کی سرتابی ہی کی بنیاد پر چلتے ہیں، اُن کا کاروبارِ زندگی اور معاش کا سارا نظام اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے برسرِ جنگ رہ کر سودی لین دین پر استوار ہے، اُن کے سروں پر مسلط حکمران 'کفارِ عالم سے دوستیاں نبھاتے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر محاذ پر کفر کے شانہ بشانہ کھڑے ہوتے ہیں لیکن مسلم معاشروں میں ایسے جرمِ عظیم پر کوئی بے چینی اور اضطراب دکھائی نہیں دیتا، اُن کی معاشرت اور سماجی زندگیوں کا شاید ہی کوئی گوشہ ہو گا جو غیروں کی نقالی اور پیروی سے خالی رہا ہو، اُن کی نسلِ نو کی دینی وذہنی تربیت کے لیے تعلیمی نظام بھی ایسا ہے کہ جس کے تحت تیار ہونے والے اذہان میں دین واسلام اور اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین واحکامات سے متعلق تشکیک، شبہات، وساوس اور ابہامات کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا! ذرائع ابلاغ نے اُنہیں شہوات کا اسیر بنا چھوڑا ہے اور منکرات وفحاشی کا ایک سیلاب ہے کہ جس میں وہ بہتے چلے جا رہے ہیں! غیبت کی صورت میں اپنے مردہ بھائیوں کے گوشت کا ذائقہ ہر فرد ہی کی زبان کو لگ چکا ہے۔ جھوٹ، بد دیانتی، باہمی کینہ، بغض اور حسد 'ہر شخص کی زندگی کا لازمہ بن چکے ہیں!

ان تمام وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کی اکثریت کے دلوں سے ایمان کا نور بُجھ چکا ہے، اُس کی روشنی ماند پڑ چکی ہے اور اُس کی حرارت ختم ہو چکی ہے اور وہ حلاوتِ ایمانی سے محرومی کی تصویر بن گئے ہیں! ایسے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بار بار اور مختلف انداز اور طریقوں سے مواقع عطا فرماتا ہے کہ وہ ایمان جیسی عظیم الشان دولت کی قدر کو پہچانیں اور اُس کو اہمیت کو جان کر اُس سے اپنی زندگیوں کو مالامال کریں...انہی مواقع میں سے ایک موقع یہ رمضانِ کریم کا مہینہ بھی ہے! یہ مہینہ تو ہے ہی ایمان کی آبیاری کا مہینہ! یہ دن ہیں کہ اللہ اپنے بندوں کی طرف اپنی تمام تر رحمتوں، مغفرتوں اور بخششوں کے ساتھ پوری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اُن کی نداو پکار کو سُن کر، قبول کر کے اُنہیں ایمان کی تازگی سے نوازتے ہیں، اُن کے ایمان کو سنوارتے ہیں، سجاتے ہیں اور اپنے کرم وفضل سے اس قابل بناتے ہیں کہ وہ دنیاوآخرت کی فوزوفلاح سے محروم نہ رہیں! اس کی مثال یوں ہی ہے کہ ایک غریب، قلاش اور فقیر شخص ہے جو فقر وفاقہ کا مارا ہوا ہے، خانماں برباد ہے، بھوک وننگ کا ستایا ہوا ہے، پیاس سے نڈھال ہے، بھوک سے بے حال ہے... کہ

اچانک وہ خود کو ایسی جگہ پاتا ہے کہ جہاں اُس کے لیے وسیع خوانِ نعمت بچھا ہوا ہے، جس پر لذیذ کھانے چُنے گئے ہیں، ماکولات و مشروبات کی بہتات ہے اور وہ جی بھر کر اُن سے اپنی بھوک و پیاس مٹاتا ہے... پھر شکم سیری کے بعد اُس کے لیے ہر طرح کی زیب و زینت کا سامان اور مال و منال پیش کیا جاتا ہے، جس سے اُس کی فقر و محتاجی کا نام و نشان مٹ جاتا ہے... کیا مروجہ دنیاوی پیمانوں کے مطابق ایسے شخص کی خوش قسمتی، نصیبہ وری اور بخت آوری پر کسی کو کوئی شک ہو گا؟ کیا آج کے مسلمان بھی اسی حال سے دوچار نہیں ہیں؟ اُن کی متاعِ ایمانی چھین کر اُنہیں ذلت و رسوائی کی کھائیوں میں پڑے پڑے اپنی زندگیاں نہیں بِتانی پڑ رہیں؟ اُن کی کسمپرسی اور بے بسی دنیا کے ہر خطے میں اپنے عروج کو نہیں پہنچ چکی؟ درماندگی اور بے چارگی بھری زندگیاں ہی اُن کا مقدر نہیں ٹھہریں؟ اقبال مرحوم کے بقول

؎ تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے

کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ

یہ "جذبِ قلندرانہ" ایمان ہی تو ہے کہ جو کھویا گیا ہے! کہ جب یہ ایمان دلوں میں موجزن تھا تو واقعتاً بندۂ مومن کی نگاہ سے سینوں میں دل کانپتے تھے! یہ بھلے وقتوں کی بات ہے اور یہ رمضان المبارک کا مہینہ اہلِ اسلام کو اُنہی بھلے وقتوں کی طرف لوٹانے، اُن کے ایمان میں چنگاریاں بھرنے، اُن کی زندگیوں سے رب کی نافرمانیوں کی آلائشوں کو دور کرنے، اُنہیں گناہوں کے ثقالت سے نجات دلانے اور اُنہیں یہ سمجھانے آیا ہے کہ تمہارا رب تم سے راضی نہیں ہے! لیکن اس کے باوجود اُس نے اپنی رحمتوں کے دروازوں کو تمہارے لیے وا کیا ہے کہ تم اُس کو راضی کرو، اُس کی خوشنودی اور رضا والی زندگیوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپناؤ اور اُس کی مغفرتوں سے دامن کو یوں بھر لو کہ پھر اُس کی ناراضی کا سبب بننے والے تمام ہی اعمال سے کراہت و نفرت کا اظہار کرو!

یہ رمضان اس پیغام کو لے کر آیا ہے کہ یقین جانو کہ اُس کریم رب کو راضی کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے! وہ تو اپنے بندے کے چند آنسوؤں، دل سے نکلی ہوئی آہوں اور قلب و جگر کی بے چینی کو ظاہر کرنے والی سسکیوں کو سن اور دیکھ کر لمحہ بھر میں مان جاتا ہے

؎ موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چُن لیے

قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

ہم بے بس اور مجبور ہو کر اُس کی نافرمانیوں سے باز نہیں آتے لیکن وہ احکم الحاکمین ہو کر بھی ہمارے ایک بار پلٹنے پر اپنی تمام رحمتوں سمیت ہماری جانب متوجہ ہوتا ہے... ہم اپنے گناہوں، معصیتوں اور بغاوتوں کے بوجھ لے کر اُس کے حضور جاتے ہیں، تو وہ نفرت اور حقارت سے دھتکارتا نہیں بلکہ محبت و الفت سے دامنِ رحمت میں سمو لیتا ہے، گناہوں کے پہاڑ دیکھ کر بھی خفگی برقرار نہیں رکھتا بلکہ توبۃ النصوح کرنے والوں کے دلوں میں جھانکتا ہے، نیتوں کو ٹٹولتا ہے، ندامت سے جھکے سروں اور شرمندگی سے بہنے والے آنسوؤں کی قدر کرتا ہے اور اپنے بندوں کو مغفرت کے پروانے جاری کرتا ہے، اُن سے راضی ہو جاتا ہے، معافی اور درگزر کا معاملہ فرماتا ہے اور ایسا عظیم احسان فرماتا ہے کہ اُن کی سیئات تک کو حسنات میں تبدیل کر دیتا ہے... اے مسلمانو! ایسے رب سے کیونکر دور ہوئے جاتے ہو؟ ایسے معاف کرنے والے کے درِ رحمت کو چھوڑ کر دَر دَر کی ٹھوکریں کیوں کھاتے ہو؟ ایسے کرم والے کے کرم و فیض سے منہ موڑ کر شیطانِ ملعون کی سجھائی راہوں پر کیوں نکلے جاتے ہو؟ ایسے رحمٰن کے ٹھنڈے میٹھے سایۂ رحمت سے نکل کر ابلیس کی دجل و فریب کی آگ میں کیوں جھلستے ہو؟

ہم تو ہر معاملے میں محتاجِ محض ہیں، اُس کی کرم نوازی اور اُس کی عطاؤں کے محتاج، فقیر اور منگتے ہیں! اور وہ مختارِ کُل ہے، وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے، وہ عطاؤں اور نوازشوں کی برسات کرنے والا ہے، وہ جود و سخا کی گھٹائیں برسانے والا ہے، وہ رحمت و برکت کا مینہ برسانے والا ہے، وہ اپنی مغفرت و خوشنودی کے دریا بہانے والا ہے! پھر اُس سے اعراض کیوں؟ اُس کا ظرف بحرِ بے کنار کی طرح ہے! اُس کی طرف لوٹیے، پلٹیے اور پھر دیکھیے کہ وہ اپنی تمام کی تمام

رحمتوں کے ساتھ کس طرح آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ بندہ مومن کی تو زندگی ہی بار بار رب کی طرف پلٹنے، اُس کے حضور توبہ واستغفار کرنے اور اُس کی طرف رجوع در رجوع کرنے سے عبارت ہے۔ اُس سے دنیاوجہاں کی عافیتیں، برکتیں، رحمتیں اور نوازشیں مانگیے لیکن سب سے زیادہ اُس سے اُس کو مانگیے کہ مومن' دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اُس کے ہر بُنِ مو سے یہ صدا آرہی ہوتی ہے کہ

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے

الٰہی میں تجھ سے طلب گار تیرا

رمضان کے یہی دن ہیں اپنے رب کو پالینے کے اور اُس کا ہو جانے کے ! بس جس نے رب کو پالیا اور جو رب کا ہو گیا، فلاح وفوز کے سارے ہی خزانے اور دنیا وآخرت کی تمام ہی بھلائیاں اُس کا مقدر ہو گئیں!

ساتھ ہی ساتھ رمضان المبارک اور فریضۂ جہاد کے باہمی تعلق کو بھی ذہن میں تازہ رکھنے کی ضرورت ہے !مسلمانوں پر ۲ ہجری میں ہی روزے فرض ہوئے اور ۲ ہجری میں ہی وہ تاریخی معرکہ حق وباطل بپا ہوا جسے غزوۂ بدر کہا جاتا ہے۔ بدر کا اہم ترین باب یہی ہے کہ اُس غزوہ میں بھی مسلمان تہی داماں اور تہی دامن تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اللہ سے اُس کی مدد و نصرت مانگ رہے تھے، پھر اُسی نصرت کی وجہ سے کفار کو بدترین شکست ہوئی اور اہل ایمان فتح مند ہوئے۔

آج صلیبی سردار امریکہ 'افغانستان میں اپنی شکست کھاتی فوجوں کو نکالنے کے لیے بے چین و بے قرار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ جدید صلیبی جنگوں کا یہ معرکہ اور تاریخ اسلام کے تمام تر معرکے مسلمانوں نے محض اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے فتح کیے۔ سترہ سال پہلے تو دنیاوی اسباب پر نظر رکھنے والے یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ امریکہ اور اس کے اُنچاس حواریوں کو بھی شکست ہو سکتی ہے، مگر مٹھی بھر اہل ایمان صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوئے' دنیا بھر کی ٹیکنالوجی اور وسائل سے لیس فوجوں سے ٹکرا گئے۔ دنیاوالے اُنہیں دیوانہ اور مجنوں قرار دیتے رہے اور پتھر کے زمانے میں جانے کے ڈر سے اپنا ایمان صلیب کی دیوی پر قربان کرتے رہے۔ دنیا کا کوئی ایک بھی ملک 'مجاہدین کی پشت پر نہیں تھا، بہت قریبی ہمسائے بھی بنو قریظہ کے جانشین ثابت ہوئے، تب صرف ایک خالقِ کائنات ہی کا واحد سہارا تھا جس کے بھروسے پر مجاہدین اُٹھے اور اُسی کی نصرت سے چھا گئے...

بس مجاہدینِ اسلام کے لیے ہر لمحے یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اس فتح میں ہماری کسی تدبیر، کسی کوشش، کسی ٹیکنالوجی کا کوئی کردار نہیں، یہ صرف اور صرف مولا کی نصرت ہی ہے۔ شیطان کی اس موقع پر خواہش ہوتی ہے کہ وہ نیتوں میں فتور پیدا کرے اور اس کے حملوں سے بھی ہم خود نہیں بچ سکتے، ہمیں ہمارا مولا ہی بچاتا ہے۔ بس ہمیں نیت کو خالص اور ہدف کو ٹھیک اور واضح رکھنا ہے!!!

ہمیں اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھنا ہو گا اور ہر معاملے میں شریعت کے احکامات کو سامنے رکھ کر سفر جاری رکھنا ہو گا کیونکہ یہ سارا سفر اور جہاد فی سبیل اللہ 'شریعت ہی کے غلبے کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان کو امت مسلمہ کی سرفرازی اور عروج اور کفار کی بربادی اور تباہی کا مبارک مہینہ بنا دے، امت مسلمہ کو خلافت اسلامیہ کی منزل سے قریب تر کر دے اور کفار و مرتدین کی جیلوں اور عقوبت خانوں میں قید ہمارے بھائیوں اور بہنوں کی رہائی کی صورتیں غیب سے مقدر فرما دے، آمین۔

رمضان کے ان بابرکت ایام میں اپنے مجاہد بھائیوں کے لیے بھی ''دعاؤں کا اسلحہ'' روانہ کرنا نہ بھولئے، یہ مجاہدین آپ کی دعاؤں میں سے حصہ چاہتے ہیں! آپ کی راتوں میں آہ وزاری اور رب سے راز و نیاز کے وقت میں اپنے لیے دعاؤں کے متمنی ہے اور کفارِ عالم کی تباہی و بربادی کے لیے رب کے حضور گڑگڑا دعائیں کرنے کے خواستگار ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اُس کے سرداروں کے خلاف جن الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی، بالکل اُنہی الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے آج کے دشمنانِ دین کی تباہی کا سوال کیجیے!

وَ قَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَ مَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (یونس:۸۸)

”اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے پروردگار! تُو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں (بہت سا) سازو برگ اور مال وزر دے رکھا ہے۔ اے ہمارے رب! (اسی واسطے دیا ہے کہ) وہ تیری راہ سے گمراہ کریں...اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے، سو یہ ایمان نہ لانے پائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں“۔

ہم بھی دشمنانِ دین کے لیے یہی دعا کریں کہ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ...اسی طرح سیدنا نوح علیہ السلام نے جن الفاظ میں کفار کے لیے دعا کی تھی، اُنھی الفاظ میں ہم بھی اپنے رب سے سوال کریں کہ

وَ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ لَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا (نوح:۲۶-۲۸)

”اور نوح نے (یہ) دعا کی کہ اے میرے رب! کسی کافر کو روئے زمین پر بسا نہ رہنے دے۔ اگر تُو انہیں چھوڑ دے گا تو (یقیناً) یہ تیرے (اور) بندوں کو (بھی) گمراہ کر دیں گے اور یہ فاجروں اور ڈھیٹ کافروں ہی کو جنم دیں گے۔ اے میرے رب! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو ایمان لا کر میرے گھر میں آئے اس کو اور تمام ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو معاف فرما۔ اور ظالموں کو سوائے بربادی کے اور کسی بات میں نہ بڑھا“۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوراخیارِ امت نے کفار اور دشمنانِ دین کی تباہی اوراہلِ ایمان کی نصرت کے لیے جن الفاظ میں دعائیں مانگیں وہ بھی ضرور اپنی مناجات میں شامل رکھیں:

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ۔ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

”کتاب اتارنے والے اور جلد حساب لینے والے اللہ! کافر جماعتوں کو شکست دے۔ اے اللہ! انہیں شکست دے اور انہیں ہلا کر رکھ دے“۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

”اے اللہ! ہم تجھی کو ان کے مقابلے میں کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں“۔

اللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَآئَكَ

”اے اللہ! ان کافروں پر لعنت فرما جو تیرے راستے سے روکتے ہیں، تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے دوستوں سے لڑائی (قتال) کرتے ہیں“۔

اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ

”الٰہی! ان کے درمیان اختلاف ڈال دے، ان کے قدموں کو ڈگمگا دے اور ان پر اپنا وہ عذاب نازل فرما کہ جسے تو مجرم قوم سے واپس نہیں لوٹاتا“۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْقَوِيُّ وَنَحْنُ الضُّعَفَآءُ وَاَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ نَشْكُوْ اِلَيْكَ ضُعْفَ قُوَّتِنَا وَقِلَّةَ حِيْلَتِنَا وَهَوَانَنَا عَلَى النَّاسِ

”اے اللہ! تو طاقت والا اور ہم کمزور ہیں، تو دولت والا اور ہم فقیر ہیں۔ لوگوں میں اپنی رسوائی، تدبیر کی کمی اور اپنی طاقت کی کمزوری کی شکایت ہم تیرے ہاں کرتے ہیں“۔

اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ أَعْدَاءَ الدِّيْنَ اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ وَشَتِّتْ شَمْلَهُمْ وَفَرِّقْ جَمْعَهُمْ اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ' اَللّٰهُمَّ قَتِّلْ شُبَّانَهُمْ وَيَتِّمْ أَطْفَالَهُمْ وَرَمِّلْ نِسَآءَهُمْ ' اَللّٰهُمَّ خُذْهُمْ أَخْذَ العَزِيْزِ الْمُقْتَدِرِ ' اَللّٰهُمَّ احْصِهِمْ عَدَداً وَاقْتُلْهُمْ بَدَداً

"اللہ! دین کے دشمنوں کو ہلاک کر دے۔ اللہ! ان کے گھروں کو برباد کر دے، ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دے اور ان کی جمعیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اے اللہ! انہیں ہر قسم کی تباہی سے دوچار کر کے چیر پھاڑ دے۔ الٰہی! ان کے جوانوں کو قتل، ان کے بچوں کو یتیم اور ان کی عورتوں کو بیوہ کر دے، اے اللہ! ایک غالب اقتدار والے کی طرح انہیں پکڑ لے۔ اللہ! ان کی تعداد شمار کر لے اور انہیں چن چن کر ہلاک کر"۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدُنَا وَنَصِيْرُنَا ' بِكَ نَحُوْلُ وَبِكَ نَصُوْلُ وَبِكَ نُقَاتِلُ

"اے اللہ! تو ہی ہمیں قوت دینے والا اور ہمارا مددگار ہے۔ تیری مدد کے ساتھ ہم جنگی حیلے کرتے، دشمن پر حملہ اور لڑائی کرتے ہیں"۔

اَللّٰهُمَّ اَنْصُرْ عِبَادَكَ الْمُجَاهِدِيْنَ الَّذِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِكَ وَيُقَاتِلُوْنَ أَعْدَائَكَ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ۔

"اے اللہ! اپنے ان مجاہد بندوں کی مدد فرما جو تیرے راستے میں جہاد کرتے اور تیرے دشمنوں سے لڑائی کرتے ہیں۔ وہ قتل کرتے بھی ہیں اور (اس راہ میں) قتل کر بھی دیئے جاتے ہیں"۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْهُمْ نَصْراً مُؤَزَّراً وَّ انْصُرْهُمْ نَصْراً عَزِيْزًا وَّ افْتَحْ لَهُمْ فَتْحًا مُبِيْناً

"اے اللہ! ان کی بھرپور مدد فرما، ان کی وہ مدد کر جو غالب آنے والی ہو اور انہیں واضح فتح نصیب فرما"۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْمُجَاهِدِيْنَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَانْصُرْهُمْ بِجُنُوْدِ الْمَلاَئِكَةِ ' اَللّٰهُمَّ انْصُرْهُمْ نَصْرَ الْمُقْتَدِرِ ' اَللّٰهُمَّ انْصُرْهُمْ كَنَصْرِ يَوْمِ بَدْرٍ ' اَللّٰهُمَّ انْصُرْهُمْ وَاحْفَظْهُمْ ' اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَهُمْ وَسَدِّدْ رَمْيَهُمْ وَاَنْزِلِ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ' اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُمْ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ يَمِيْنِهِمْ وَعَنْ شِمَالِهِمْ وَمِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ' اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُمْ بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ

"اے اللہ! مجاہدین کی مدد جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ فرما اور ان کی مدد فرشتوں کی افواج سے بھی فرما۔ الٰہی! اقتدار والے کی مدد جیسی ان کی مدد فرما۔ (اور تجھ سے بڑھ کر کوئی صاحب اقتدار نہیں) اللہ! بدر والے دن جیسی ان کی مدد فرما۔ ان کی مدد بھی کر اور انہیں محفوظ بھی رکھ۔ اے اللہ! انہیں ثابت قدم رکھ، ان کے نشانے ٹھکانے پر لگا اور ان کے دلوں میں اطمینان و سکون نازل فرما۔ اے اللہ! انہیں سامنے سے، پیچھے سے، دائیں اور بائیں سے، اوپر اور نیچے سے محفوظ رکھیو۔ الٰہی! ان کی حفاظت ہر اس چیز سے فرما جس کے ساتھ تو اپنے صالح بندوں کی حفاظت فرماتا ہے"۔

يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ يَا مَنْ اِحْسَانُهٗ فَوْقَ كُلِّ اِحْسَانٍ يَا مَالِكَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلاَلِ وَالْاِكْرَامِ ' يَا مَنْ لاَ يُعْجِزُهٗ شَيْئٌ وَلاَ يَتَعَاظَمُهٗ شَيْئٌ أُنْصُرْنَا عَلَى اَعْدَائِنَا هٰؤُلاَءِ وَغَيْرِهِمْ وَأَظْهِرْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ عَافِيَةٍ وَّ سَلاَمَةٍ عَامَّةٍ عَاجِلًا

"قدیم زمانے سے احسان کرنے والے اللہ! اے وہ ذات کہ جس کا احسان ہر نیکی پر غالب ہے! اے دنیا و آخرت کے مالک! ہمیشہ کے لئے زندہ اور قائم رہنے والے! اے جلال و اکرام والے! اے وہ ذات کہ جسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی اور نہ کوئی اس سے عظیم ہو سکتی ہے! ہمارے تمام دشمنوں پر ہماری مدد فرما۔ جلد پہنچنے والی تمام قسم کی عافیت اور سلامتی کے ساتھ ہمیں ان پر غالب فرما"۔

☆☆☆☆☆

خشیت اور خوفِ الٰہی

امام عبد الرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

خوف پیدا کرنے والی باتیں:

خوف دو طریقے سے پیدا ہوتا ہے، ایک یہ کہ نادان بچہ کسی مکان میں ہو اور کوئی درندہ یا سانپ آجائے تو وہ اس سے بالکل نہیں ڈرتا، بلکہ بعض دفعہ تو کھیلنے کے لیے ہاتھ بڑھا کر اس کو پکڑنا چاہتا ہے، لیکن اگر بچے کا باپ بھی اس کے ساتھ ہو اور وہ ڈر کر بھاگے، تو بچہ بھی ساتھ ہی ڈر جائے گا اور اپنے باپ کی موافقت میں واویلا کرے گا تو بچے کا یہ خوف نقصان پہنچانے والی چیز کی معرفت حاصل ہو جانے کی وجہ سے نہیں، بلکہ باپ کی تقلید میں ہے۔

جاننا چاہیے کہ اللہ کا خوف بھی دو طرح کا ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف ہے اور یہ عام لوگوں کا خوف ہے۔ جب کوئی شخص اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا ہے تو اچھے بُرے کاموں کی مناسبت سے اس کے دل میں جنت اور دوزخ کا خیال پیدا ہوتا ہے اور اس پر خوف یا رجائیت غالب آتی ہے۔ دوسرا اللہ تعالیٰ کی جلالت و کبریائی کا خوف ہے اور یہ علما و عارفین کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ (آل عمران: ۳۰)

”اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے“۔

اللہ تعالیٰ کی صفات، ہیبت اور خوف کا تقاضا کرتی ہیں اور عارفین بُعد اور حجاب سے ڈرتے ہیں، حضرت ذوالنون مصریؒ نے کہا:

> آگ کا خوف فراق کے خوف کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے سمندر کے مقابلے میں قطرہ“۔

عام لوگوں کا یہ حال نہیں ہوتا۔ وہ تو طرق کی لذت سے آشنا ہی نہیں ہوتے۔ البتہ آگ کا خوف انہیں مضطرب کرتا ہے اور وہ بھی تقلیدی طور پر۔ وہ تو بچے کے سانپ سے خوف کے مشابہ ہے، جو باپ کی تقلید میں ہوتا ہے، اسی لیے کمزور ہوتا ہے اور اکثر تقلیدی عقائد کمزور ہوتے ہیں۔

پھر جب بندہ اللہ کی معرفت کی طرف ترقی کرے گا تو لازماً اس سے ڈرے گا اور یہ آدمی ایسے علاج کا محتاج نہیں جو اس کے دل میں خوف پیدا کرے، بلکہ یہ خوف اس کے علم اور عقیدے کی وجہ سے ہوگا۔

جو آدمی اعمالِ حسنہ میں کوتاہی کرتا ہے اس کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اخبار و آثار کو سنے اور خوف والوں کے حالات و اقوال کا مطالعہ کرے۔

اگر وہ ان کی عقلوں اور ان کے منصب کی امید رکھنے والوں اور دھوکہ کھانے والوں کے مناصب کے مقابل رکھے گا، تو اُسے کوئی شک وشبہ نہ رہے گا کہ ڈرنے والوں کی اقتدا بہتر ہے، کیوں کہ وہ انبیاء اور علما اور اولیا ہیں۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک انصاری بچے کے جنازہ کے لیے بلایا گیا۔ تو میں نے کہا: ”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بڑا خوش نصیب ہے، جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے، جس نے نہ گناہ کیا نہ گناہ کی عمر پائی“۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”اے عائشہ! کیا اس کے سوا بھی کوئی بات ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جنت میں رہنے والے پیدا کیے اور ابھی وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے کہ ان کے جنتی ہونے کا فیصلہ ہو چکا اور کچھ دوزخ کے لیے پیدا کیے اور ابھی وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے کہ ان کے دوزخی ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے“۔

اس ذیل میں سب سے عجیب یہ آیت ہے، جس کا ظاہر تو امید ہے، حالانکہ وہ بڑی سخت ڈرانے والی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى (طٰہٰ: ۸۲)

”اور میں اس آدمی کے لیے بڑا بخشنے والا ہوں جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے عمل کرے، پھر ہدایت پر رہے“۔

تو یہاں مغفرت کو چار شرطوں سے مشروط کیا ہے۔ ڈرانے والی آیات میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے:

وَالْعَصْرِO اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍO (العصر: ۱-۲)

”زمانے کی شہادت ہے کہ انسان ہمیشہ خسارہ میں رہا ہے“۔

اس کے بعد چار شرطیں ذکر کی ہیں جن سے انسان خسارے سے بچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (السجدہ: ۱۳)

”اور اگر ہم چاہیں تو ہر جان کو اس کی ہدایت دے دیں، لیکن میری یہ بات حق ہو چکی کہ میں جہنم کو سب جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا“۔

یہ تو معلوم ہے کہ اگر معاملہ نیا ہوتا، تو چارہ سازی کی بہت زیادہ امید ہوتی، لیکن جو چیز پہلے ہی طے ہو چکی، اس کا تدارک ممکن نہیں، اسے تسلیم ہی کرنا پڑے گا۔ اگر متقین پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی اور امید سے ان کے دلوں کو راحت نہ ملتی تو وہ خوف کی آگ سے جل جاتے۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جو آدمی موت کے وقت ایمان چھن جانے سے بے خوف ہو، اس کا ایمان چھین ہی لیا جاتا ہے"۔

حضرت سفیان ثوریؒ کی وفات کا وقت آیا تو رونے لگے۔ ایک آدمی نے کہا: "اے ابو عبداللہ! میرا خیال ہے آپ کے گناہ بہت زیادہ ہیں"۔ تو آپ نے زمین سے کچھ مٹی اٹھائی اور فرمانے لگے:

"خدا کی قسم! مجھے اپنے گناہوں کی اتنی بھی پروا نہیں، لیکن میں ڈرتا ہوں کہ موت سے پہلے میرا ایمان نہ چھین لیا جائے"۔

حضرت سہل رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

"عام آدمی کو گناہ میں مبتلا ہونے کا ڈر ہوتا ہے اور عالم و عارف ڈرتا ہے کہ کفر میں مبتلا نہ ہو جائے؟"۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نبی نے اللہ کی بارگاہ میں بھوکا اور ننگا ہونے کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی:

"اے میرے بندے! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں نے تیرے دل کو کفر سے محفوظ رکھا ہے کہ تو مجھ سے دنیا کا سوال کرتا ہے؟"

تو انہوں نے مٹی اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی اور کہا:

"کیوں نہیں۔ میں راضی ہوں، مجھے کفر سے محفوظ رکھ"۔

جب علما و اتقیا کا باوجود راسخ قدم ہونے کے یہ حال ہے کہ وہ خاتمے کی خرابی سے ڈرتے ہیں تو پھر کمزور لوگ کیسے نہ ڈریں!! موت سے پہلے ایمان چھن جانے کے کچھ اسباب ہوتے ہیں، مثلاً بدعت، نفاق اور تکبر وغیرہ بری صفات، یہی وجہ ہے کہ سلف نفاق سے بہت ڈرا کرتے تھے۔ بعض نے کہا: اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میں نفاق سے پاک ہوں تو یہ مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہو۔ اس سے ان کی مراد عقیدے کا نفاق نہیں تھا، بلکہ اعمال کا نفاق مراد لیتے تھے، جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ

"منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے"۔

خاتمے کی خرابی دو طرح کی ہے۔ ان میں سے ایک بہت بڑی ہے اور وہ یہ ہے کہ معاذ اللہ اس کے دل میں شک غالب آ جائے یا سکراتِ موت اور اس کی ہولناکیوں میں اللہ کا انکار کر دے تو اس سے دائمی عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

دوسری صورت اس سے کم ہے اور وہ یہ ہے کہ تقدیرِ الٰہی پر ناراض ہو، یا اس پر اعتراض کرے، یا وصیت میں ظلم کر جائے، یا کسی گناہ پر اصرار کرتے ہوئے اس کی موت ہو جائے۔

بیان کیا گیا ہے کہ موت کی حالت میں شیطان کا حملہ سب سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ وہ اپنے مددگاروں سے کہتا ہے اس کو پکڑ لو، اگر یہ آج تمہارے قابو میں نہ آیا تو پھر تم اسے کبھی نہ پکڑ سکو گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ شیطان موت کے وقت میرے حواس خراب کر دے"۔

خطابی نے کہا:

"یہ اس طرح ہوتا ہے کہ شیطان اس وقت انسان پر غالب آ جاتا ہے۔ اس کو گمراہ کر دیتا ہے اور توبہ کرنے سے روک دیتا ہے، یا اسے مظالم سے عہدہ بر آ نہیں ہونے دیتا، یا اسے اللہ کی رحمت سے مایوس کر دیتا ہے، یا موت کو اس کی نگاہ میں ناپسندیدہ بناتا ہے تو وہ اللہ کی تقدیر پر راضی نہیں رہتا"۔

وہ اسباب جن کی وجہ سے خاتمہ بالخیر نہیں ہوتا بہت سے ہیں۔ تفصیلی طور پر ان کو بیان کرنا ناممکن ہے، لیکن ان سب کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً:

اگر خاتمہ شک اور انکار پر ہو، تو اس کا سبب بدعت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات یا افعال کے متعلق خلاف عقیدہ رکھے۔ خواہ تقلید کی وجہ سے ہو یا اپنی رائے فاسد سے، تو جب موت کے وقت پردہ اٹھتا ہے تو اسے اپنے اس عقیدے کا باطل ہونا معلوم ہو جاتا ہے حالانکہ وہ سمجھتا تھا کہ اس کے علاوہ جتنے بھی اسلامی عقیدے ہیں وہ سب اسی طرح ہیں ان کی کوئی اصل نہیں۔

جو آدمی اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق سلف کے طریق پر بغیر کسی بحث و تمحیص کے مجمل عقیدہ رکھے وہ ان شاء اللہ ان خطرات سے محفوظ رہے گا۔

گناہوں پر خاتمہ ہونے کا اصلی سبب ایمان کی کمزوری ہوتا ہے، اسی سے گناہوں میں انہماک پیدا ہوتا ہے۔ گناہ نورِ ایمانی کو بجھا دیتے ہیں اور جب ایمان کمزور ہو جاتا ہے، تو اللہ کی محبت بھی کمزور ہوتی ہے۔ پھر جب موت کے آثار شروع ہوتے ہیں، تو یہ کمزوری اور زیادہ ہو جاتی ہے، کیوں کہ وہ سمجھتا ہے کہ دنیا سے جدا ہونے کا وقت آ گیا ہے، تو وہ سبب جو خاتمہ کو اس مقام تک پہنچاتا ہے وہ دنیا کی محبت اور اس کی طرف میلان ہے۔ دوسری طرف ایمان کی کمزوری اللہ کی محبت کو کمزور کرتی ہے، لیکن جس کے دل میں اللہ کی محبت دنیا کی محبت پر غالب ہو وہ ان خطرات سے محفوظ رہتا ہے اور دنیا سے اس طرح رخصت ہوتا ہے جیسے نیکوکار غلام اپنے مالک کے حضور پیش ہوتا ہے۔ اس کے دل میں مالک کے پاس آنے کی جو خوشی اور سرور ہوتا ہے وہ مخفی نہیں۔ پھر عزت افزائی اس کے علاوہ ہے۔ دوسری طرف جس کی روح اس حال میں نکلے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال کا انکار دل میں آ رہا ہو یا وہ اللہ کی نافرمانی پر مُصر ہو تو وہ اللہ کے پاس اس طرح آتا ہے جیسے کوئی زبردستی اس کو لائے تو پھر جس سزا کا وہ مستحق ہو گا وہ بھی مخفی نہیں ہے۔

جو آدمی سلامتی کی راہ چاہے اسے چاہیے کہ ہلاکت کے اسباب سے دور رہے۔ خائفین کے دلوں کو یہی چیز بے قرار رکھتی ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ دل پھرتے رہتے ہیں اور احوال بدلتے رہتے ہیں۔

صحیحین میں حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بعض دفعہ آدمی دوزخیوں کے سے کام کرتا ہے، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور کبھی آدمی جنت والوں کے سے عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے"۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب بندے کی روح کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے، تو فرشتے کہتے ہیں:

"سبحان اللہ! یہ بندہ شیطان سے بچ کر آگیا، تعجب ہے کہ کیسے بچا؟!"

جب تم نے برے خاتمے کے معنی سمجھ لیے تو اُس کے اسباب سے بچو اور اصلاح کی تیاری کرو، اس تیاری کو آئندہ پر ڈالنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے کہ عمر بہت تھوڑی ہے اور ہر سانس خاتمے کی طرح ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ تمہاری روح اسی حال میں قبض ہو جائے۔ انسان اسی پر مرتا ہے جس پر زندہ رہتا ہے اور جس پر مرے گا اسی پر اُٹھے گا۔

معلوم ہونا چاہیے اصلاح کی کوشش صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ تم بقدرِ کفایت پر قناعت کرو اور زائد چیزوں کی طلب چھوڑ دو۔ ہم ڈرنے والوں کی کچھ باتیں سناتے ہیں۔ امید ہے کہ ان سے دل کی سختی دور ہو جائے گی۔

یہ تو تم مانتے ہو کہ انبیاء اور اولیا تم سے زیادہ عقل مند تھے تو ان کے خوف کی شدت میں غور کرو، شاید تم اپنے نفس کو تیار کر سکو۔

ملائکہ علیہم السلام کا خوف:

اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے:

يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (النحل:۵۰)

"وہ اپنے اوپر سے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور جو انہیں حکم ہوتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں"۔

ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں کہ جن کے کندھے اللہ کے ڈر سے کانپتے رہتے ہیں"۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ عرش اٹھانے والے فرشتوں کی آنکھوں سے نہروں کی طرح آنسو بہتے ہیں اور جب وہ سر اوپر اٹھاتے ہیں تو کہتے ہیں:

"تو پاک ہے، جیسے تجھ سے ڈرنے کا حق ہے ایسا ڈرا نہیں جاتا"۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جو میرے نام سے جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں وہ یہ بات نہیں جانتے"۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے معراج کی رات جبریل علیہ السلام کو دیکھا وہ اللہ کے ڈر کی وجہ سے پرانی مشک کی طرح تھے"۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جبریل علیہ السلام، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیوں روتے ہو؟" تو کہا:

"جب سے اللہ نے جہنم کو پیدا کیا ہے اس ڈر سے میری آنکھیں خشک نہیں ہوئیں کہ میں اللہ کی نافرمانی کروں اور وہ مجھے اس میں ڈال دے"۔

یزید رقاشیؒ نے فرمایا:

"عرش کے گرد اللہ کے کچھ فرشتے ہیں، جن کے آنسو قیامت تک نہروں کی طرح چلیں گے، وہ اس طرح اللہ کے ڈر سے لرزتے ہیں کہ جیسے ہوا اُن کو اُڑا کر لے جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "اے میرے فرشتو! تم کیوں خوف کرتے ہو جب کہ تم میرے پاس ہو؟" تو وہ کہتے ہیں: "اے رب! جتنا ہم آپ کی عزت اور عظمت کو جانتے ہیں اگر زمین والے جان لیں تو کھانا پینا چھوڑ دیں اور بستروں پر نہ لیٹیں، جنگلوں کی طرف نکل جائیں اور بیلوں کی طرح ڈکراتے رہیں"۔

محمدؒ بن منکدر نے فرمایا:

"جب جہنم پیدا ہوئی، تو فرشتوں کے دل لرزنے لگے۔ پھر جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کے دلوں کو سکون ہوا"۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابلیس کی کارستانی ظاہر ہوئی تو جبریل اور میکائیل علیہما السلام رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی فرمائی کہ یہ رونا کیسا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے رب! ہم آپ کی پکڑ سے بے خوف نہیں ہیں۔ فرمایا: اسی حالت پر رہو۔

انبیاء علیہم السلام کا خوف:

وہبؒ نے کہا:

"آدم علیہ السلام جنت سے نکلنے کے بعد تین سو سال تک روئے اور غلطی ہو جانے کے بعد کبھی آسمان کی طرف اپنا سر نہ اٹھایا"۔

وہبؒ بن ورد نے کہا:

"جب اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام پر بیٹے کے متعلق عتاب فرمایا اور کہا: إِنِّي أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ (ہود:۴۶)

"میں تجھے نصیحت کرتا ہو کہ جاہلوں میں سے نہ ہو"

تو آپ تین سو سال تک روتے رہے۔ یہاں تک کہ رونے کی وجہ سے آنکھوں کے نیچے نالیاں سی بن گئیں"۔

ابو الدرداءؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ابراہیم علیہ السلام جب، نماز میں کھڑے ہوتے تو اللہ کے خوف کی وجہ سے ان کے سینے سے ہنڈیا کے ابلنے کی سی آواز آتی"۔

مجاہدؒ نے کہا:

"جب داؤد علیہ السلام سے خطا ہوئی تو آپ چالیس روز تک سجدے میں پڑے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے سبزی اُگ آئی، جس نے سر کو چھپالیا۔ پھر پکارا: "اے رب! پیشانی زخمی ہو گئی اور آنکھیں خشک ہو گئیں" اور داؤد کو اپنی غلطی کے بارے میں کوئی جواب نہیں ملا۔ تو ان کو آواز آئی "کیا تو بھوکا ہے کہ تجھے کھانا دیا جائے؟ یا بیمار ہے کہ شفا دی جائے؟ یا مظلوم ہے کہ تیری مدد کی جائے؟" تو آپ کے منہ سے ایسی آہیں نکلیں کہ ساری سبزی میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ اس وقت اللہ نے اُن کو معاف کر دیا۔

کہا گیا ہے کہ داؤد علیہ السلام کو بیمار سمجھ کر لوگ بیمار پُرسی کے لیے آتے، حالانکہ ان کو صرف اللہ کا ڈر ہوتا تھا، کوئی بیماری نہ ہوتی تھی۔

عیسیٰ علیہ السلام جب موت کو یاد کرتے تو آپ کے جسم سے خون پھوٹ آتا۔

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام اتنا روئے کہ اُن کی ڈاڑھیں ننگی ہو گئیں، تو ان کی والدہ نے نمدے کی دو تہیں ان کے رخساروں پر باندھ دیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی قہقہہ لگا کر ہنستے نہیں دیکھا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوے کو دیکھ لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف تبسم فرماتے اور جب بادل یا آندھی دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے خوف ظاہر ہوتا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو بارش کی امید کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی ہوں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بادلوں کو دیکھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے خوف ظاہر ہوتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! میں اس سے مطمئن نہیں کہ اس میں عذاب ہو اور ایک قوم کو آندھی سے عذاب ہوا اور ایک قوم نے عذاب دیکھا تو کہنے لگی۔ یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا" (صحیحین)۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خوف:

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو پکڑ کر کہتے:

"یہ ہے جس نے مجھے ہلاکتوں میں ڈالا"۔

اور فرماتے:

"کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاٹا جاتا، پھر جلایا جاتا"۔

اسی طرح طلحہ اور ابو الدرداء اور ابو ذر رضی اللہ عنہم نے بھی کہا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قرآن کی آیتیں سنتے اور بیمار ہو جاتے۔ لوگ کئی دن تک ان کی بیمار پرسی کو آتے۔ آپ نے ایک دن زمین سے تنکا اٹھایا اور کہا:

"اے کاش! میں یہ تنکا ہوتا اے کاش! میں کوئی قابل تذکرہ چیز نہ ہوتا۔ اے کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی"۔

رونے کی وجہ سے آپ کے چہرے پر دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"میں چاہتا ہوں کہ جب مر جاؤں تو دوبارہ نہ اٹھایا جاؤں"۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"کاش! میں ایک مینڈھا ہوتا، میرے گھر والے مجھے ذبح کر دیتے اور میرا گوشت کھا لیتے"۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے کاش! میں راکھ ہوتا، جسے ہوائیں اُڑا کر لے جاتیں"۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"کاش! میرے پاس کوئی ہو جو میرے مال کی نگرانی کرے اور میں اپنا دروازہ بند کر لوں اور کوئی میرے پاس نہ آئے، یہاں تک کہ میں اللہ سے جا ملوں"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے رخساروں پر آنسو جاری ہونے کی لکیریں اس طرح تھیں جیسے پرانا تسمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں:

"اے کاش! میں بھولی بسری ہوئی چیز ہوتی"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہے آج اُن کی طرح کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ وہ پریشان، بال غبار آلودہ، صبح کرتے، ان کی حالت ایسی ہوتی جیسے لٹا ہوا قافلہ، ان کی آنکھوں کے

درمیان ایسے نشانات پڑے ہوتے جیسے بکریوں کے گھٹنوں پر، وہ رات اللہ کے سامنے سجدے اور قیام میں گزارتے۔ اللہ کی کتاب پڑھتے، کبھی کھڑے ہوتے کبھی سجدہ کرتے۔ پھر صبح ہوتی اور اللہ کا تذکرہ ہوتا تو اسی طرح کانپتے جیسے آندھی میں درخت اور اُن کی آنکھیں بہتیں، یہاں تک کہ ان کے کپڑے بھیگ جاتے۔ خدا کی قسم! اب تو گویا قوم غافل ہو کر سو گئی ہے"۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو رنگ زرد ہو جاتا۔ لوگ پوچھتے کیا بات ہے؟ تو کہتے: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کس کے سامنے جارہا ہوں؟"۔

تابعین اور بعد کے لوگوں کا خوف:

حضرت ہرم بن حیانؒ نے کہا:

"خدا کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ کاش میں کوئی درخت ہوتا جسے کوئی اونٹنی کھا جاتی، پھر مینگنی کی شکل میں مجھے پھینک دیتی اور میں قیامت کے دن حساب سے بچ جاتا۔ میں اس بڑی مصیبت سے ڈرتا ہوں"۔

حضرت محمد بن واسعؒ رات کا اکثر حصہ روتے ہوئے گزارتے۔ خاموش نہ ہوتے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، جب موت کا تذکرہ ہوتا تو پرندے کی طرح پھڑ پھڑاتے اور روتے، یہاں تک کہ ان کے آنسو اُن کی ڈاڑھی پر بہتے۔ آپ ایک رات روئے تو گھر والے بھی رونے لگے۔ جب آنسو تھمے تو آپ کی بیوی فاطمہ نے کہا: "اے امیر المؤمنین! میرے ماں باپ قربان، آپ کیوں روئے؟" تو کہا: "مجھے خیال آگیا کہ لوگ اللہ کے دربار سے پھر کر جنت کو جارہے ہیں اور کچھ دوزخ کو"۔ پھر آپ چیخے اور بے ہوش ہوگئے۔

جب خلیفہ منصور نے بیت المقدس کا ارادہ کیا، تو آپ ایک راہب کے پاس ٹھہرے، جس کے پاس حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ٹھہرا کرتے تھے۔ اس سے کہا: "مجھے عمر بن عبدالعزیزؒ کی کوئی عجیب بات بتاؤ جو تم نے دیکھی ہو"۔ راہب نے کہا:

"ایک رات وہ میرے اس کمرے کی چھت پر رہے۔ چھت پر سنگ مرمر کی سلیں لگی ہوئی تھیں۔ پرنالے سے پانی کے قطرے گرنے لگے۔ میں نے جا کر دیکھا تو آپ سجدے میں تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے"۔

ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور حضرت فتح موصلی رحمہ اللہ خون کے آنسو روتے۔ حضرت ابراہیم بن عیسٰی یشکری نے کہا:

"میں بحرین میں ایک آدمی کے پاس گیا جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا تھا، میں نے اس سے آخرت کا تذکرہ کیا۔ اس نے بھی موت کا تذکرہ کیا اور پھر وہ چیخنے لگا، یہاں تک کہ اس کی جان نکل گئی"۔

حضرت مسمعؒ نے کہا:

"میں عبدالواحد بن زید کے پاس گیا۔ وہ وعظ کہہ رہے تھے، اُس دن اُن کی مجلس میں چار آدمی فوت ہوگئے"۔

یزید بن مرشدؒ بہت روتے اور کہتے:

"خدا کی قسم! اگر مجھ سے اللہ تعالیٰ یہ کہتے کہ میں تمہیں اس حمام میں قید کر دوں گا تو میرا حق تھا کہ میں ہمیشہ روتا رہتا۔ پھر میں کیسے نہ روؤں کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر میں اس کی نافرمانی کروں گا تو وہ مجھے آگ میں قید کرے گا"۔

حضرت سری سقطیؒ نے کہا:

"میں ہر روز آئینہ میں اپنا چہرہ اس خوف سے دیکھتا ہوں کہ میرا چہرہ سیاہ نہ ہو گیا ہو"۔

تو یہ تھا ملائکہ، انبیاء، عبادت گزاروں اور اولیا کا خوف! ہمیں تو اُن سے بھی زیادہ ڈرنا چاہیے کیوں کہ ہمارے درجات کم اور گناہ زیادہ ہیں۔

یہ ڈر گناہوں کی کثرت سے نہیں بلکہ دل کی صفائی اور کمالِ معرفت سے آتا ہے۔ ہم اگر بے خوف ہیں، تو جہالت کے غلبے اور دل کی قساوت کی وجہ سے، صاف دل کو تھوڑا سا خوف بھی حرکت میں لاتا ہے اور سخت دل پر کوئی وعظ اثر نہیں کرتا۔

ایک بزرگ نے فرمایا: "میں نے ایک راہب سے کہا مجھے کچھ نصیحت کرو"۔ تو اُس نے کہا: "اگر تم سے ہو سکے تو اس آدمی کی طرح ہو جاؤ جس کو درندوں اور سانپ بچھوؤں نے گھیر لیا ہو اور وہ ڈر رہا ہو کہ اگر ذرا بھی غفلت کی تو درندے اس کو پھاڑ دیں گے، یا بھول گیا تو سانپ بچھو اسے ڈس لیں گے"

میں نے کہا: کچھ اور فرمائیے، تو کہا: "پیاسے کو وہی کافی ہے جو آسانی سے مل جائے"۔

اس راہب نے ایسے شخص کی مثال دی ہے جسے درندوں اور حشرات الارض نے گھیر لیا ہو۔ یہ مثال مومن کے حق میں بالکل صحیح ہے۔ جو آدمی نور بصیرت سے اپنے اندر دیکھے گا اسے درندوں اور کیڑے مکوڑوں سے بھرا ہوا پائے گا۔ جیسے غضب، کینہ، حسد، تکبر، عُجب اور ریا وغیرہ۔ اگر یہ غفلت کرے گا تو یہ سب اس کو نوچیں گے اور پھاڑ کھائیں گے۔ ہاں! دنیا میں ان کے مشاہدے سے حجاب ہے۔ جب پردہ اُٹھ جائے گا اور اسے قبر میں رکھا جائے گا، تو یہ سانپ اور بچھو واضح طور پر دیکھے گا جو اس کو ڈسیں گے۔

جو آدمی موت سے پہلے ان پر غالب آنا یا ان کو مارنا چاہے وہ ایسا ضرور کرے، ورنہ اپنے نفس کو ان سے ڈسوانے کے لیے تیار کرلے اور یہ جان لے کہ وہ صرف ظاہری جسم ہی کو نہ ڈسیں گے، بلکہ دل (روح) کو بھی ڈسیں گے۔

☆☆☆☆☆

علاجِ کبر

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ

اس لیے حکیم الامت مجددِ ملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ مجھے دو آدمیوں سے کبھی مناسبت نہیں ہوتی ایک متکبر اور ایک چالاک۔ میرے شیخِ اول حضرت پھولپوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ تکبر کی بیماری ہمیشہ احمقوں کو ہوتی ہے اور حماقت خدائی قہر ہے۔ مثنوی میں مولانا رومؒ نے یہ حکایت لکھی ہے کہ ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیزی سے بھاگ رہے تھے، ایک شخص نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیوں اس طرح بھاگ کر تشریف لے جا رہے ہیں؟ فرمایا کہ میں ایک احمق سے بھاگ رہا ہوں اور اس کی صحبت سے اپنے کو جلد از جلد خلاصی دینا چاہتا ہوں۔ آپ کے اس امتی نے عرض کیا کہ آپ تو اللہ کے رسول اور مسیحا ہیں، آپ کی برکت سے تو اندھے اور کوڑھ کی بیماری والے شفا پاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''حماقت کی بیماری خدائی قہر ہے اور اندھاپن اور کوڑھ قہرِ خداوندی نہیں ابتلا ہے اور ابتلا ایسی بیماری ہے جو اللہ کی رحمت لاتی ہے اور حماقت ایسی بیماری ہے جو قہرِ الٰہی لاتی ہے۔ لہٰذا احمق سے بچنا چاہیے''۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ گریز امت کی تعلیم کے لیے تھا، اپنے کے خوف سے نہ تھا کیونکہ نبی ہونے کی وجہ سے آپ کو معصوم اور محفوظ تھے۔

اسی طرح بعضے بڑے چالاک ہوتے ہیں، اپنے ہی مطلب کی ہر وقت سامنے رکھتے ہیں، مطلب ختم اور بس رفوچکر، چالاکی اسی کا نام ہے۔ چالاک آدمی مخلص نہیں ہوتا۔ وہ آپ کے ساتھ خلوص سے محبت نہیں کرتا، اپنے مطلب کی محبت کرتا ہے۔ اسی لیے حضرت نے فرمایا کہ مجھے چالاک اور متکبر دونوں سے مناسبت نہیں ہوتی۔

تو دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تکبر کا مرض بہت خطرناک ہے، اس کی فکر کیجیے۔ کیونکہ ساری نیکیاں ضائع ہو جائیں گی جس کے دل میں ایک ذرّہ برابر بڑائی ہوگی۔ اگر گھر میں ایک کروڑ روپیہ رکھا ہو لیکن کسی نے ایک بم بھی رکھ دیا ہو تو کیا آپ کو چین آئے گا جب تک بم ڈسپوزل اسکواڈ سے رابطہ نہ کریں۔ ہمارے دل میں کیا معلوم کہ کوئی ذرّہ تکبر کا پڑا ہو، ریا کا پڑا ہو۔ لہٰذا بزرگانِ دین میں جن سے آپ کی مناسبت ہو ان سے تعلق قائم کیجیے۔ تو بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ اختر چاہتا ہے کہ ساری دنیا مجھی سے بیعت ہو جائے۔ استغفر اللہ، یہ میں نے کب کہا بھائی؟ ملتان میں میرا بیان سن کر ایک صاحب نے کہا کہ آپ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ سارا ملتان آپ کے قدموں میں آجائے۔ میں نے کہا جھوٹ بولتے ہو، بہتان لگاتے ہو، جب میں بار بار یہ کہتا ہوں کہ جس خادمِ دین سے 'اہل اللہ کے اجازت یافتہ سے تم کو مناسبت ہو اس سے رجوع کرو، تو پھر یہ الزام لگانا کیسے جائز ہے۔ اگر ایک ڈاکٹر کہتا ہے کہ مجھے نظر آرہا ہے کہ بعض لوگوں کو یہاں کینسر ہے لہٰذا جس ڈاکٹر پر تمہیں اعتماد ہو اس سے رجوع کر لو، تو جو بے چارہ یہ تقریر کر رہا ہے اس پر یہ الزام لگانا کہ بس آپ یہ چاہتے ہیں کہ ساری مریض آپ کی ڈسپنسری میں پہنچ جائیں۔ بتاؤ یہ الزام ہے یا نہیں؟ جب میں بار بار یہ اعلان کرتا ہوں کہ مولانا تقی عثمانی صاحب' حضرت ڈاکٹر عبد الحئی صاحبؒ کے خلیفہ' بیت المکرم میں ان کا بیان اور مجلس ہوتی ہے، ناظم آباد میں مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم ہیں۔ دارالعلوم میں مفتی عبد الروف صاحب ہیں۔ یہ سارے علما شیخ ہیں۔ اسی طرح سکھر میں بعض بزرگانِ دین ہیں، جہاں مناسبت ہو وہاں جاؤ، پھر یہ الزام لگانا ظلم ہے یا نہیں۔ اب یہ کہنا کہ تیرے بعضے شعر میں ایسا اشارہ ملا، مثلاً

دامنِ فقر میں مرے پنہاں ہے تاجِ قیصری
ذرّہ دردِ غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اب کوئی یہ اعتراض کردے کہ آپ نے تو اس میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں ولی اللہ ہوں، میرے دامنِ فقر میں تاجِ قیصری پوشیدہ ہے، تو میں ان سے یہ کہوں گا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے بھی یہ کہہ دو، انہوں نے بھی تو کہا تھا جامع مسجد دہلی میں کہ

دلے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش
کہ دارد زیرِ گردوں میرے سامانے کہ من دارم

ولی اللہ اپنے سینہ میں ایک دل رکھتا ہے جس میں اللہ کی محبت کے جواہرات ہیں۔ اے سلاطینِ مغلیہ! مجھ سے بڑا میر ساماں اور دولت مند کون ہوگا؟ اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ اپنی تعریف کی جا رہی ہے بلکہ مراد اہل اللہ کی تعریف کرنا ہے۔ ایسے اشعار میں اللہ والوں کی تعریف کرنے کی نیت ہوتی ہے۔ شعر فہمی بھی تو ایک چیز ہے اور اگر سمجھ نہ آئے تو پوچھ ہی لو کہ اس کا کیا مطلب ہے تاکہ بدگمانی کی نوبت نہ آئے۔

تو یہ ارشاد مبارک جب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سنا کہ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرّہ برابر تکبر ہوگا تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص پسند کرے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کا جوتا بھی اچھا ہو، مثلاً ایک شخص خوب اچھا دُھلا ہوا عمدہ لباس پہنتا ہے اور مان لو کہ جوتا بھی سلیم شاہی پہنتا ہے، ایک صحابی سوال کر رہے ہیں، مطلب یہ تھا کہ کہیں یہ تکبر تو نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالَ

''اللہ تعالیٰ جمیل ہیں اور جمال کو پسند کرتے ہیں''۔

میلا کچیلا رہنا کوئی اچھی بات نہیں، انسان صاف ستھرا رہے، جتنا ہو سکے اچھے لباس میں رہے، یہ تکبر نہیں ہے۔ کبر کی حقیقت اور اس کا مادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ تکبر دو جزء سے بنتا ہے

ا۔ بَطَرُالْحَقِّ

حق بات کو قبول نہ کرنا، سارے علما کہہ رہے ہیں کہ یہ مسئلہ ایسا ہے لیکن یہ کہتا ہے کہ ہم نہیں جانتے، ہم مفتیوں کو مانتے ہی نہیں، میں نے ایسے متکبر بھی دیکھے ہیں جو کہتے تھے کہ اگر ساری دنیا کے مفتی مل جائیں تو بھی ہم نہیں مانیں گے۔ ارے بھائی! ساری دنیا کے علما گمراہی پر کیسے جمع ہوسکتے ہیں؟ مگر متکبر کی سمجھ میں یہ بات کہاں آتی ہے؟ بس حق معلوم ہو جانے پر اس کو قبول نہ کرے یہی کبر ہے۔

ہماری مسجد کے ایک امام صاحب تھے، دورانِ جماعت ان کا وضو ٹوٹ گیا۔ فوراً جماعت چھوڑ کر مسجد سے نکل گئے اور جاکر وضو کیا۔ اگر متکبر ہوگا تو مارے شرم کے بے وضو ہی نماز پڑھا دے گا۔ کیونکہ سوچے گا کہ اب نکلوں گا تو لوگ کہیں کہ جناب کی ہوا نکل گئی، لیکن اگر تکبر نہیں ہے تو سوچے گا کہ مسلمانوں کی نماز کو کیسے ضائع کردوں اور عذاب کا بار اپنی گردن پر کیسے لے لوں؟

اور تکبر کا دوسرا جز ہے غَمْطُ النَّاسِ لوگوں کو حقیر سمجھنا۔ کسی کو دیکھا تو اس کے سامنے آہاہاہا! آیئے تشریف لایئے چائے پیجئے، ایک پیالی چائے پلائی اور جب بے چارہ چلا گیا تو کہتے ہیں بُدھو ہے، بے وقوف ہے، عقل نہیں ہے۔ آج کل لوگوں میں یہ عام مرض ہے۔ مخلص بندہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی اخلاص ہو اور اللہ کی مخلوق کا بھی مخلص ہو۔ آپ خود سوچیے کہ جو شخص آپ کے بچوں کا مخلص نہیں ہوتا کیا آپ اسے دوست بنانے کے لیے تیار ہوں گے؟ ایک شخص باپ کی تو ہر وقت خدمت کررہا ہے، اس کو شامی کباب اور بریانی کھلا رہا ہے، پاؤں بھی دبا رہا ہے لیکن اس کے بچوں کے ساتھ مخلص نہیں، ہر ایک کے ساتھ برائی سے پیش آرہا ہے، ہر ایک کی غیبت کررہا ہے۔ باپ ہرگز ایسے کو دوست نہیں بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا بھی معاملہ یہی ہے۔ ایک شخص خوب عبادت کرتا ہے، تہجد بھی، اشراق بھی، چاشت بھی لیکن اللہ کے بندوں کو حقیر سمجھتا ہے ان کی غیبت کرتا ہے، ان کو ستاتا ہے، یا کسی کو بری نگاہ سے دیکھتا ہے اور دل میں برے برے خیال پکاتا ہے، یہ اللہ کے بندوں کے ساتھ مخلص نہیں تو ایسے کو اللہ تعالیٰ ہرگز اپنا ولی نہیں بناتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقُ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ
(مشکوٰۃ: ص ۴۲۵)

”پوری مخلوق اللہ کی عیال ہے، اللہ کا سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو اللہ کے بندوں کے ساتھ احسان اور بھلائی کرے“۔

حضرت تھانویؒ اپنا حال بیان فرماتے ہیں۔ کبھی کبھی اولیاء اللہ اپنا حال ظاہر کردیتے ہیں مخلوق کی ہدایت کے لیے۔ فرماتے ہیں کہ میرا حال یہ ہے کہ میں مومنوں کے لیے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کو تقویٰ دے دے، عافیت سے رہیں اور کافروں کے لیے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کو ایمان دے دے، اور چیونٹیوں کے لیے بھی دعا کرتا ہوں کہ اے خدا! چیونٹیاں بھی بلوں میں آرام سے رہیں اور سمندر کی مچھلیوں کے لیے بھی دعا مانگتا ہوں اور ساری کائنات کے لیے رحمت کی درخواست کرتا ہوں۔

ان کو کہتے ہیں اولیاء اللہ جو اللہ تعالیٰ کی ساری کائنات کے ساتھ رحم دل ہوں اور خدا کی مخلوق کے ساتھ بھلائی چاہتے ہوں، ولایت اسی کا نام ہے۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ کے یہاں ان کا کیا درجہ ہوگا؟ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ذرّہ درد عطا فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اللھم وفقنا لماتحب وترضیٰ

تو اس بات کو خوب سمجھ لیجیے کہ تکبر دو جزء سے بنتا ہے۔

۱۔ بطر الحق　　حق بات کو قبول نہ کرنا اور

۲۔ غمط الناس　　دنیا کے کسی بھی انسان کو حقیر سمجھنا

کسی گناہ گار سے گناہ گار انسان سے نفرت نہ کرو۔ معاصی سے تو نفرت کرو لیکن دوستو! عاصی سے نفرت نہ کرو، معاصی سے نفرت واجب، عاصی سے نفرت حرام۔ نکیر واجب تحقیر حرام۔ یعنی کسی بری بات پر سمجھانا تو واجب ہے لیکن اس کو حقیر سمجھنا حرام ہے۔ اسی لیے حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جب تک کسی کے نفس میں اتنی صلاحیت نہ پیدا ہو جائے کہ نصیحت کرنے والا جس کو نصیحت کررہا ہے اس کو اپنے سے بہتر سمجھتے ہوئے نصیحت کرے اس وقت تک اس کو نصیحت کرنا جائز نہیں۔ اگر وہ اپنے کو بڑا سمجھ کر اور دوسرے کو حقیر سمجھ کر نصیحت کررہا ہے تو ایسی تبلیغ حرام ہے۔ جس کو نصیحت کیجیے تو پہلے یہ مراقبہ کیجیے کہ یااللہ! یہ بندہ مجھ سے بہتر ہے لیکن آپ کا حکم سمجھ کر اس کی بھلائی اور خیر خواہی کے لیے نصیحت کررہا ہوں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ابا کے گال پر کہیں تھوڑی سی روشنائی لگ گئی تو ابا کو آپ نصیحت کریں گے کہ ابا! آپ کے چہرہ پر روشنائی لگی ہے لیکن کیا ابا کو آپ حقیر سمجھیں گے؟ اپنے بابا کو کوئی حقیر سمجھے گا؟ بس اسی طرح اللہ کے تمام بندوں کا اکرام چاہیے۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے مکہ شریف میں فرمایا کہ جو لوگ حج کرنے آئے ہیں مقامی لوگ ان کا اکرام کریں اور یہ سمجھیں کہ یہ مہمانِ سرکار ہیں اور یہاں کے لوگوں سے اگر حاجیوں کو اذیت پہنچ جائے تو حاجی یہ سمجھیں یہ کہ اہلِ دربار ہیں۔ میں نے مکہ شریف اور مدینہ شریف میں اپنے دوستوں سے خاص طور سے عرض کیا کہ اگر کبھی اچانک کوئی عورت یا لڑکی سامنے آجائے تو سمجھ لو کہ یہ ہماری ماں سے زیادہ محترم ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کی مہمان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان ہے۔ ایسے ہی کوئی لڑکا نظر آجائے تو سمجھ لو کہ یہ بھی اللہ کا مہمان ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے۔ اپنے باپ سے زیادہ عزت کرو، وہاں یہ مراقبہ ضروری ہے ورنہ نفس وہاں بھی بدنگاہی کرادے گا۔ بہت ہی احتیاط چاہیے۔ خصوصاً ایسی مقدس جگہوں پر۔

غرض ہر ایک کا اکرام کرے اور دنیا کے کسی انسان کو حقیر نہ سمجھے۔ گناہوں سے نفرت تو واجب ہے لیکن گناہ گار سے نفرت جائز نہیں۔ ایک شخص نے حضرت تھانویؒ سے سوال کیا کہ صاحب یہ تو بہت مشکل ہے کہ ایک شخص کو ہم گناہ کرتے دیکھ رہے ہیں تو صرف گناہ ہی سے نفرت ہو اور گناہ گار سے نفرت نہ ہو، یہ تو بہت مشکل لگتا ہے۔ فرمایا کہ کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ ایک شہزادہ آیا، نہایت حسین، چاند سا چہرہ مگر چہرہ پر روشنائی لگا کر آیا تو روشنائی سے نفرت کرو گے شہزادہ سے نفرت نہیں کرو گے۔ کیونکہ جانتے ہو کہ ابھی صابن سے دھولے گا تو پھر چاند سا چہرہ نکل آئے گا اور اسے حقارت سے کچھ کہتے ہوئے بھی ڈرو گے کہ شہزادہ ہے کہیں بادشاہ سے دُرّے نہ لگوا دے۔ اچھا کبھی چاند بھی تو بدلی میں چُھپ جاتا ہے اور ذرا ذرا سا نظر آتا ہے تو کیا کوئی چاند کو حقیر سمجھتا ہے؟ کیونکہ جانتا ہے کہ ابھی بادل ہٹ جائے گا تو پھر ویسا ہی روشن ہو جائے گا۔ اسی طرح گناہ گار بندہ ابھی تو مبتلا ہے لیکن ابھی توبہ کرے، چند آنسو کرائے، ایک آہ کرے، تو بعض وقت بڑے بڑے نیکوں سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

؎ نومید ہم مباش کہ رندانِ بادہ نوش

ناگہہ بیک خروش بہ منزل رسیدہ اند

فرماتے ہیں کہ گناہ گاروں کو حقیر مت سمجھو، کبھی ایک آہ انہوں نے ایسی کی ہے کہ ایک ہی آہ میں منزل تک پہنچ گئے، ندامت پیدا ہوئی اور اسی وقت کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔

حضرت شاہ عبد الغنی صاحبؒ نے فرمایا کہ جون پور کے ایک شاعر تھے حفیظ نام تھا۔ ان کے اشعار کا مجموعہ دیوانِ حفیظ شائع ہو چکا ہے۔ شراب پیتے تھے، داڑھی منڈاتے تھے۔ لوگوں سے پوچھا کہ ہماری اصلاح کیسے ہو گی؟ حفیظ صاحب کو بتایا گیا کہ جاؤ خانقاہ تھانہ بھون جاؤ، مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کی صحبت سے ان شاء اللہ ٹھیک ہو جاؤ گے۔ فوراً چل دیے، راستہ میں تھوڑی سی داڑھی بڑھ گئی، خانقاہ میں بیٹھ کر حجام کو بلایا اور وہ بھی صاف کرا دی۔ حضرت سے کہا کہ حضرت بیعت کر لیجیے۔ فرمایا کہ جناب کل میں نے دیکھا تھا جب آپ جون پور سے آئے تھے تو چہرہ پر ذرا ذرا سا نور تھا، آج آپ نے وہ بھی ختم کر دیا۔ جب بیعت ہونے کا ارادہ تھا تو پھر یہ حرکت کیوں کی؟ حفیظ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آپ حکیم الامت ہیں، میں مریض الامت ہوں۔ مریض کو چاہیے کہ اپنی پوری بیماری پیش کر دے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اب کبھی اُسترا نہیں لگے گا۔ حالانکہ ان کے لیے یہ جائز نہیں تھا لیکن کیونکہ ان کا منشا اصلاح تھا اس لیے حضرت نے ان کے خلوص کو قبول فرما لیا اور خاموش ہو گئے۔ اس کے سال بھر بعد حضرت جون پور تشریف لے گئے، جون پور میں حضرت کا وعظ ہوا تھا اس میں میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحبؒ بھی موجود تھے اور وعظ سے پہلے ایک شخص نے حضرت کو پرچہ دیا تھا جس میں لکھا تھا کہ

''تم کافر ہو، تم جولاہے ہو، ذرا سنبھل کر بیان کرنا''۔

حضرت نے فرمایا کہ ایک شخص نے مجھے لکھا ہے کہ میں کافر ہوں، لہٰذا میں کلمہ پڑھتا ہوں اور آپ لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ

اشھد ان لاالہ الااللہ واشھدان محمد رسول اللہ

دوسرا اعتراض ہے کہ میں جولاہا ہوں۔ تو بھائی جولاہا ہونا کوئی حقارت کی بات نہیں، وہ بھی اللہ کے بندے ہیں اور اپنے مسلمان بھائی ہیں لیکن میں فاروقی النسب ہوں، میرا نسب نامہ حضرت فاروقِ اعظمؓ سے ملتا ہے، تھانہ بھون جا کر تحقیق کر لو میرے والدین کے نکاح کے گواہ اب بھی موجود ہیں۔

اور تیسری بات یہ لکھی کہ ذرا سنبھل کر بیان کرنا تو اس کو نہیں مانوں گا۔ حق پیش کروں گا اشرف علی اس سے نہیں ڈرتا۔ اہلِ بدعت سے خطاب تھا، پھر حضرت نے ایسی تقریر کی کہ سارے اہلِ بدعت تائب ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو عظمتیں اور محبتیں آپ لوگ رکھتے ہیں اس کا ہمیں پتہ ہی نہیں تھا۔ ہم تو آپ کو دشمنِ رسول سمجھتے تھے لیکن آج پتہ چلا کہ اصلی عاشقِ رسول تو آپ ہی لوگ ہیں۔ اسی جون پور کے حفیظ صاحب تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ سفید داڑھی والے بڑے میاں کون ہیں؟ حضرت شاہ عبد الغنی صاحبؒ نے عرض کیا کہ حضرت یہ بڑے میاں وہی ہیں حفیظ جون پوری شاعر جو آپ کے پاس کس حالت میں گئے تھے، حضرت بہت خوش ہوئے۔

دیکھئے کسی کو کوئی کیا حقیر سمجھے، جب ان کا انتقال ہونے لگا تو تین دن تک مسلسل روتے رہے۔ بس نماز پڑھتے تھے اور زمین پر تڑپ تڑپ کر رونے لگتے تھے، اللہ کا خوف طاری ہو گیا۔ اپنے گھر میں اِس دیوار سے اُس دیوار تک اور اُس دیوار سے اِس دیوار تک تڑپتے تھے۔ اور بس روتے تھے کہ یا اللہ مجھ کو معاف کر دے، عجیب کیفیت تھی اور اسی حال میں زمین پر تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ دیکھئے گناہ گاروں کی روح میں کیسا انقلاب آیا۔ حالت بدل گئی۔ ایک اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر توبہ کر کے پاک صاف ہو کر چلے گئے اور اپنے دیوان میں دو شعر بڑھا گئے، فرمایا کہ

؎ مری کھل کر سیہ کاری تو دیکھو

اور ان کی شانِ ستاری تو دیکھو

گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں

گناہوں کی گراں باری تو دیکھو

ہوا بیعت حفیظؔ اشرف علی سے

بہ ایں غفلت یہ ہشیاری تو دیکھو

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

فضائل و فوائد ذکر الٰہی

مولانا محمود الحسن غضنفر

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"دل دو چیزوں غفلت اور گناہ سے زنگ پکڑتا ہے اور دو چیزوں سے ہی زنگ دور کیا جاسکتا اور دل کو روشن کیا جاسکتا ہے۔ استغفار اور ذکرِ الٰہی"۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"ہر چیز کو چمکانے کے لیے کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے لیکن دلوں کو ذکرِ الٰہی سے ہی چمکایا جاسکتا ہے۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ مقولہ ہے کہ

"ذکر مومن کی جنت ہے جنتی محض دنیا کی جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اخروی جنت میں بھی داخل ہوگا"۔

آپ رحمہ اللہ ایام اسیری اور قید و بند کے دنوں میں فرمایا کرتے تھے:

"دشمن میرا کیا بگاڑیں گے؟ میری جنت تو میرے سینے میں ہے جہاں جاؤں ساتھ ہے۔ قید و بند میری خلوت ہے قتل میرے لیے شہادت ہے اور جلاوطنی میری سیاحت ہے"۔

ایام اسیری میں سجدہ کے اندر کثرت سے یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک

"الٰہی اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت پر میری مدد فرما"۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ مجھ سے کہنے لگے:

"محبوس وہ نہیں جسے قید کر دیا جائے۔ بلکہ محبوس وہ ہے جس کا دل اپنے رب سے رُک جائے۔ اسیر وہ نہیں جو گرفتار ہو جائے بلکہ اسیر وہ ہے جو خواہشات کا اسیر ہو جائے"۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ شریف کی طرف سفر کرتے ہوئے جمدان پہاڑ سے گزرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"مفردون سبقت لے گئے آپ سے پوچھا گیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مفردون کون لوگ ہیں؟ فرمایا کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔" (صحیح مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ذکر الٰہی کے لیے کوئی قوم جب اور جہاں بیٹھتی ہے تو ملائکہ ان پر گھیرا ڈال لیتے ہیں اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا اپنی مجلس میں تذکرہ فرماتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے"۔

ایک روایت صحیحین میں ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں۔

"میں اپنے بندے کے ظن کے مطابق اس سے معاملہ کرتا ہوں جب مجھے یاد کرتا ہے میں علم کے لحاظ سے اس کے پاس ہوتا ہوں اگر مجھے دل میں یاد کرے تو میں دل میں اسے یاد کرتا ہوں مجلس میں یاد کرے تو میں اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔ میری طرف بالشت آئے تو میں ہاتھ برابر آتا ہوں۔ ہاتھ بھر آئے تو میں دو ہاتھ برابر قریب آتا ہوں چل کر آئے تو میں دوڑ کر آتا ہوں"۔

ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قیل یا رسول اللہ وما ریاض الجنة قال حلق الذکر

"جب تم جنت کے باغات سے گزرو تو وہاں سے کچھ کھایا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے استفسار کیا جنت کے کون سے باغات ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکرِ الٰہی کے حلقے"۔

ذاکروں میں وہ ذکر افضل ہے جو صرف تسبیح پر ہی نہ رہے بلکہ مجاہد افضل ہے جو مجاہد ہی نہ بنا پھرے بلکہ ذکرِ الٰہی کا خاص خیال رکھے۔

قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِیۡتُمۡ فِئَةً فَاثۡبُتُوۡا وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِیۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (الانفال:۴۵)

”اے ایمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور بکثرت اللہ کو یاد کرو تا کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو“۔

ذکر کثیر کے متعلق متفرق مقامات پر اللہ کریم نے ذکر فرمایا ہے:

وَاذكُرنَ مَا يُتلى فِي بُيُوتِكُنَّ مِن ايٰتِ اللهِ وَالحِكمَةِ اِنَّ اللهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا (الاحزاب: ۳۴)

”اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر کرتی رہو یقیناً اللہ تعالیٰ لطف کرنے والا خبر دار ہے“۔

مزید ارشاد فرمایا:

وَالذّٰاكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللهُ لَهُم مَّغفِرَةً وَّاَجرًا عَظِيمًا (الاحزاب: ۳۵)

”بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں ان (سب کے) لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے“۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

” انسان پر جو گھڑی خالی گزری وہی قیامت کو حسرت کا موجب ہو گی “۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً حدیث ذکر فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

”ہر شئے کے لیے صیقل ہے دلوں کی صیقل ذکرِ الٰہی ہے۔ عذابِ الٰہی سے بچانے کے لیے انسان کے لیے ذکرِ الٰہی سے زیادہ کوئی چیز بہتر نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا جہاد فی سبیل اللہ سے بھی؟ فرمایا خواہ تلوار مارتے مارتے خود ہی شہید اور پرزہ پرزہ کیوں نہ ہو جائے“۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے پاس جانے کا اتفاق ہوا آپ نے نماز فجر ادا کی پھر وہیں بیٹھ گئے تقریباً دوپہر تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہے ذکر سے فارغ ہو کر میری طرف التفاف فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں یہ تو میرا ناشتہ ہے اگر یہ ناشتہ نہ کروں تو یقیناً میری قوت سلب ہو جائے۔ (ذکرِ الٰہی حافظ ابن القیم الجوزی رحمہ اللہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ہیبت و جلالِ الٰہی سے جو تم اس کی تہلیل و تکبیر اور تحمید کرتے ہو وہ اللہ کے عرش کے گردونواح گھومنے لگ جاتا ہے اور شہد کی مکھیوں کی طرح آواز کرتی ہیں اور اپنے فاعل کو یاد کرتی ہیں۔ کیا تمہیں پسند نہیں کہ تمہیں بھی کوئی چیز عرش الٰہی کے پاس یاد کرے اور تمہارا تذکرہ کرے؟“ (مسند امام احمد)

ذکر الٰہی سے اللہ جل شانہ ذاکر کے لیے جنت میں درخت لگا دیتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”معراج کی رات ابراہیم علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے اے محمد! میری طرف سے اپنی امت کو سلام دینا اور کہنا جنت کی زمین بھی نہایت اعلیٰ ہے اور اس کا پانی بھی میٹھا ہے اور بے نمکین ہے۔ مگر وہ صاف چٹیل میدان اور اس کے پودے ہیں۔ سبحان اللہ ، الحمد للہ ، لا الہ الا اللہ اللہ اکبر “۔ (ترمذی)

ذکر الٰہی سے جو انعامات حاصل ہوتے ہیں وہ دیگر اعمال سے نہیں ہوتے۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”جو شخص روزانہ سو مرتبہ ”لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی قدیر“ پڑھے اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں اور صبح سے شام تک وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے اعمال سے بڑھ کر کسی کا عمل افضل نہیں ہوتا الا یہ کہ اس سے بڑھ کر کوئی عمل کرے۔ اور جو شخص دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہے اس کے تمام گناہ خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں معاف ہو جاتے ہیں“۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی مثال ہے“۔

ذکرِ الٰہی سے انحراف اپنے نفس پر ظلم کرنے کے مترادف ہے، قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللهَ فَأَنسٰهُم أَنفُسَهُم أُولٰئِكَ هُمُ الفٰسِقُونَ (حشر ۱۹:

"اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنھوں نے اللہ (کے احکام) کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انہیں اپنی جانوں سے غافل کر دیا۔ اور ایسے ہی لوگ نافرمان (فاسق) ہوتے ہیں۔"

جو لوگ ذکرِ الٰہی سے اعراض اور انحراف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی معیشت کو تنگ کر دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَن اَعرَضَ عَن ذِكرِى فَاِنَّ لَه مَعِيشَةً ضَنكًا وَّنَحشُرُه يَومَ القِيٰمَةِ اَعمٰى O قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرتَنِى اَعمٰى وَقَد كُنتُ بَصِيرًا O قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذٰلِكَ اليَومَ تُنسٰى (طٰہٰ:۱۲۴۔۱۲۶)

"اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے روز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا یا الٰہی مجھے تو نے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو دیکھتا تھا۔ (جواب ملے گا کہ) اسی طرح ہونا چاہیے تھا تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا تو آج تو بھی بھلا دیا جاتا ہے۔"

اس تنگی سے بعض نے عذابِ قبر اور بعض نے وہ قلق و اضطراب، بے چینی اور بے کلی مراد لی ہے جس میں اللہ کی یاد سے غافل بڑے بڑے دولت مند مبتلا رہتے ہیں۔ اس تنگ زندگی کی عذابِ برزخ سے بھی تفسیر کی گئی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ دینوی معیشت کو بھی شامل ہے اور برزخی حالت کو بھی۔ کیونکہ برزخی حالت میں انسان دنیا و برزخ دونوں جہان کی تکلیف برداشت کرتا ہے اور آخرت میں بھی عذاب میں ڈال کر فراموش کیا جائے گا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے"۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکرِ الٰہی کے لیے کوئی مقرر نہیں ذکر کرنے والا جب جس وقت اور جس حالت میں چاہے اللہ کا ذکر کر سکتا ہے۔

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے احکام کی مجھ پر کثرت ہو چکی ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی (آسان سی) چیز بتا دیں جس پر میں عمل کرتا رہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے"۔ (ابن ماجہ کتاب الادب باب افضل الذکر ص ۲۷۷ مسند احمد ص۱۸۸ ج۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور افضل دعا الحمد للہ ہے"۔ (ابن ماجہ کتاب الادب باب فضل الحامدین ص ۲۷۸، مستدرک ص۴۹۸ ج۱)

کلمہ توحید کا ورد تمام اذکار سے بہتر ہے اور الحمد للہ کا ورد تمام دعاؤں سے بہتر ہے اس لیے کہ یہ دونوں کلمے اللہ تعالیٰ کی توحید اور تحمید پر مشتمل ہیں۔ بعض حضرات کلمہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ میں محمد رسول اللہ کا اضافہ بھی کرتے ہیں جو کسی حدیث سے ثابت نہیں، نہ ہی مذکورہ حدیث میں اس کا ذکر ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو قوم اللہ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکونت نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ (بطور فخر) ان کا تذکرہ اپنے فرشتوں سے کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں"۔ (مسلم کتاب الذکر والدعاء)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو لوگ اپنی مجلس میں اللہ کا ذکر نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں تو ایسی مجلس باعث حسرت اور نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اللہ اگر چاہے تو انہیں عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف کر دے"۔ (مسند احمد)

حافظ ابن القیم الجوزی رحمہ اللہ نے ذکرِ الٰہی کے بہت سے فوائد اپنی کتاب ذکرِ الٰہی میں تحریر فرمائے ہیں جنہیں انتہائی اختصار کے ساتھ قارئین کرام کی نظر کیا جاتا ہے۔ ذکرِ الٰہی شیطان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے، ذکرِ الٰہی سے اللہ راضی ہو جاتا ہے، ذکرِ الٰہی غموں اور پریشانیوں کا علاج ہے، ذکرِ الٰہی سے دل میں مسرت اور خوشی پیدا ہوتی ہے، ذکرِ الٰہی سے

بدن کو تقویت ملتی ہے، ذکرِ الٰہی سے انابت (رجوع الی اللہ) حاصل ہوتی ہے، ذکرِ الٰہی سے تقربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے، ذکرِ الٰہی سے معرفت کے دروازے کھل جاتے ہیں، ذکرِ الٰہی سے دل میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ساتھ ساتھ ہیبت اور عظمت و توقیر و جلال کا سکہ بیٹھتا ہے، ذکرِ الٰہی سے اللہ عزوجل آسمانوں میں ذاکر کا تذکرہ کرتے ہیں، ذکرِ الٰہی سے دل کو زندگی اور تازگی نصیب ہوتی ہے، ذکرِ الٰہی سے دل کا زنگ اتر جاتا ہے، ذکرِ الٰہی سے اللہ تعالیٰ کا جن کلمات سے ذکر کرتا ہے وہی اذکار مصائب و آلام اور تکلیف کے وقت اس کا ذکر کرنے لگتے ہیں۔ ذکرِ الٰہی سے اللہ تنگ دستیاں دور فرما دیتا ہے، ذکرِ الٰہی سے دل کو قرار اور اطمینان نصیب ہوتا ہے، ذکرِ الٰہی سے انسان لغویات سے محفوظ رہتا ہے، ذکرِ الٰہی کی مجالس فرشتوں کی مجلسیں ہوتی ہیں، ذکرِ الٰہی سے ذاکر نیک اور سعید ہو جاتا ہے، ذکرِ الٰہی کی وجہ سے انسان قیامت کے دن حسرت سے مامون رہے گا، ذاکر کو ذکرِ الٰہی کی برکت سے وہ نعمتیں مل جاتی ہیں جو مانگ کر لینے سے بھی نہیں ملتیں، ذکرِ الٰہی تمام تر عبادات سے آسان اور افضل ہے، ذکرِ الٰہی سے جنت میں درخت لگتے ہیں، ذکرِ الٰہی سے دنیا میں بھی نور قبر میں بھی نور، آخرت میں بھی نور حاصل ہو گا۔ ذکرِ الٰہی سے دل بیدار رہتا ہے، ذکرِ الٰہی قربِ خداوندی اور معیتِ الٰہی کا ذریعہ ہے، ذکرِ الٰہی صدقہ و جہاد سے افضل ہے، ذکر 'رأس الشکر' ہے، ذکرِ الٰہی سے دل کی قساوت نرمی میں تبدیل ہو جاتی ہے، ذکرِ الٰہی دل کی دوا اور قلب کی شفا ہے، ذکرِ الٰہی محبت الٰہی کا حصول ہے، ذکرِ الٰہی ہر قسم کے شکر سے اعلیٰ ترین شکر ہے جو مزید نعمت کا باعث ہے، ذکرِ الٰہی اللہ کی رحمتوں اور فرشتوں کی دعاؤں کا موجب ہے، مجالسِ ذکر جنت کے باغات ہیں، مجالسِ ذکر فرشتوں کی مجلسیں ہیں، اہلِ ذکر سے اللہ تعالیٰ ملائکہ میں فخر فرماتے ہیں، ذکرِ الٰہی پر ہمیشگی کرنے والا مسکراتے ہوئے جنت میں جائے گا۔ (قول ابو درداء رضی اللہ عنہ)

تمام اعمال ذکرِ الٰہی کو دوام اور ہمیشہ باقی رکھنے کے لیے ہیں، مقابلہ اعمال میں ذکرِ الٰہی کرنے والے جیت جائیں گے۔ ذکر انسان اور جہنم کے درمیان دیوار بن جاتا ہے، فرشتے ذاکر کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں جیسا کہ تائب کے لیے دعائے مغفرت فرماتے ہیں۔ کثرت کے ساتھ ذکر کرنے سے نفاق سے نجات نصیب ہو جاتی ہے، ذکرِ الٰہی کی لذت تمام لذات سے بہتر لذت ہے، کثرت ذکر سے گواہوں کی کثرت ہوتی ہے۔ ذکرِ الٰہی سے شیطانوں میں گھرے ہوئے آدمی کو نجات مل جاتی ہے۔

ذکر الٰہی سے بے حد قوت حاصل ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی کی مشقت اور دیگر معمولات کی زیادتی و تکالیف کی شکایت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خادم طلب فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خادم دینے کی بجائے رات کو سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ اور فرمایا خادم کی بجائے یہ کلمے تمہارے لیے بہتر ہیں۔

اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے ہمیں ہر، لمحہ ہر موڑ پر ذکر الٰہی کا ہی درس دیا ہے۔ گھر سے نکلیں تو دعا بازار جائیں تو دعا، سواری پر سوار ہوں تو دعا، شہر میں داخل ہوں تو دعا، پانی پئیں تو دعا، کھانا کھانے سے فارغ ہوں تو دعا، مسجد میں داخل ہوں تو دعا اور نماز تو دعاؤں کا مجموعہ ہے۔ مسجد سے باہر نکلیں تو دعا لباس پہنیں تو دعا، الغرض جملہ عروسی میں جانے کی دعا۔ دین اسلام نے انسان کو کسی بھی موڑ پر بے رہبر و نہیں چھوڑا ہر مقام پر ذکرِ الٰہی کی تلقین کی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے ہم ہمہ وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول و مصروف رہیں اسی میں کامیابی ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

وَالذّٰكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُم مَّغفِرَةً وَّاَجرًا عَظِيمًا

(الاحزاب:۳۵)

"کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں اور یاد کرنے والیوں کے لیے رب کائنات نے بخشش کے ساتھ اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔"

اس لئے فارغ اوقات میں ہمیں اللہ سے لو لگانی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب (الشرح:۷،۸)

"پس جب تو فارغ ہو تو عبادت میں محنت کر اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين محمد وعلى آله وصحبه وذريته اجمعين،اما بعد:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ فرماتے ہیں یعنی حدیثِ قُدسی ہے کہ

أنا عند ظن عبدي بي

''میں اپنے بندے سے اُس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں''۔

ان خير فخير

''اگر وہ اچھا گمان رکھے گا تو اس کے ساتھ معاملہ بھی اچھا ہو گا''۔

وان شرفشر

''اور اگر بُرا گمان رکھے گا تو معاملہ بُرا ہو گا''۔

تو پیارے بھائیو! یہ معروف حدیث ہے، کئی کُتبِ حدیث میں مذکور ہے، صحیح حدیث ہے۔ اس حدیث میں ہمیں ایک عظیم عبادت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور وہ عبادت ہے، ''اللہ سے حُسنِ ظن''، اللہ سے اچھا گمان رکھنا۔ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ بعض عبادتیں اتنی ہلکی پھلکی سی ہیں کہ اُس کے اندر کوئی مُشقت نہیں لگتی، کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی، اپنے آپ کو تھکانا گلانا نہیں پڑتا۔ صرف ایک طرف توجہ کرنے کی بات ہے، صرف دل کا رُخ ایک طرف پھیرنے کی بات ہے اور اس کے اوپر اللہ سے اجر و ثواب بیٹھے بیٹھے مل رہا ہوتا ہے، دیگر کاموں میں مشغول رہتے رہتے مل رہا ہوتا ہے۔ تو یہ بھی اسی قسم کی ایک عبادت ہے جو صُبح و شام چوبیس گھنٹے جاری رہ سکتی ہے اور اس سے جسم کے اوپر کوئی بوجھ بھی نہیں پڑتا یعنی تھکتا نہیں۔

اللہ سے اچھا گمان رکھنا یہ ہماری زندگی کی قیمتی ترین متاع ہے، یہ نہ ہو تو انسان گُناہوں میں ڈوب جانے کے بعد دوبارہ نکل نہ پائے۔ اگر اللہ سے اچھا گمان نہ ہو تو انسان مایوسیوں اور پریشانیوں میں پھنس جانے کے بعد اُس سے باہر نہ نکل سکے۔ یہ اللہ کی خصوصی رحمت ہے کہ اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ نے ہماری بھلائی کے لیے ہمیں ایک چیز تعلیم فرمائی اور پھر اُس کے اوپر اجر و ثواب بھی رکھا، ورنہ وہ ایک حقیقت تھی وہ ہونی ہی چاہیئے تھی اُس پہ کچھ بھی نہ ملتا تب بھی وہ مطلوب تھی اُس میں ہمارا نفع تھا۔ لیکن اُس کے اوپر اُلٹا اجر و ثواب بھی ہمیں دیا گیا اور یہ بتلایا گیا کہ اچھا گمان رکھو گے تو اچھا معاملہ ملے گا۔ اور نعوذ باللہ، اللہ سے بدگمانی کرو گے اور بُرا گمان رکھو گے تو پھر اللہ اُسی کے مطابق معاملہ فرمائیں گے۔ تو اس عبادت کو تھامے رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ کے حوالے سے یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اللہ نے فرمایا:

رَحۡمَتِي وَسِعَتۡ كُلَّ شَيۡءٖ

''میری رحمت ہر چیز پہ چھائی ہوئی ہے''۔

یقیناً اللہ کا غضب بھی ہے اور غضب بھی شدید ہے اور اللہ کے غضب سے زیادہ سخت غضب کسی کا نہیں، اللہ کی پکڑ سے زیادہ سخت پکڑ کسی کی نہیں، لیکن اُس سارے کے اُوپر اللہ کی رحمت چھائی ہوئی ہے۔ تو ہمیشہ اِس میں سے خوف اور رجاء میں سے 'اہلِ علم یہی کہتے ہیں کہ یہ جو رجاء کا پہلو ہے، اُمید کا پہلو ہے' وہ غالب رہنا چاہیئے۔ لیکن موجودگی دونوں کی مطلوب ہے۔ اللہ سے حُسنِ ظن سے مقصود یہ نہیں ہے کہ انسان غفلت میں پڑ جائے اور انسان بے خوف ہو جائے، اللہ کو بُھلا بیٹھے، اللہ سے ڈرنا اور خوف کھانا چھوڑ دے بلکہ توازن مطلوب ہے۔ اور جیسا کہ علامہ ابنِ قیمؒ فرماتے ہیں کہ

''یہ ایک پرندے کے دو پَروں کی طرح ہے خوف ور اُمید۔ جس طرح پرندہ نہیں اُڑ سکتا صرف ایک پر سے، جب تک کہ دوسرا پَر بھی نہ موجود ہو۔ اسی طرح انسان کی زندگی کا سفر نہیں کٹ سکتا۔ جب تک کہ یہ دونوں پَر نہ موجود ہوں۔ ایک طرف خوف اور ایک طرف اُمید''۔

ان دونوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے، دونوں میں توزن میں مطلوب ہے یعنی جب انسان پہ غفلت طاری ہونے لگے اور انسان جو ہے وہ بے خوف ہونے لگے تو وہ اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ کا عذاب یاد کرے، اللہ کی کتاب کی وہ آیتیں سامنے لے کے آئے کہ جو اللہ کی پکڑ سے ڈراتی ہیں، اللہ کی اُن صفات سے ڈراتی ہیں کہ جو اللہ کا غیض و غضب ہمارے سامنے ظاہر کرتی ہیں... تو انسان یہ ساری چیزیں سامنے رکھے تاکہ وہ غفلت دور ہو اور دل نرم ہو اور اللہ کی طرف متوجہ ہو۔

اس کے برعکس جب انسان کے اُوپر مایوسی چھانے لگے اور انسان کے اوپر پریشانی چھانے لگے تو انسان اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ کی رحمت یاد کرے، اللہ کی نعمتیں یاد کرے، اللہ کی اپنے بندوں سے محبت یاد کرے، اللہ کا اپنے بندوں کے حق میں رحیم ہونا یاد کرے، اور اچھا گمان اللہ کے ساتھ رکھے، اللہ تعالیٰ اُسی کے مطابق معاملہ فرمائیں گے۔

انسان اس کو زندگی میں آزما کر بھی دیکھے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ جو اچھا گمان رکھتا ہے واقعتاً اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ زندگی بھر میں سہل اور آسانی کا معاملہ فرماتے ہیں۔ بعض

لوگوں کی نفسیات ایسے بن جاتی ہے کہ وہ ہر چیز میں بد ترین گمان کریں گے، وہ ہر چیز میں بد ترین احتمال سامنے لے کے آئیں گے، ہر معاملے کے اندر جو بُرے سے بُرا پہلو ہوتا ہے چیز کا' وہ ذہن میں لانے کی کوشش کریں گے، تو اُن کی اپنی زندگی بھی تنگ گزرتی ہے وہ دوسروں کو بھی تنگی کا باعث بنتے ہیں۔

اس کے برعکس انسان آزمائشوں میں، مصیبتوں میں، پریشانیوں میں سارے اسباب چھن جانے اور ختم ہو جانے کے بعد بھی اللہ کی رحمت پہ سہارا رکھتا ہو اور اللہ کی رحمت پہ نگاہ رکھتا ہو تو زندگی کا سفر مشکل ترین حالات میں سے بھی کٹ جاتا ہے تو ہمارے سامنے ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پہ ایک بندہ تلوار لے کے کھڑا ہو جاتا ہے اور پوچھتا ہے کہ

من یعصمک منی؟

"کون آج آپ کو مجھ سے بچائے گا"۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان سے بغیر کسی اسباب کی موجودگی کے، بغیر کسی ظاہری سبب کے جواب دیتے ہیں کہ "اللہ!"۔

تو یہ اللہ سے حُسن زن پہ مبنی معاملہ ہے اور اللہ کی رحمت پہ نگاہ رکھنے پہ مبنی معاملہ ہے ورنہ اسباب کے اعتبار سے کیا تھا ہاتھ میں؟ تو اسی طرح جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کا سفر فرما رہے ہوتے ہیں کون سے اسباب میّسر ہوتے ہیں؟ پورا علاقہ مخالف ہو اور جان کا دُشمن اور خون کا پیاسا ہے۔ تو اُس موقع پہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ پریشانی کا اظہار فرماتے ہیں تو تب بھی یہی جواب ملتا ہے:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

اور یہی جواب ملتا ہے:

"اللہ تعالیٰ کبھی رُسوا نہیں کریں گے"۔

تو یہ یقین رکھنے کی ضرورت ہے، یہ ایمان رکھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو ذلیل وخوار نہیں کرنا چاہتے۔ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ اپنے بندوں پہ مشقّت، آزمائش وتکلیفیں نہیں ڈالنا چاہتے۔ انسان یہ خیر کا گمان رکھتا ہے تو زندگی آسان ہو جاتی ہے اور اس عبادت کے اوپر ثواب بھی مل رہا ہوتا ہے۔

پیارے بھائیو! یہ بہت بڑی عبادت ہے، بہت بڑی عبادت ہے! انسان گناہوں کے اندر ڈوب رہا ہوتا ہے، غلطیاں پہ غلطیاں ہو رہی ہوتی ہیں اور شیطان یہ بار بار یہ وسوسے ڈالتا ہے کہ تم اس کو نہیں بدل سکتے ہو، تم اپنے ان گناہوں سے نہیں چھٹکارا پاسکتے ہو، اپنا اعمال کو نہیں بہتر بنا سکتے ہو۔ یہاں اللہ سے حُسنِ ظن کام دیتا ہے اور انسان یہ کہتا ہے کہ نہیں! اللہ تعالیٰ اس پہ قدرت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ رحمت فرمانے والے ہیں اور یہ رحمت کا آسرا جو ہے وہ انسان کو اُس گندگی سے باہر نکال لیتا ہے۔ اسی طرح انسان جو ہے وہ بھرپور مشکلات میں، جہاد کی زندگی میں تو ویسے آزمائشیں بھری ہوئی ہیں، بھرپور مشکلات کے اندر انسان پھنس جاتا ہے، ہر طرف سے اسباب کَٹ جاتے ہیں، کچھ بھی نہیں نظر آرہا ہوتا عالمِ اسباب کوئی دیکھنے والا ہو تو اُس کو کوئی رستہ بھی نظر نہیں آرہا ہوتا کہ اس کے بعد کہاں جانا ہے۔ لیکن جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر کے کنارے پہنچ کے کھڑے ہوتے ہیں اور آگے سے رستے سارے بند ہیں، پیچھے فرعون کا لشکر ہے اور قوم جو ہے وہ پریشانی کے اندر سوال کرتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ

اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ

"ہم تو پکڑے گئے"۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پورے اطمینان سے کہتے ہیں۔

كَلَّا

"ہرگز نہیں"۔

اِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ

"میرے ساتھ میرا رب ہے جو رستہ دکھائے گا، جو ہدایت دے گا"۔

تو پھر اللہ تعالیٰ اُس حُسنِ ظن کے متعلق معاملہ بھی کرتے ہیں، اللہ سمندروں کو بھی چیر دیتے ہیں اُس میں سے بھی راہیں بنا دیتے ہیں۔

تو پیارے بھائیو! ایک چھوٹی سی حدیث لیکن بہت بڑے پیغام کی حامل ہے اور ایک سُستی، ایک کاہلی اور ایک غفلت کے شکار شخص کو یکایک اُس کے اندر بجلیاں بھر دیتی ہے، اُس کو اُٹھا کر کھڑا کر دیتی ہے، اُس کو یہ ہمت دیتی ہے اور یہ یقین دیتی ہے کہ وہ اپنی طاقت سے نہ پہلے کچھ کر رہا تھا نہ آئندہ اُس نے کچھ کرنا ہے، جو کچھ کرنا ہے اللہ کے سہارے کرنا ہے۔ تو اس لیے اللہ سے حُسنِ ظن رکھے اور آگے بڑھتا چلا جائے۔

اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں اس عبادت کی حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، اُس کی معرفت عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں میں اور ہمارے دل و دماغ میں اپنے لیے حُسنِ ظن پیدا فرما دیں اور اللہ تعالیٰ وفات تک اس کے اُوپر ہمیں قائم رہنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

سبحنک اللهم وبحمدک نشهدان لااله الاانت نستغفرک ونتوب اليک

☆☆☆☆☆

رمضان، مومنِ صادق کے لیے حیاتِ نو

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃوالسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

میرے دوستو اور بھائیو!

سب سے پہلے تو آپ کو اور خود اپنے آپ کو بھی مبارک باد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے پھر رمضان کا چاند دکھایا اور پھر رمضان نصیب فرمایا۔ کتنے ہمارے دوست اور احباب ہیں جو شاید ہم سے بھی افضل ہوں گے، اور اللہ کے یہاں کس کا کیا مرتبہ ہے، اللہ ہی جانتا ہے، رمضان سے قبل رخصت ہوگئے، اگر ان کو قبر میں اس کا استحضار ہوا، اللہ کو منظور ہوا تو وہ اس پر افسوس کرتے ہوں گے کہ ان کو رمضان نہیں ملا۔

رمضان کا کوئی بدل نہیں:

رمضان کا کوئی بدل نہیں، سب مہینے اللہ کے ہیں، اللہ ہی نے دنیا پیدا کی، زمانہ پیدا کیا اور زمانے میں تبدیلی آتی رہتی ہے، لیکن رمضان کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ

"رمضان کا مہینہ وہ ہے کہ جس میں قرآن مجید نازل ہوا، جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور جو (حق و باطل) کو الگ الگ کرنے والا ہے"۔

رمضان کی فضیلت و عظمت:

یہ معمولی بات نہیں ہے، ہم برابر جو چیز دیکھتے رہتے ہیں، اکثر جس راستے سے گزرتے رہتے ہیں، اس پر توجہ نہیں ہوتی۔ جو چیز برابر سنتے رہتے ہیں اس پر توجہ نہیں ہوتی، یہاں تک کہ اذان کے معنی کی طرف ہر مرتبہ توجہ نہیں ہوتی۔

یہ معمولی بات نہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی کہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس مین قرآن مجید نازل کیا گیا، جو سب سے بڑی عزت دی جاسکتی تھی کسی وقت کو، کسی جگہ کو، وہ یہ کہ اس میں اللہ کا کلام نازل ہوا۔ جہاں تک زمانوں کا تعلق ہے، مہینوں کا اور مقامات کا تعلق ہے، اس سے بڑھ کر کوئی فضیلت کی بات نہیں ہوسکتی جس میں قرآن مجید اللہ کا کلام نازل ہوا۔

نادر موقع:

ایک تو اس پر مبارک باد قبول کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پھر رمضان نصیب فرمایا اور جو کوتاہیاں ہم سے ہوئیں یا جو ہمارے خیال میں آسکتی ہیں، خود اپنا حساب لینے سے جو کمی رہ گئی ہے پچھلے رمضانوں میں، وہ اس میں پوری کی جاسکتی ہے۔

بے شک موسم سخت ہے، لیکن اس کے بقدر اجر بھی ہے۔ اس سخت موسم میں کوئی تعجب نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ روزے کا اجر کچھ زیادہ ہی دیں، اس میں روزہ رکھنے کا اور گرمی برداشت کرنے کا اور پھر اس کے ساتھ رمضان کے معمولات پورے کرنے کا، کہ اجر بقدرِ مشقت ہوتا ہے۔

اللہ پر یقین اور ثواب کی لالچ:

اس میں پہلی بات جو یاد رکھنے کی اور دل پر نقش کرلینے کی ہے، وہ یہ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص عبادتوں کے متعلق فرمایا:

جس نے لیلۃ القدر میں ایمان اور احتساب کے ساتھ شب بیداری کی اُس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں اور جن نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اُس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں"(بخاری)

جس نے شب بیداری کی شبِ قدر میں، اللہ کے وعدوں پر یقین کرتے ہوئے، اور اس کے اجر وثواب کی لالچ میں اور اس کے خیال سے، اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہیں، اور جس نے رمضان کے روزے رکھے اللہ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے کہ اس مہینہ کی یہ فضیلت ہے اور اس مہینہ میں عمل کرنے کا یہ اجر ہے، اور اللہ کے یہاں اس مہینہ کا یہ درجہ ہے اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ مہینہ اس درجہ محبوب ہے اور اللہ کے اجر وثواب کی لالچ میں روزہ رکھا اور اسی شوق میں کہ اللہ اجر دے، اور کوئی جذبہ نہیں کہ مثلاً رمضان کی گنتی پوری ہوجائے، لوگ یہ نہ کہیں کہ روزے نہیں رکھے، اور ہمارا دل بھی مطمئن ہو کہ روزے رکھ لیے، لیکن ثواب کا، رمضان کی عظمت و فضیلت کا، اور رمضان کے اجر وثواب کا استحضار نہیں کہ وہ ہمارے لیے محرک اور مُشَوِّق ہو۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو عادتاً یا رواجاً یا ماحول کے اثر سے یا خاندانی روایات کی بنا پر روزے رکھتے ہیں۔

روزہ برائے افطار:

اس سلسلہ میں ایک تجربہ ہوا کہ ایک مرتبہ، آج سے کوئی بیس پچیس تیس برس پہلے کی بات ہے کہ ریڈیو اسٹیشن نے ہم سے ایک تقریر لکھوائی کہ وہ رمضان کی پہلی تاریخ کو نشر کی جائے گی، وہ ہم نے لکھ کر دے دی۔ اس کے بعد مجھے ایک طویل سفر پیش آگیا، جس میں پشاور، کوئٹہ اور قندھار کے راستے افغانستان کے قریب تک کا سفر تھا، جو ایک دینی ضرورت سے کیا گیا تھا، تو ہم کوئٹہ میں تھے کہ رمضان کا چاند نظر آیا۔ ایک فوجی افسر نے یا

کسی رئیس نے دعوت کی تو اس میں ایک فوجی افسر بھی شامل ہوئے، وہ ریڈیو اسٹیشن سے تقریر سن کر آئے تھے، ہمیں تو اس کا موقع نہیں تھا۔

انہوں نے کہا: مولانا! ہم نے ریڈیو اسٹیشن سے آپ کی تقریر سنی، تو اس میں آپ نے رمضان کے بہت سے فضائل بیان کیے اور اس کی خصوصیات کا ذکر کیا، لیکن آپ نے ایک بات کا ذکر نہیں کیا، روزہ کھولنے میں جو مزہ آتا ہے، وہ کسی چیز میں نہیں آتا ہوگا۔ گرمی کا زمانہ ہے تو پانی پینے میں اور دوسرا موسم ہے تو افطار میں جو مزہ آتا ہے، وہ دنیا کی کسی نعمت میں نہیں آتا اور میں تو روزہ اسی لیے رکھتا ہوں۔ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ میں تو روزہ ہی اسی لیے رکھتا ہوں۔ اسی مزے کی بنا پر کہ روزہ رکھ کر جب افطار کرو تو وہ مزہ آتا ہے جو دنیا کی کسی نعمت میں، کسی بڑی سے بڑی خوران میں، کھانے میں، پھل اور میوہ میں نہیں آتا۔

روزہ عادت یا عبادت:

یہ بات بڑی آزمائش کی ہے، ساری دنیا کے لیے اور مسلمانوں کے لیے بھی بحیثیت انسان ہونے کے کہ عادت اور عبادت ان دونوں چیزوں میں اختلاط ہے، ان میں باہم تمیز نہیں ہو پاتی، تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عبادت عادت بن جاتی ہے اور اس میں استحضار نہیں ہوتا کہ ہم کس کے لیے کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ نمازیں بعض مرتبہ بالکل عادت بن جاتی ہیں۔ نماز پڑھنے کی عادت پڑ گئی، وقت ہوا تو گئے مگر کوئی استحضار نہیں کہ ہمارے ایک ایک قدم کا کیا ثواب مل رہا ہے اور کتنی دور جا رہے ہیں، اور مسجد پہنچ رہے ہیں، پھر مسجد میں اس نیت سے پاؤں رکھیں اور کہیں: اللھم افتح لی ابواب رحمتک، اور خیال کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے گھر آ گئے، رحمت و برکت کی جگہ میں آ گئے، بس وہ جیسے ایک ڈھلی ہوئی چیز ہوتی ہے، اس طرح مذہبی زندگی بھی ڈھل جاتی ہے، ڈھلی ہوئی ہوتی ہے، کہ ہر چیز اپنی جگہ پر، اپنے وقت پر ہوتی ہے، شعور نہیں ہوتا، استحضار نہیں ہوتا۔

روزہ رضائے الٰہی کا ذریعہ:

پہلی بات تو یہ آپ اس میں اپنے ذہن میں رکھیں کہ روزہ آپ اللہ کی خوشی کے لیے رکھ رہے ہیں، نہ دکھانے کے لیے، نہ رواجاً اور نہ کسی شرم سے کہ لوگ کہیں گے 'یہ کیسے روزہ خور ہیں اور روزہ نہیں رکھتے۔ بلکہ اس کا استحضار ہونا چاہیے۔

اور ایسے ہی شب قدر کے متعلق آتا ہے:

> من قام لیلة القدر ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه
>
> جو شب قدر میں عبادت کرے، اللہ پر یقین کرتے ہوئے، اس کے وعدوں پر یقین کرتے ہوئے، اور اس کے اجر و ثواب کے لالچ میں، تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

تو ایک بات تو یہ ہے کہ پورا استحضار ہو، اور ذرا ذہن کو تازہ کر لیا جائے کہ ہم نے یہ روزہ اللہ کی خوشی کے لیے رکھا ہے، اس لیے کہ روزہ فرض ہے۔

رحمتِ باری کا مظہر:

اللہ تعالیٰ نے رمضان میں بڑی خصوصیات رکھی ہیں، اس میں بڑی برکتیں ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ جاتی ہے، پھیل جاتی ہے، اس میں بڑے بڑے گناہ گاروں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اس لیے نیت کا استحضار ہو، شعور بیدار ہو جائے، ذہن تو ذرا تھوڑا سا اس میں حاضر کر لیجیے، اور ذہن سے یہ بات کہلوا دیجیے کہ یہ روزہ اللہ کی خوشی کے لیے رکھ رہے ہیں، رسماً، رواجاً، مصلحتاً یا کسی اور وجہ سے نہیں۔

تلاوت کا موسم:

پھر اس کے بعد اس روزہ میں آپ اپنے وقت کو جتنا عبادت میں مشغول رکھ سکیں رکھیں۔ نوافل میں اور اس سے بڑھ کر اس میں قرآن مجید کی تلاوت، آپ کی طاقت و صحت کے مطابق اور فرصت کے مطابق اور دنوں کے مقابلہ میں زیادہ ہونی چاہیے۔ اللہ کے ایسے بندے ہوتے ہیں جو ایک ایک قرآن مجید روز پڑھ لیتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ غالباً ایک قرآن مجید روز ختم کر لیتے تھے۔ ہم نے بھی کئی رمضان ان کے ساتھ گزارے ہیں، ہم کئی بار رمضان میں حاضر ہوئے ہیں، اور باقی یہ کہ اس سے کم تو لوگ کرتے ہی تھے، اور پھر ادب و خشوع کے ساتھ، اور اللہ کی نعمت سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی رمضان میں ہمیں توفیق دی۔ رمضان جو اس کا محبوب مہینہ ہے، اس مہینہ میں قرآن مجید پڑھنے کا جو اجر ہے، وہ عام وقتوں میں نہیں ہے۔

عبادت و طاعت کا مہینہ:

دوسری بات یہ کہ اس میں ہمارا زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت، ذکر و اذکار، توبہ و استغفار، دعا و مناجات اور تلاوتِ قرآن میں گزرے۔ لیکن زیادہ بات چیت کرنا، چاہے اس میں غیبت نہ ہو اور غیبت سے تو بہت بچنا چاہیے۔ عام طور پر اور رمضان میں خاص طور پر، لیکن غیبت نہ ہو، جب دوستوں کی باتیں ہوتی ہیں، اپنے گھر میں شہر کا حال بیان کر رہے ہیں، موسم کا ذکر کر رہے ہیں یا اپنی زندگی کے کچھ حالات بیان کر رہے ہیں، یا پوچھ رہے ہیں، یا اور کوئی ایسی تفریحی باتیں کر رہے ہیں وقت گزاری کے لیے، یہ نہیں! جہاں تک ہو سکے یا تو قرآن مجید کی تلاوت میں وقت گزارا جائے یا پھر آرام کرنے میں وقت گزارا جائے یا مسجد میں اعتکاف کی نیت سے رہا جائے۔ ایک اعتکاف تو ہے اخیر عشرہ کا، لیکن یہ اعتکاف ہر وقت ہو سکتا ہے۔ اس وقت سے لے کر عصر تک لیے معتکف ہیں اور عصر سے لے کر مغرب تک لیے معتکف ہیں، یہ جزوی اور مختصر اعتکاف ہوتا ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے۔

حقوق العباد کی فکر:

اور پھر اسی کے بعد رمضان میں ایک بات کرنے کی یہ ہے کہ جو حقوق العباد ہمارے ذمہ ہیں، ان کو سوچ کر کے اور ارادہ کرلے کہ اب ان کو ادا کریں گے، جس کا جو حق ہے اسے دیں گے، اور ہم سے جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان سے بچیں گے اور توبہ واستغفار بھی کریں گے۔

رمضان، حیاتِ نو کا آغاز:

اس رمضان سے آئندہ زندگی کا نیا نقشہ بنائیں گے کہ ایک زندگی شروع ہوتی ہے ولادت سے، ایک زندگی شروع ہوتی ہے بلوغ سے، ایک زندگی شروع ہوتی ہے کسی مدرسہ سے فراغت سے، ایک زندگی شروع ہوتی ہے حج سے، اور ایک زندگی شروع ہوتی ہے رمضان سے بھی! آپ یہ ارادہ کریں کہ اب اس رمضان سے نمازوں کی پابندی اس سے زیادہ کریں گے جتنی کرتے تھے، اس سے پہلے تو جماعت کبھی چھوٹ جاتی تھی، کبھی تاخیر ہو جاتی تھی، کبھی سو جاتے تھے، اب جماعت کا اور اہتمام والتزام کریں گے۔ یہ ارادہ آپ اسی رمضان میں کیجیے۔

حقوق کی رعایت وادائیگی:

اور ایسے میں جو جو شرعی حقوق آپ پر واجب ہوتے ہیں، میراث کے ہیں، ترکہ کے ہیں، جائیداد کے ہیں، اور ساجھے کی تجارت کے ہیں، ان کا بھی ارادہ اسی رمضان میں کیجیے کہ ہم ان شاء اللہ وہ اپنے ذمہ نہیں رکھیں گے، ان کو ادا کریں گے۔

طلبِ علم اور علما وصالحین کی ہم نشینی:

اور یہ بھی ارادہ کیجیے کہ ہم اس رمضان کے بعد زیادہ سے زیادہ دینی معلومات حاصل کریں گے، دینی کتابیں پڑھیں گے، دینی صحبتوں میں بیٹھیں گے، تبلیغ میں جائیں گے، یا علما کی مجلس میں بیٹھیں گے، یا اللہ کے نیک بندوں کی زیارت کے لیے جائیں گے۔

تصحیحِ نیت اور اخلاصِ عمل:

آج اتنا ہی ضروری ہے کہ آپ اپنی نیت صحیح کرلیں اور ایماناًواحتساباً جو کہا گیا ہے کہ اللہ کے وعدوں پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے اجر وثواب کے لالچ میں ہم روزے رکھ رہے ہیں، اس کو ذرا ذہن میں تازہ کر لیجیے، تو اس کا ثواب بہت ہو گا۔

رمضان انقلاب انگیز مہینہ:

یہ سب ارادے اس رمضان میں کیجیے، تب یہ رمضان آپ کی زندگی میں انقلابی رمضان ہو گا۔ انقلاب انگیز، عہد آفریں، اس سے ایک نئی زندگی شروع ہو گی، اور رمضان سے نئی زندگی شروع ہونی چاہیے۔

آٹو میٹک وضو اور خود کار نمازیں:

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: لوگ وضو کرتے ہیں اور ان کو خیال نہیں ہوتا، حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھ سے جو کچھ گناہ ہوئے ہیں اور جو کوتاہیاں ہوئیں اور سیئات ہوئے اور صغائر ہوئے ہیں، سب معاف ہو جاتے ہیں۔ منہ پر پانی ڈالتا ہے تو آنکھوں سے جو کچھ کوتاہیاں ہوئی ہیں، زبان سے ہوئی ہیں، وہ معاف ہو جاتی ہیں۔

اس کا کسی کو خیال ہی نہیں ہوتا، بس وہ بالکل جیسے کسی چیز کا مشینی آٹو میٹک طریقہ ہوتا ہے، تو ہمارا وضو بھی مشینی ہو گیا ہے، اور اللہ معاف کرے، بہت سے لوگوں کی نمازیں بھی مشینی ہو گئی ہیں۔ آئے اور کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا، کچھ خیال نہیں، ہم کس کے سامنے کھڑے ہیں؟ یہ کون سی نماز ہے؟ اس کا کیا ثواب ہے؟ کیا اجر ہے؟ پھر اس میں جو پڑھا جاتا ہے، اگر تنہا پڑھ رہا ہے تو اس پر غور کرے، اگر کسی جہری نماز میں امام کے پیچھے ہے تو قرأت پر غور کرے۔

یہ سب چیزیں سانچے میں ڈھل کر بالکل طبعی، عادتی اور خود کار ہو گئی ہیں۔ ان سب چیزوں میں اسی رمضان سے آپ کی زندگی میں کوئی اچھی تبدیلی وترقی آنی چاہیے۔

دائرہ شاہ علم اللہؒ کا پیغام:

اور پھر آپ جس جگہ ہیں، وہاں کا تو پیغام بھی یہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنے ایسے بندے پیدا کیے جنہوں نے سارے ہندوستان میں دین کا دھیان پیدا کر دیا۔ اور اللہ کی محبت، عشقِ الٰہی اور قربانی کا جذبہ اور شرک وبدعت سے نفرت اور اس سے وحشت، یہ طبعی طور پر پیدا ہو گئی۔

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں جس نے ہاتھ دے دیا، تو یہ حال تھا کہ ابھی ہاتھ چھڑایا اور ابھی سے شرک وبدعت سے نفرت ہو گئی اور اس سے نماز کا پابند بن گیا، اور اللہ کا ذکر کرنے لگا، اور پھر جہاد کا بھی اس کو شوق ہو گیا۔

تو آپ بھی اس کا خیال رکھیں کہ آپ ایسی جگہ ہیں جہاں سے یہ پیغام سارے ہندوستان کو ملا، اور اس کی ایک ہوا چل گئی، اور اس کا ایک ذوق پیدا ہو گیا۔

شہرِ خموشاں کا حق:

اور آخری بات یہ ہے، اور یہ کوئی فرض یا واجب نہیں، مگر اس میں آپ کا بھی فائدہ ہے، یہاں کا بھی فائدہ ہے کہ آپ کچھ قرآن مجید پڑھ کے یہاں کے جو مدفونین ہیں، جو بزرگ یہاں مدفون ہیں، بلکہ جتنے اللہ کے بندے اور خاندان کے لوگ اور باہر سے آکر جو لوگ مقبرے میں دفن ہیں ان کو ایصال ثواب بھی کر دیا کریں، چاہے سورہ فاتحہ ہی پڑھ کر کریں۔ یہ حق ہے، جوار کا حق ہے، پڑوس کا حق ہے، تو یہ پڑوسی ہے حق ہے۔

[بقیہ صفحہ ۲۹ پر]

ترکِ گناہ کے بغیر روزہ کا فائدہ نہیں

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ

روزہ حصولِ تقویٰ کا قدیم ترین نسخہ:

روزہ اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے، اس کی نافرمانیاں چھڑانے اور اس کے عذاب سے بچنے کا بہت قدیم اور موثر ترین نسخہ ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ:۱۳۸)

"یعنی روزے تم پر فرض کیے گئے ہیں جیسے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ نافرمانی سے باز آجاؤ"۔

گناہوں کے چھڑانے کا نسخہ کوئی نیا نسخہ نہیں بلکہ بہت پرانا ہے، صدیوں کا آزمودہ! دراصل نئی تحقیق سے لوگ ذرا ڈرتے ہیں۔ یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ پہلے "پنسلین" بازار میں نئی نئی آئی تو ڈاکٹروں نے اس کی بہت تعریفیں کیں کہ یہ دوا بالکل بے ضرر ہے اور اس میں اتنے منافع ہیں، اتنے فوائد ہیں مگر الٹا فائدہ سامنے آیا کہ اس سے کئی لوگوں کی موت واقعہ ہوگئی بجائے شفا دینے کے لوگوں کے لیے پیغام موت بن کر آئی۔ اب وہی ڈاکٹر صاحبان ہیں، گلا پھاڑ پھاڑ کر لوگوں کو روک رہے ہیں "ارے یہ دوا خطرناک ہے، بڑی مہلک ہے، بچو اس سے، دور بھاگو اس سے"۔ سو یہ ہیں آج کل کی جدید تحقیقات!

لوگوں کو کسی چیز کی اہمیت جتانے اور اس پر مطمئن کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں، قدیم زمانے سے چلی آرہی ہے۔ پرانی چیز سے کسی کو خطرہ محسوس نہیں ہوتا، قدیم سے آنے والی اشیا دنیا کی مسلمات میں شمار ہوتی ہیں۔

اس لیے فرمایا روزے میں گناہ چھڑانے کی تاثیر، گناہوں سے بچنے کا تیر بہدف علاج بہت قدیم ہے۔ کوئی نیا علاج نہیں جو ابھی کسی نے دریافت کیا ہو۔

عشرہ اخیرہ کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں گناہ بخشوانے کے یہ چند دن ہیں گنتی کے، ان کی قدر کرو! ان گنتی کے دنوں میں بھی آخری عشرے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اسے النجاۃ من النار فرمایا گیا ہے۔ اس میں اعتکاف کی مشروعیت بھی اسی النجاۃ من النار کی ایک دلیل ہے۔ پہلے دونوں عشروں میں جس نے گناہ چھوڑنے کی نیت سے روزے رکھے، گناہ چھوٹ گئے کہ شکر ادا کرے کہ اس نے اپنی نجات کا سامان کر لیا۔

اب اس قابل ہے کہ ان کے دربار یعنی مسجد میں آکر مستقل ڈیرہ لگالے، گناہوں کی نجاست دھل گئی، پاک صاف ہوگئے، اب آؤ ہمارے دربار میں۔ اُن کی رحمت دیکھئے، عمر بھر کے گناہوں کی آلودگی، ۲۰ دن میں معمولی سی مشقت اور رگڑائی سے زائل کردی۔ سالہا سال کی گندگی ۲۰ روز میں دُھل گئی، پاک صاف ہوگئے، صرف پاک ہی نہیں دربار کے قابل بھی بن گئے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

عام خیال یہ ہے کہ جس نے روزے رکھ لیے اس کی مغفرت ہوگئی۔ یہ خیال صحیح نہیں بلکہ رمضان میں بعض لوگوں کی مغفرت ہوجاتی ہے، بعض کی نہیں ہوتی۔ مغفرت حاصل کرنے کے کچھ نسخے ہیں، اگر انسان وہ نسخے استعمال کرے تو مغفرت ہوجاتی ہے اور نسخے استعمال نہ کرے تو مغفرت نہیں ہوتی۔ اسی طرح ایک غلط فہمی یہ پھیلی ہوئی ہے کہ جس شخص نے لیلۃ القدر کو پالیا اس کی بھی مغفرت ہوگئی۔ اس لیے ۲۷ کی صبح کو لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے رہتے ہیں کہ آپ کو کچھ پتہ چلا، لیلۃ القدر آج تھی یا نہیں؟ پوچھتے ایسے ہیں جیسے سارے ہی جنید بغدادی بیٹھے ہوئے ہوں۔ مجھے بھی ایک بار کسی عورت نے ٹیلی فون پر بتایا کہ اُس نے آج رات لیلۃ القدر دیکھی ہے۔ اپنے خیال میں بہت بڑی ولیۃ اللہ گویا رابعہ بصریہ بنی بیٹھی تھیں۔ لیلۃ القدر کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں، ایک دوسرے سے پوچھتے بھی رہتے ہیں۔ پھر اگر اپنے خیال میں لیلۃ القدر پا بھی لی تو اس کی قدر نہیں کرتے۔ گناہوں میں ویسے ہی گھرے رہتے ہیں، سچے دل سے توبہ نہیں کرتے، معلوم ہوجانے کے بعد بھی اپنی بے ڈھنگی چال نہ چھوڑنے اور گناہوں پر اصرار جاری رکھنا بڑی محرومی کی بات ہے۔ ذرا سوچیں جو رات ہے ہی مغفرت اور نجات کی رات، اسے ضائع کردینا اور اس میں اپنی نجات کا سامان نہ کرنا کیسی بدبختی ہے؟

اب ایک نکتے کی بات بھی سمجھ لیں۔ کہ عام طور سے لیلۃ القدر کو ڈھونڈنے، پانے کا شوق کثرت سے حج وعمرہ کرنے کا شوق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت کا شوق، خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق... یہ چاروں شوق دین داروں کی بہ نسبت بے دینوں میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ تجربہ کرلیجیے جو جتنا بے دین ہوگا اُس میں یہ چاروں شوق اُسی قدر زیادہ ہوں گے۔ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے آپ سے ذکر پوچھے گا۔ کتابوں میں لکھے ہوئے وظیفے تلاش کرے گا، انہیں پورے اہتمام سے پڑھے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عشق میں مرا ہی جارہا ہے۔ لیلۃ القدر کی تلاش میں تو مست اور سرشار بس ایک ہی وظیفہ جپ رہا ہے... لیلۃ القدر لیلۃ القدر لیلۃ القدر!

آپ لوگ بھی تجربہ کرکے دیکھ لیں یا کسی سے پوچھ کر تحقیق کرلیں۔ حرمین شریفین میں جو لوگ بہت شوق سے جاتے ہیں ان میں بہت بڑی تعداد بے دین لوگوں کی ہوتی ہے۔ بعض عورتیں تو بالکل بے پردہ بلکہ برہنہ وہاں پہنچ جاتی ہیں۔ دین دار لوگ وہاں اتنے نہیں جاتے جتنے بے دین جاتے ہیں۔ فکر آخرت میں ڈوبے ہوئے دین دار لوگوں کی حالت ان سے مختلف ہوتی ہے، وہ اس قسم کے شوق اور آرزوئیں باندھنے کی بجائے، اپنی ساری آرزوئیں، اپنی تمام تر قوتیں اس پر صرف کردیتے ہیں کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ راضی ہو

جائیں۔ لیلۃ القدر ملے نہ ملے، فرض حج ایک بار ادا کر لیا اب اس کے بعد جانا ہو یا نہ ہو، اسی طرح خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو یا نہ ہو۔

اس قسم کی غیر اختیاری باتوں میں پڑنے کی بجائے ان کی پوری توجہ اس پر مرکوز رہتی ہے کہ ہم سے کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی صادر نہ ہو۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو ہر چیز پر مقدم رکھتے ہیں۔ ان کا مطمعِ نظر ہر قیمت پر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرنا ہے۔ دین دار لوگوں کا یہی شوق ہوتا ہے ، انہیں یہی ایک دُھن ہوتی ہے کہ ہمارا محبوب راضی ہو جائے۔ اس غلط فہمی کا سبب ایک حدیث کا صحیح مطلب نہ سمجھنا ہے، وہ حدیث یہ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"رمضان کے پہلے دس دن رحمت کے ہیں، بیچ کے دس دن مغفرت کے ہیں اور آخری دس دن جہنم سے نجات کے ہیں"۔ (ابن خزیمہ، بیہقی)

یہاں شاید کسی کو اشکال ہو اور نہ بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور انعام کی باتیں سن کر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ یہ جو فرمایا کہ "آخری دس دن جہنم سے نجات کے ہیں" وہ تو ضروری نہیں کہ دس ہی دن ہوں، کبھی نو ہوتے ہیں کبھی دس۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ خواہ نو دن کا ہو یا دس دن کا...یعنی رمضان کا مہینہ خواہ تیس دن کا ہو یا انتیس دن کا...اُن کی بارگاہ میں، اُن کے دفتر میں پورے تیس دن ہی لکھے جاتے ہیں۔ کیا کہنے ان کی رحمت کے! رکھیں آپ انتیس روزے، وہاں لکھ دیے جاتے ہیں پورے تیس۔ ثواب آپ کو پورے تیس کا ہی ملتا ہے۔ اس آخری عشرے کے بارے میں فرمایا کہ یہ عشرہ جہنم سے نجات کا عشرہ ہے۔

ایک تو لوگ اس حدیث کا مطلب غلط سمجھ بیٹھے ہیں کہ گناہ چھوڑنے چھڑانے کی کوئی ضرورت نہیں، بس جس نے روزے رکھ لیے اُس کے سارے گناہ دُھل گئے، جہنم سے نجات ہو گئی، اُسے گناہ چھوڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

دوسرے عید کے دن ہمارے مولوی صاحبان جو بیان فرماتے ہیں تو سبحان اللہ کیا کہنا! بیان فضائل کا اور انداز بیان ان حضرات کا، یہ تو سونے پر سہاگہ ہو گیا۔ وہ حضرات عوام میں بیان فرماتے ہیں کہ عید کی رات جس نے عبادت میں گزار دی اس کے سارے گناہ معاف کر دیے گئے اور جو مسلمان عید کے اجتماع میں آ گئے تو وہ سارے ہی بخش دیے گئے، کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جس کی بخشش نہ کر دی گئی ہو۔ بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ حضرات بشارت والی حدیثیں تو عوام میں بیان کرتے ہیں مگر قرآن و حدیث میں گناہوں پر جو سخت وعیدیں آئی ہیں، وہ بیان نہیں کرتے۔ اس کا نتیجہ یہ سامنے آ رہا ہے کہ عوام گناہوں پر دلیر ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ایسی بشارتیں سن لینے کے بعد ان کے دل سے رہا سہا خوف بھی نکل جاتا ہے کہ جی بھر کے گناہ کرتے رہو، سال بعد عید کے اجتماع میں سب کچھ معاف ہو جائے گا۔

یاد رکھیے! کسی آیت یا حدیث کو سمجھنے کے لیے پورے قرآن اور ذخیرۂ حدیث پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ یہ بات تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سارے کے سارے ہی واجب العمل ہیں۔ اس میں کسی کی مرضی نہیں چل سکتی کہ قرآن و حدیث میں سے جو بظاہر میٹھا میٹھا لگے وہ تو لے لے اور باقی سارے احکام نظر انداز کر دے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے ارشادات سامنے رکھے جائیں تو سمجھ میں آئے کہ اس حدیث کا صحیح مطلب کیا ہے۔

ایک ارشاد سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پورا قرآن اور پورا ذخیرۂ حدیث سامنے رکھا جائے۔ ورنہ اپنی مرضی کا مطلب لے لیا جائے تو قرآن اور حدیث کی نصوص ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں گی مگر آج کے مسلمان کو یہ موٹی سی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ارشادات کو چھوڑ کر چند باتوں پر قانع ہو گیا ہے کہ جس نے روزے رکھ لیے اس کی مغفرت ہو گئی اور عید کی رات جو تھوڑا سا جاگ لے اُس کی بھی مغفرت ہو گئی۔ پھر عید کی نماز کے لیے جو چلا گیا وہ تو بالکل بخشا بخشایا ہے، جنت اُس پر واجب ہو گئی، سبحان اللہ! مغفرت بڑی سستی ہو گئی ہے!

گناہ کا حملہ:

میں ایک بات ہمیشہ کہتا ہوں کہ گناہ کا پہلا حملہ اور اس کا پہلا وبال عقل پر پڑتا ہے۔ یہ بات یاد کر لیں اور ہر روز اسے ایک بار سوچ لیا کریں، سب لوگ دعا کریں کہ یا اللہ! روزانہ کسی وقت بیٹھ کر ہمیں یہ حقیقت سوچنے کی ہمت اور توفیق عطا فرما دے کہ گناہ کا سب سے پہلا وار انسان کی عقل پر پڑتا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ جو گناہ کرتا ہے اس میں عقل نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نَسُوا اللهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ (الحشر: ۱۹)

"اُنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل کو مسخ کر دیا"۔

وہ اپنے نفع و نقصان میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اب دیکھئے! اگر ان لوگوں میں ذرا سی بھی عقل ہوتی تو سوچتے کہ اگر عید کے دن سب کی مغفرت ہو گئی تو جہنم میں کون جائے گا؟ پھر وہ کس کے لیے ہے؟ شاید آپ یہ کہہ دیں کہ یہ یہودی، عیسائی اور ہندو سکھ جائیں گے اور دل میں خوش ہو رہے ہوں گے کہ چلیے اشکال کا جواب ہو گیا۔ یہ خیال سراسر غلط ہے، اس لیے کہ قرآن و حدیث کے ذخیروں میں جہنم سے نجات کے لیے ایمان کے ساتھ تقویٰ یعنی گناہوں سے بچنے کی شرط بھی لگائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں حدیث میں ہے کہ بعض مومن بھی جہنم میں جائیں گے اور غوطے لگوا لگوا کر جہنم سے نکالے جائیں گے اور بعض تو ایسے

نکالے جائیں کہ جہنم میں جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے،(متفق علیہ)۔اگر روزے رکھ لینے اور عید پڑھ لینے سے سب مسلمانوں کی مغفرت ہو جائے تو پھر قرآن وحدیث کے ان ارشادات کا کیا مطلب ہے؟

احادیث متعلقہ ترک گناہ:

اگر میری بات کا اعتبار نہیں آرہا تو چند حدیثیں مزید سن لیجیے:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے بد دعا کی کہ یا اللہ! جس قوم پر پورا رمضان گزر گیا اور اس نے اپنی مغفرت نہیں کروائی وہ تباہ ہو۔ جبرئیل علیہ السلام نے بد دعا کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر آمین کہی۔(حاکم،ابن حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ پورا رمضان گزر جانے کے باوجود ان کی مغفرت نہیں ہوتی۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ جہنم سے بچنے کے لیے ڈھال ہے۔ ہاں! اگر کسی نے ڈھال کو پھاڑ ڈالا تو جہنم سے نہیں بچے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ ڈھال کیسے پھٹتی ہے؟ فرمایا جھوٹ یا غیبت سے۔(طبرانی)

حدیث کا مطلب بالکل واضح ہے کہ جو لوگ رمضان میں گناہ نہیں چھوڑتے، روزہ انہیں جہنم سے نہیں بچائے گا نہ ہی ان کی مغفرت ہو گی۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزہ رکھ کر بھی جھوٹ اور جہالت کے کاموں سے باز نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔(بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

وہ دن بھر بھوکا پیاسا مرتا رہے، روزہ سے جو مقصد تھا یعنی مغفرت و نجات وہ مقصد حاصل نہیں ہو گا۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی دو عورتوں نے روزہ رکھا، انہیں سخت تکلیف شروع ہو گئی اور پیاس سے مرنے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا اور کچھ توجہ نہ دی۔ اس شخص نے دوبارہ حاضر ہو کر کہا کہ یارسول اللہ! اللہ کی قسم وہ تو بالکل مر رہی ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلوایا، جب آئیں تو پیالے میں انہیں قے کرنے کا حکم فرمایا، جب دونوں نے قے کی تو پیالہ خون، پیپ اور گوشت سے بھر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں سے تو روزہ رکھا مگر حرام چیز (غیبت) سے افطار کیا، دونوں بیٹھ کر گوشت کھاتی رہیں (غیبت میں مشغول رہیں)۔(مسند احمد)

دیکھئے غیبت پر دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آفت آئی تو آخرت میں اس گناہ پر کیا عذاب ہو گا، خود سوچ لیجیے۔ معلوم ہوا صرف روزے رکھنے سے اور عید کی نماز پڑھنے سے نجات نہیں ہو گی بلکہ نیکیوں کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنے کا بھی اہتمام ضروری ہے ورنہ نیکیوں کا انجام وہی ہو گا جو ابھی سن چکے۔

یہ جو حدیثیں میں نے سنائی ہیں یہ تو اس بارے میں حدیثوں کے بہت بڑے ذخیرے میں سے بہت تھوڑی سی ہیں۔ ان کے علاوہ قرآن مجید کی آیات بھی بہت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑے بغیر دنیا کی جہنم سے نجات مل سکتی ہے نہ آخرت کی جہنم سے۔ یہ فیصلہ قرآن مجید میں بار بار کئی بار دہرایا گیا ہے۔ مضمون بہت لمبا ہو رہا ہے اس لیے صرف ایک جگہ سے پڑھتا ہوں، ارشاد ہے:

أَلاَ إِنَّ أَوْلِيَاء اللّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَOالَّذِينَ آمَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَOلَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَياةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ لاَ تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ(یونس:۶۲ تا ۶۴)

یہ سورہ یونس کی آیات ہیں، سورہ اس لیے بتا رہا ہوں کہ شاید کسی کو شبہ ہو رہا ہو کہ یہ معلوم نہیں کہاں سے قرآن لے آتا ہے، یہ کوئی شیعہ تو نہیں کہ غار میں چھپے ہوئے قرآن سے بتاتا ہو؟ یہ جو قرآن میں آپ لوگوں کے سامنے پڑھتا ہوں یہ غار والا قرآن نہیں، یہ وہی قرآن ہے جس کو پڑھ پڑھ کر آپ لڈو کھاتے ہیں۔ سنئے! فرمایا:

أَلاَ إِنَّ أَوْلِيَاء اللّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَOالَّذِينَ آمَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَO

خبردار! کان کھول کر یہ بات سن لو، اس میں کوئی شک نہیں، یہ بات یقینی ہے کہ اللہ کے دوستوں کو دنیا و آخرت میں نہ کوئی خوف ہوتا ہے نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ اللہ کے دوست کون ہوتے ہیں؟ جن میں ایمان ہو اور ساتھ ساتھ گناہوں سے بھی بچتے ہوں، جو گناہوں سے نہیں بچتا اس کا ایمان اس کو جہنم سے نہیں بچا سکتا، اس کو رمضان بھی جہنم سے نہیں بچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے شروع ہی میں قرآن کے بارے میں یہ فیصلہ سنا دیا: هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

قرآن مجید سے ہدایت اُن لوگوں کو ہوتی ہے جو گناہ چھوڑنا چاہتے ہیں اور جو گناہ نہیں چھوڑنا چاہتے ان کو قرآن سے کوئی ہدایت نہیں ہوتی۔ یا اللہ! ہم سب کو متقین کی فہرست میں داخل فرما، تقویٰ عطا فرما، گناہوں سے بچنے کی توفیق اور ہمت عطا فرما، اپنا ایسا خوف عطا فرما جو گناہوں سے بچا دے، اپنی ایسی محبت عطا فرما جو گناہوں سے بچا دے، اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی محبت عطا فرما کہ چھوٹے سے چھوٹے گناہ بلکہ گناہ کے تصور سے بھی شرم آنے لگے۔ آمین

☆☆☆☆☆

رمضان المبارک میں کرنے کے کام

عدیل عثمان

رمضان کا مبارک مہینہ ان عظیم نعمتوں میں سے ایک انتہائی عظیم نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو عطا فرمائی۔ اس ماہ میں ہمیں نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی نعمت عطا کی گئی۔ اس ماہ میں ہمیں قرآن مجید دیا گیا جو ہدایت ہے، فرقان ہے، رحمت ہے، نور ہے، شفا ہے۔ اس ماہ میں بدر کا وہ یوم الفرقان' امت کو نصیب ہوا، جس دن اس کے لیے اور انسانیت کے لیے زندگی مقدر کر دی گئی، جن کو ہلاک ہونا تھا وہ روشن دلیل کے ساتھ ہلاک ہوئے اور جن کو زندہ رہنا تھا وہ روشن دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔ اسی ماہ میں وہ دن بھی ہے جو ''یوم الفتح'' کے نام سے جانا گیا۔ امت کی زندگی اور سربلندی کا راز دعوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جہاد میں پوشیدہ ہے۔ کہیں انسانوں کا دل جیتنے کے لیے جدوجہد تو کہیں اسلام دشمنوں کے لیے تلوارِ بے نیام سے قتال... اور اس جہاد کے ساتھ ساتھ کامیابی کے لیے اپنے نفس سے جہاد، تاکہ تقویٰ حاصل ہو۔

انفرادی تقویٰ بھی، اور اجتماعی تقویٰ بھی۔ خلوتوں میں نالۂ نیم شبی، آہِ سحر گاہی اور اشکوں سے وضو بھی، اور جلوتوں میں، پبلک لائف میں، صداقت، دیانت، امانت، عدالت، شجاعت، اخوت اور حقوق العباد کا احترام بھی۔ رمضان علم و عمل کا وہ راستہ ہے جس کے ذریعے یہ سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ رمضان کا مبارک مہینہ بس چند روز میں ہمارے اوپر سایہ فگن ہونے کو ہے، اور اس کی رحمتوں کی بارش ہماری زندگیوں کو سیراب کرنے کے لیے برسے گی۔ اس مہینے کی عظمت و برکت کا کیا ٹھکانا جسے خود نبی کریم صلی اللہ وعلیہ وسلم نے ''شہر عظیم اور شہر مبارک'' کہا ہو! نہ ہم اس ماہ کی عظمت کی بلندیوں کا تصور کر سکتے ہیں، نہ ہماری زبان اس کی ساری برکتیں بیان کر سکتی ہے۔

بشارت دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جو رمضان المبارک میں روزے رکھے اس کے سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور اس شخص کو جو راتوں میں نماز کے لیے کھڑا رہے کہ اس کے بھی اگلے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور وہ جو شب قدر میں قیام کرے، اس کے بھی۔ بس شرط یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی باتوں اور وعدوں کو سچا جانے، اپنے عہدِ بندگی کو وفاداری بشرط استواری کے ساتھ نبھائے، اور خود آگہی وخود احتسابی سے غافل نہ ہو۔ (بخاری: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

اس مہینہ کی برکت اور عظمت بلاشبہ عظیم ہے لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں اس میں برسنے والی رحمتیں اور برکتیں ہر اس فرد کے حصہ میں آجائیں گی جو اس کو پالے گا۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ بارش کا برسنا، بارش برستی ہے تو پوری زمین پر برابر پڑتی ہے، مختلف ندی نالے اور تالاب اس سے اپنی وسعت کے مطابق فیض اٹھاتے ہیں۔ زمین کے مختلف ٹکڑے بھی اپنی استعداد کے مطابق ہی فصل دیتے ہیں۔ بارش تو سب پر یکساں ہی برستی ہیں لیکن جتنا پانی ایک چھوٹے سے گڑھے کے حصے میں آتا ہے اس سے کہیں زیادہ پانی سے ایک تالاب بھر جاتا ہے۔ بارش تو چٹانوں پر بھی ایسی ہی برستی ہے جیسی کہ نرم زمینوں پر مگر چٹانوں سے پانی بہہ جاتا اور وہ اس سے کچھ نفع حاصل نہیں کرپاتیں، جبکہ وہی بارش جب کہیں کسی اور زمین پر برستی ہے تو وہ زمین اس کے لیے اپنا سینہ چاک کر دیتی ہے اور لہلانے لگتی ہے۔

یہی حال انسانوں کی فطرت اور ان کے نصیب کا بھی ہے۔ رمضان کریم سے ہمیں کیا ملے گا؟ اگر آپ کے دل زمین کی طرح نرم اور آنکھیں نم ہوں گی، آپ ایمان کا بیج اپنے اندر ڈالیں گے اور اپنی صلاحیت و استعداد کی حفاظت کریں گے، تو بیج پودا بنے گا اور پودا درخت۔ درخت اعمالِ صالحہ کے پھل پھول اور پتیوں سے لہلہا اٹھیں گے۔ کسان کی طرح، آپ محنت اور عمل کریں گے تو آپ کی جنت کی کھیتی تیار ہوگی، جتنی محنت ہوگی اتنی ہی اچھی فصل تیار ہوگی۔ دل پتھر کی طرح سخت ہوں گے اور آپ غافل سوتے پڑے رہ جائیں گے تو روزوں، تراویح اور رحمت و برکت کا سارا پانی بہہ جائے گا اور آپ کے ہاتھ کچھ بھی نہ آئے گا۔ توفیق الٰہیٰ کے بغیر یقیناً کچھ ممکن نہیں لیکن یہ توفیق بھی تب ہی ملتی ہے جب آپ اس کے لیے کچھ کوشش اور محنت دکھائیں۔

اللہ کریم تو کہتے ہیں تم میری طرف ایک بالشت آو میں تمہاری جانب دس قدم آوں گا۔ تم میری طرف چلنا شروع کرو میں تمہاری طرف بھاگتا ہوا آوں گا (مسلم: ابوذر رضی اللہ عنہ)۔ لیکن آپ کھڑے رہیں، پیٹھ پھیر کر، غافل اور لاپرواہ، تو بتائیں کہ توفیق الٰہی آپ کے پاس کیسے آئے؟؟؟ کہیں ایسا نہ ہو رحمتیں برستی رہیں، برکتیں لنڈھائی جاتی رہیں اور آپ اتنے بدنصیب ہوں کہ آپ کی جھولی خالی رہ جائے۔ کچھ کرنے اور رحمتیں لُوٹنے کے لیے کمر کس لیجیے مگر اس سے ذرا پہلے اس تنبیہ کو ذھن نشین کر لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''کتنے روزہ دار ہیں جن کو روزوں سے بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا اور کتنے راتوں کو نماز پڑھنے والے ہیں جن کو اپنی نمازوں سے رتجگے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا''۔ (الدارمی: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

سارا انحصار آپ پر ہے! نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان سے پہلے اپنے رفقا کو مخاطب کر کے رمضان کی برکت وعظمت سے آگاہ کرتے اور اس سے رحمتیں حاصل کرنے کی کوشش اور تلقین بھی فرماتے۔ آج سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں میرا مقصد بھی یہی ہے کہ رمضان کی تیاری کے حوالے سے گفتگو کی جائے۔ رمضان کا مہینہ اس لیے مبارک نہیں ہے کہ اس میں روزے رکھے جاتے ہیں، تلاوت قرآن کی جاتی ہے، بلکہ بات یوں ہے کہ اس ماہ کا انتخاب کیا گیا روزوں اور تلاوت قرآن کے لیے کیونکہ یہی وہ ماہ ہے جس میں نزولِ قرآن کا عظیم الشان اور منفرد و بے مثال واقعہ پیش آیا۔ یہ جلیل القدر

واقعہ اس بات کا متقاضی ہوا کہ اس کے دنوں کو روزوں کے لیے اور راتوں کو قیام و تلاوت کے لیے مخصوص کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ خود اس بات کو یوں آشکارا فرماتے ہیں: رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو سارے انسانوں کے لیے سر تا سر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہِ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔ لہٰذا جو شخص اس مہینے کو پائے لازم ہے کہ وہ اس میں روزے رکھے۔ (البقرہ:۱۸۵)

آپ کیا کریں؟؟ پہلی چیز صحیح نیت اور پکا ارادہ ہے۔ نیت شعور و احساس پیدا کرتی ہے اور اس کو متحرک کرتی ہے۔ شعور بیدار ہو تو ارادہ پیدا ہوتا ہے اور ارادہ، محنت اور کوشش کی صورت میں ظہور کرتا ہے۔ رمضان کے استقبال کے لیے آپ کو چاہیئے کہ رمضان کے مقام، اس کے پیغام، اس کے مقصد اور اس کی عظمت و برکت کے احساس کو دوبارہ تازہ کریں۔ اس بات کی نیت کریں کہ اس مہینے میں آپ جن معمولات اور عبادات کا اہتمام کریں گے ان سے آپ اپنے اندر وہ تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو روزے کا حاصل ہے اور جو آپ کو اللہ تعالیٰ کے دین کے تقاضوں اور قرآن مجید کے مشن کو پورا کرنے کے قابل بنا سکے۔

پہلی چیز:

آپ رمضان المبارک کے آغاز سے پہلے آخری دن میں یا آغاز ہونے کے فوراً بعد پہلی ہی رات میں، دو گھڑیاں تنہا بیٹھ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور خود کو حاضر جانیں۔ اللہ کی حمد بیان کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، اپنے گناہوں کا استغفار کریں۔ اس کے بعد آنے والے مہینے کے لیے اک لائحہ عمل طے کیجیے۔ اک خاکہ سا کھینچ لیں ذھن میں کہ آپ کیسے اس ماہ کو گزاریں گے۔ کن عبادات کو کن اوقات میں ادا کریں گے۔ ان تمام باتوں کو پھر سے سوچیں جو آپ رمضان کی عظمت کے بارے جانتے ہیں۔ اس کے بعد پورے ماہ کے لیے کوشش اور محنت کی نیت باندھیں اور اللہ کریم سے توفیق طلب کریں اور دعا کریں کہ اللہ رب رحیم آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو اپنی راہ پر چلائے۔

دوسری چیز:

قرآن مجید کی تلاوت و سماعت اور علم و فہم کے حصول کا اہتمام ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ اپنی مخصوص عبادات یعنی روزے اور قیام الیل کو قرآن مجید پر مرکوز رکھتا ہے۔ اس مہینے کا اصل حاصل ہی قرآن سننا اور پڑھنا، قرآن سیکھنا اور اس پر عمل کی استعداد پیدا کرنا ہے۔ اس لیے آپ کو سب سے زیادہ اہتمام جس چیز کا کرنا ہوگا وہ ہے قرآن مجید سے تعلق۔ نماز تراویح کی پابندی سے اتنا تو ضرور حاصل ہوتا ہے کہ پورے کا پورا قرآن آپ ایک دفعہ سن لیتے ہیں۔ عربی نہیں جانتے اس لیے اس بات کا اہتمام کریں کہ رات جو پڑھا جائے اس کا ترجمہ گھر میں ضرور دیکھیں اور اس کو خود میں جذب کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے ساتھ اپنی روح اور دل کے تعلق کو گہرا کریں اور پروان چڑھائیں۔ قرآن اپنے سننے اور پڑھنے والوں کے متعلق کہتا ہے کہ جب اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو سننے والے اور پڑھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور نرم ہو جاتے ہیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں، ان پر گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ ان کا ایمان بڑھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا ہے کہ جب قرآن پڑھو تو روا اگر رونہ سکو تو رونے کی کوشش کرو، اس لیے کہ قرآن حزن کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔ آج شب ہی اک تجربہ کر دیکھیں قرآن کی چھوٹی سورہ القارعۃ کو ترجمہ کے ساتھ دل میں اتارنے کی کوشش کریں۔ اس کے معانی و مفاہیم پر نظر کریں اور دیکھیں آپ کے دل کا کیا حال ہوتا ہے۔ مگر شرط صرف یہی ہے کہ اس میں ڈوب کر پڑھیں۔ جب تلاوت کریں' دل اور دماغ بھی زبان کے ساتھ ہوں۔

تیسری چیز:

اللہ کی نافرمانی اور معصیت سے بچنے کی خصوصی کوشش کرنا۔ روزے کا مقصد تقویٰ پیدا کرنا ہے اور رمضان المبارک کا مہینہ تقویٰ کی افزائش کا موسم بہار ہے۔ اس لیے اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کو خصوصی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عام دنوں میں کوشش نہ کی جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ رمضان میں قرآن مجید سے خصوصی تعلق، صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دن بھر بھوکا پیاسا رہنے اور اس کے بعد راتوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے اور اس کا کلام سننے سے ایک خاص ماحول بنتا ہے اور ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس ماحول اور کیفیت میں یہ جذبہ زیادہ گہرا اور قوی ہو سکتا ہے کہ آپ ہر اس چیز سے بچیں جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہو۔ اچھی طرح جان لیجیے کہ روزہ صرف پیٹ کا روزہ نہیں ہے۔ آنکھ کا بھی روزہ ہے، کان کا بھی روزہ ہے، زبان کا بھی روزہ ہے، ہاتھ پاؤں کا بھی روزہ ہے۔ وہ روزہ یہ ہے: آنکھ وہ نہ دیکھے، کان وہ نہ سنے، زبان وہ نہ بولے، ہاتھ پاؤں وہ کام نہ کریں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور جن سے منع کیا گیا ہے۔ اپنی خرابیوں کو ایک ایک کر کے دور کرنے کی کوشش کیجیے۔ اس رمضان میں عہد باندھیے کہ اپنی زبان کی حفاظت کریں گے، فضول گوئی سے پرہیز، غیبت سے دوری اور چلاّ کر بات کرنے سے بچیں گے۔

چوتھی چیز:

ہر طرح کی نیکیوں کی خصوصی جستجو کریں۔ ہر لمحے، ہر قسم کی نیکی کی طلب اور جستجو تو مومن کی فطرت کا جز ہونا چاہیے، لیکن رمضان کے مہینے میں اس معاملے میں بھی خصوصی توجہ اور کوشش ضروری ہے۔ اس لیے کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں آپ جس نیکی سے بھی اللہ کا قرب تلاش کریں گے اس کا ثواب فرض کے برابر ہو جاتا ہے (بیھقی: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ) اس سے بڑی خوش خبری اور کیا ہو سکتی ہے؟ یہ جستجو مراسم عبادات کے

دائرے میں میں بھی کریں، مثلاً تکبیر تحریمہ کا التزام، نفل نمازوں کا اہتمام۔ یہ جستجو انسانی تعلقات کے دائرے میں بھی کریں۔ اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے، اس کو ایذا نہ پہنچانا بھی صدقہ ہے، اس کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔ اس رمضان میں آپ چند ایک نیکیوں کو مخصوص کر لیں کہ ان پر آپ خصوصی توجہ دیں گے جیسے ہر کسی کو سلام کرنا، مسکرا کر ملنا، نرم لفظوں میں بات کرنا وغیرہ۔

پانچویں چیز:

قیام الیل ہے۔ رات کا قیام اور تلاوت قرآن، اپنا احتساب اور استغفار، تقویٰ کے حصول کے لیے بہت ضروری ہے اور انتہائی کارگر نسخہ ہے۔ یہ متقین کی صفت اور علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ متقین وہ ہیں جو رات کو کم سوتے ہیں اور سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں۔ (الذاریات)

چھٹی چیز:

ذکر اور دعا کا اہتمام ہے۔ ذکر اور دعا کا اہتمام پوری زندگی میں ہر وقت ضروری ہے۔ ذکر کیا ہے؟ ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے ذکر ہے، خواہ دل سے ہو، زبان سے ہو یا اعضاو جوارح سے۔ روزہ بھی ان معنوں میں ذکر ہے، بھوک پیاس بھی ذکر ہے، اور تلاوتِ قرآن، خصوصاً نماز میں تو ہے ہی ذکر کی بڑی اعلیٰ وارفع صورت۔ لیکن رمضان المبارک میں زبان سے ذکر، یعنی کلماتِ ذکر کا ورد اور دعا کا اہتمام بہت ضروری اور نافع ہے۔ ذکر کی ایک صورت دعا ہے۔ دعا کی بنیاد یہ ایمان ہے کہ سب کچھ اللہ سے ہی مل سکتا ہے اور سارے اختیارات اور خزانوں کا وہی مالک ہے۔ دعا سراپا محتاج اور فقیر ہونے کا اقرار ہے۔ رمضان میں عام اوقات کے علاوہ مخصوص اوقات بھی ہیں دعا کی قبولیت کے۔ اس ضمن میں کوشش کریں کہ پہلے عشرے میں رحمت کی طلب کثرت سے کریں۔ دوسرے عشرے میں مغفرت کی اور تیسرے عشرے میں نار جہنم سے رہائی کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عشروں کی یہ برکات بیان فرمائی ہیں۔ (بیہقی: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ) مختلف اوقات اور حالات کی دعاؤں اور جامع مسنون دعاؤں میں سے بھی ہر رمضان میں چند دعائیں یاد کر لیا کریں۔

ساتویں چیز:

شب قدر اور اعتکاف کا اہتمام کرنا۔ شب قدر وہ مبارک رات ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ یہ رات اپنی قدر و قیمت کے لحاظ سے، اس کام کے لحاظ سے جو اس رات میں انجام پایا، ان خزانوں کے لحاظ سے جو اس رات میں تقسیم کیے جاتے ہیں اور حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ہزاروں مہینوں اور ہزاروں سالوں سے بہتر ہے۔ جو اس رات قیام کرے اس کو سارے گناہوں کی مغفرت کی بشارت سی گئی ہے۔ یہ رات کون سی رات ہے؟ یہ ہمیں یقینی طور پر نہیں بتایا گیا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری عشرے کی کوئی طاق رات ہے، یعنی اکیسیویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں یا انتیسویں۔ بعض احادیث میں کہا گیا ہے کہ یہ آخری عشرے کی کوئی ایک رات یا رمضان المبارک کی کوئی بھی رات ہے۔ اس کو پوشیدہ رکھنے کا راز یہ ہے کہ آپ اس کی جستجو اور تلاش میں سرگرداں رہیں، محنت کریں، اپنی آتشِ شوق کو جلتا رکھیں۔ آخری عشرے کی ہر طاق رات میں اسے تلاش کریں۔ اس سے زیادہ ہمت ہو تو اس پورے عشرے کی ہر رات میں اور اگر اس سے بھی زیادہ ہمت رکھتے ہیں تو رمضان کی ہر رات میں تلاش کریں۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے وہ یہ کہ بندہ اس کو خوش کرنے کے لیے اور اس کی رحمت اور انعامات کی طلب میں ہر وقت ہمہ تن جستجو بنا رہے، مسلسل کوشش میں لگا رہے۔ کام سے زیادہ، ارادہ اور مسلسل کوشش ہے جو اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔ اگر ہمت و حوصلہ ہو تو پھر آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کریں۔ دس دن ممکن نہ ہو تو کم مدت کا ہی سہی لیکن کوشش ضرور کریں اعتکاف کی۔ اعتکاف ' قلب و روح، مزاج و انداز اور فکر و عمل کو للّٰہیت کے رنگ میں رنگنے اور ربانیت کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اس طرح شب قدر کی جستجو کا کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اعتکاف ہر کسی کے لیے تو ممکن نہیں لیکن اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ اس کو فرض کفایہ کہا گیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اعتکاف کیا ہے اور اس کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

> "جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کس لیتے، راتوں کو جاگتے، اپنے گھر والوں کو جگاتے اور اتنی محنت کرتے جتنی کسی اور عشرے میں نہ کرتے"۔ (بخاری و مسلم)

آٹھویں چیز:

انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کریم کی راہ میں فیاضی سے خرچ کرنا۔ نماز کے بعد سب سے بڑی عبادت اللہ کی راہ میں خرچ ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے وہ سب خرچ کرنا۔ وقت بھی اور جان و مال بھی۔ لیکن رمضان میں سب سے بڑھ کر مال خرچنا ہے اس لیے کہ مال دنیا کی محبوب شے ہے اور یہی دین اور آپ کے درمیان اکثر آڑے آتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ فیاض اور سخی تھے۔ لیکن جب رمضان المبارک آتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات جبرائیلؑ سے ہوتی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور داد و دہش کی کوئی انتہا نہ رہتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فیاضی میں بارش لانے والی ہوا کی مانند ہو جایا کرتے تھے (بخاری و مسلم: ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔ قیدیوں کو رہا کرتے اور مانگنے والے کو کچھ نہ کچھ عطا کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆

اُسامہ... طواغیت کے خلاف بغاوت کا منبع

شیخ حمزہ بن لادن حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، وأشهد ألا إله إلا الله ولی الصالحین

وأشهد أن محمدًا عبدہ و رسوله صلی اللہ علیه وعلی آله وصحبه أجمعین.

دنیا بھر میں بسنے والے میرے مسلمان بھائیوں کے نام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری یہ گفتگو عزت وکرامت، حریت وسعادت کے حامل ایسے فرد سے متعلق ہے جو کہ مشفق ومہربان تھا اور جس کی تمنا تھی کہ امتِ مسلمہ 'غلامی اور ذلت کی زنجیریں توڑ ڈالے اور اپنے رب کی رضا کے مطابق عزت ووقار کی زندگی گزارے۔

گزشتہ صدی میں یہ امت 'کئی دہائیوں تک بے بسی کی حالت میں زندگی گزار چکی ہے، جس کے سبب یہ عزت وسربلندی کا راستہ بھول گئی اور جاہلیت کے مہیب شعلوں میں گھِر گئی۔ ہماری امت نے مشکل ترین مراحل میں تاریخ کا طویل سفر طے کرنے کے بعد، وسیع فاصلوں کو پاٹنے کے بعد، پہاڑوں کی اونچائیوں کو سر کرنے کے بعد، اپنے سامنے وسیع افق پر موجود دو واضح چیزیں دیکھیں۔ یعنی اپنی منزلِ مقصود، اور ایک صاف روشنی 'جس سے منزل بھی واضح ہو رہی تھی اور اس کی جانب جانے والے راستے بھی منور تھے۔

درحقیقت یہ امت کی سیاسی بالادستی کی منزل تھی، اسی کے لیے تمام کوششیں کی گئیں، اسی منزل پر نظریں مرکوز رہیں، اسی کے لیے دل دھڑکتے رہے اور اسی کی بنیاد پر مختلف جماعتیں اور گروہ برسرِ عمل رہے۔

سقوطِ خلافت کے بعد پیش آنے والے مشکل حالات میں امت اپنے راستے سے ہٹ گئی، پہاڑوں کی چوٹیوں کے مکین وادیوں اور گھاٹیوں میں آ رہے، امت اپنے مقصدِ حقیقی کو بھول گئی اور راستوں کو منور کرنے والی مشعلیں بھی نظروں سے غائب ہو گئیں۔ باہمی اختلافات بڑھتے چلے گئے، امت کا متعدبہ حصہ غاصب کفار کے قبضے میں چلا گیا جنہوں نے اُن پر انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین نافذ کیے۔

حقیقتاً یہ امت ایک انتہائی کٹھن اور ظالمانہ دور سے گزری، یہاں تک کہ ابطالِ اور خیارِ امت 'اِس ظلم کے خلاف بغاوت پر اُتر آئے، اُنہوں نے امت کی خاطر اپنے جانوں کے نذرانے پیش کیے، اپنے ذاتی مفادات کو قربان کیا اور تمام تر توانائیاں اس بات کے لیے وقف کر دیں کہ امت اس پستی کی حالت سے نکل سکے، ایک ایسی قوی ہو جائے کہ اپنی حقیقی سیاسی حیثیت واہمیت کا ادراک کر سکے اور چراغِ ہدایت کی روشنی میں صحیح راستے پر چل سکے۔

اس امت کے 'عمومی سیاسی مقصد' سے مراد "مقبوضہ اسلامی سرزمینوں کی بازیابی، صلیبی اثر ونفوذ سے مکمل آزادی، شریعتِ اسلامیہ کا نفاذ، اس کی رحمتوں سے بھری چھاؤں میں زندگی گزارنا اور اس کی طرف انسانیت کو دعوت دینا" ہے۔ ایسے میں غیر معمولی بصیرت اور نظریات رکھنے والی شخصیات سامنے آئیں جنہوں نے امت کو قعرِ مذلت سے نکالا اور سربلندی اور برتری کی چوٹیوں پر لے آئے تاکہ یہ امت پھر سے شمعِ ہدایت کی روشنیوں کو سمیٹے اور اپنے اصل مقصد پر نظریں جما کر منزل کی جانب بڑھے۔ اِنہی عبقری شخصیات میں سے ایک شخصیت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ تھے۔

وہ ایک ایسے دور میں رہے جس میں "بڑی طاقتیں" اپنے کٹھ پتلیوں میں سے جس کو جب چاہتیں آگے کرتیں اور جسے چاہتیں پیچھے دھکیل دیتیں۔ فردِ واحد تو کجا بڑی بڑی ریاستیں بھی اُن کی مخالفت کرنے کی جرأت نہ کر سکتی تھیں۔ پوری دنیا اُن سے سخت خوف زدہ تھی اور کسی قیمت پر اُن کی مخالفت مول لینے کو تیار نہ ہوتی تھی۔ کسی میں بھی اتنا دم خم نہیں تھا کہ اُن کی جارحیت، حملوں اور اثر ونفوذ کے خلاف مزاحمت کا سوچ بھی سکے۔ یہ حالات تھے کہ جب باطل پوری طرح سے عام ہو گیا، نخوت وغرور میں اپنی ساری حدیں توڑ گیا اور اُس نے اعلان کر دیا من اشد من القوۃ "کیا کوئی ہم سے بھی طاقتور ہے؟"۔ منافقین اور کمزور ایمان والے لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک میں مبتلا ہونے لگے (وتظنون باللہ الظنونا)۔ مسلمانوں کی حالت بھیڑ بکریوں کے اس ریوڑ کی سی ہونے لگی جو ہلاکت خیز گھاٹیوں میں بھیڑیوں کی رہ نمائی میں چل رہا ہو اور جسے رات کے اندھیرے میں شدید طوفانی بارش نے گھیر لیا ہو۔

انہی حالات میں شیخ رحمہ اللہ 'اپنے چند منتخب اور چنیدہ ساتھیوں اور مومنین رجال کے ساتھ منظر پر نمودار ہوئے 'جو نہایت ہی محدود وسائل کے حامل اور ہلکے ہتھیاروں سے لیس تھے لیکن جن کا اللہ تعالیٰ پر مضبوط ایمان تھا اور جو توکل کی نعمت سے مالا مال تھے۔ پھر اُنہوں نے اپنے بھائیوں یعنی پر عزم ومجاہد افغان قوم کے ہمراہ ثابت قدمی، اولوالعزمی اور صبرِ پیہم کے ساتھ سوویت یونین کو شکست سے دوچار کیا گیا اور کمیونزم کا مہیب دیو 'اللہ کے فضل سے سکڑ کر اپنے بونے قد میں سمٹ کر رہ گیا۔

سوویت یونین کی شکست کے بعد یہ امریکہ ہی تھا جو غرور و کبر میں تمام تر حدیں پھلانگ گیا۔ اس کو اپنی طاقت پر گھمنڈ تھا اور بودی صلاحیتوں کے ذریعے لوگوں کو رام کر کے اکٹھی کی گئی تعداد نے اُسے دھوکے میں ڈال دیا۔ لیکن امریکہ اس سے بے خبر رہا کہ درحقیقت وہ بھی سوویت یونین کی طرح زوال کے گڑھے میں گرتا چلا جارہا ہے!

امام شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ 'اسلام کے قلعے افغانستان میں لوٹ کر آئے اور اس موقع پر اُن کے ساتھ اُن کے صرف چھ منتخب ساتھی ہی تھے۔ لیکن وہ اللہ پر کامل ایمان و یقین رکھتے تھے اور اسی ذاتِ باری تعالیٰ سے اپنی تمام تر امیدوں کو وابستہ رکھے ہوئے تھے۔ اللہ رب العزت نے امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کو اس نوخیز دعوتِ حق کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور انہوں نے سخاوت و وفاداری کی ایک ایسی مثال قائم کر دی جس کو کماحقہ' بیان کرنا قطعی ممکن نہیں! اس طرح آہستہ آہستہ یہ قافلہ بنتا گیا اور ایک فرعون کو بچھاڑنے والوں نے دوسرے فرعون کے مقابلے کے لیے تیاریاں شروع کر دیں۔ ایک مرتبہ پھر نہایت ہی قلیل اور محدود وسائل یعنی عام جہازوں کو استعمال کر کے امام شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے امریکہ کی ناک کو خاک آلود کیا، اس کے قلب پر حملہ آور ہوئے، اس کو اس کی بِل سے کھینچ باہر نکالا اور کھلے میدانوں میں مقابلے پر مجبور کیا۔

پس اس طرح امریکی فوجوں کو عراق و افغانستان کے دلدلوں میں پھنسا دیا گیا۔ امریکہ کو ذلیل ہو کر عراق سے فرار ہونا پڑا لیکن ابھی تک وہ افغانستان میں پھنسا ہوا ہے۔ باوجود اپنے سابق صدر کے تسلیم کرنے کے کہ امریکہ 'امارت اسلامیہ کی افواج سے شکست کھا چکا ہے!

شیخ رحمہ اللہ ہی تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے جذبے کو پھر سے زندہ کیا جو کئی دہائیوں سے چند افراد تک محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ جہاد کو چند مخصوص افراد کے دائرے سے نکال کر "امت کے جہاد" تک ڈھالنے میں کامیاب ٹھہرے۔ وہ زمین کے مختلف حصوں سے جہادی چشموں اور سوتوں کو جاری کرنے میں کامیاب رہے۔ اسلامی دنیا کے مختلف حصوں میں یہ خیر کا کام اب بھی جاری ہے، ان شاء اللہ۔

شیخ رحمہ اللہ 'ایک عام مسلمان فرد میں بھی عزت، سربلندی، آزادی و وقار کے جذبے کو بیدار کرنے میں کامیاب ٹھہرے۔ انہوں نے انسانیت کو ظلم کے خلاف بغاوت کا سبق یاد کروایا جس میں امریکہ کے آگے سجدہ ریز ہو کر ذلتوں کے گھونٹ پینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ان کی حالت خود یہ بتا رہی ہے:

؎ ہم نے ابتدائے سفر کیا ہے بلندی کی طرف
جیسے شاہین خطرات مول لے کر بلند پروازی شروع کرتا ہے
ہمارے لہو میں بھیگے نقوش ہائے قدم 'رستے کے کانٹوں میں بھی نمایاں ہیں
گویا ہمارے دل اور ارواح تک لہولہان ہیں
ہمارا دین ہمیں سچائی کے رستے کی جانب رہنمائی کرتا ہے
جو کہ ہمارے دلوں اور نظر کو روشن کر رہی ہے
یہ ایک وعدہ اس ذاتِ رحمٰن کی طرف سے، جس کی تیز اور چمک دار روشنی
پوری آب و تاب کے ساتھ پھیل کر تاریکیوں کو ایک طرف دھکیل رہی ہیں

اپنی اِن اَن تھک کاوشوں کے بعد وہ اس قابل ہوئے کہ امت کا ہاتھ پکڑ کر اسے عروج و سربلندی کی نئی منزلوں پر پہنچا دیں تاکہ امت کو 'افق دمکتا اپنا مقصد دوبارہ سے نظر آسکے۔ انہوں نے اپنی امت کے لیے چراغِ ہدایت والے راستے کو پھر سے روشن کیا اور اسے جہاد فی سبیل اللہ سے محفوظ بنایا۔ ان کی رودادِ حیات یقیناً اس قابل ہے کہ ہمیشہ یاد رکھے جانے والی تاریخ کا حصہ بن جائے اور امت کی اگلی نسلوں کو اس کے ذریعے اسباقِ ایمان و حریت سے روشناس کروایا جائے۔

آج مسلمانوں کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ ان کو صحیح روشنی میں دیکھیں، ایک مثالی رہنما کی مانند اور تاریخ اسلام کے ابطال میں سے ایک بطل کے طور پر۔ اس لیے نہیں کہ وہ اس بندۂ فقیر کے والد تھے (کہ اس طرح ان کا حق مجھ پر کہیں زیادہ ہے) بلکہ اس وجہ سے کہ جب امت اپنے رہ نما کو پہچانتی ہے جیسا پہچاننے کا حق ہے تو پھر اس کی یادوں کو تازہ کرتی ہے، اسی کے انداز میں آگے بڑھتی ہے اور بالآخر فتح یاب ہوتی ہے!

اللہ کی رحمتیں ہوں ان پر کہ وہ:

سچ کو بیان کرنے والے ایک امام تھے۔

ظالموں کے خلاف بغاوت کا استعارہ تھے۔

قابضوں کے خلاف مزاحمت کی زندہ مثال تھے۔

امت کے لیے اپنی جانوں کو وقف کرنے والوں کے لیے ایک روشن کردار تھے۔ ایک شمع کی مانند تھے جو خود جلتی ہے لیکن اپنے گردوپیش کو روشنی سے منور کر دیتی ہے۔

مظلومین 'خصوصاً فلسطینی مسلمانوں کی نصرت کرنے کے لیے ایک نمونہ تھے۔

جو دعوت وہ دے رہے تھے اس کے لیے ایک پرکشش نمونۂ عمل تھے۔

امت مسلمہ کے لیے رحم دلی اور اپنائیت کی غیر معمولی مثال تھے۔

ایک ایسے دشمن کے خلاف وہ امت کو مجتمع کرنے والے تھے جس کی دشمنی سب پر واضح ہے۔

اولوالعزمی اور ارادوں میں غیر معمولی ثابت قدمی رکھنے میں اپنی مثال آپ تھے۔

صبر کے پہاڑ اور دوسروں کو بھی صبر پر ڈٹنے کی ہمت دلانے والے تھے۔
میدانِ جنگ میں دور اندیش فیصلوں اور بصیرت بھرے اقدامات اٹھانے والے تھے۔
اپنے منہج میں نہایت پختہ اور مضبوط تھے۔
میں اکثر انہیں دوپہر یا رات کے کھانے کے وقت دیکھتا تھا تو شاذ ہی ایسا ہوتا کہ ان کے دستر خوان پر گھی، نمک یا روٹی کا ٹکڑا ایک ساتھ موجود ہو!
میرے مسلمان بھائیو! شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے اپنی پوری زندگی اور دولت وثروت امت مسلمہ کی نصرت کرتے ہوئے 'اُس کی آزادی کے لیے اور اس کی صفوں میں بیداری پیدا کرنے کے لیے قربان کر دی۔ انہوں نے اپنے الفاظ کی تصدیق اپنے لہو سے کر دی۔ یقیناً عامۃ المسلمین یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اوپر مسلط ظالموں کا تختہ اُلٹ دیں اور ان کو شکست دیں ان شاءاللہ۔ وہ جن کو اس بات پر عمل کرنے کی صلاحیت درکار ہے 'اُنہیں چاہیے کہ شیخ رحمہ اللہ کی مثال کو سامنے رکھیں اور ظالموں کو خلاف اٹھ کھڑے ہوں، بدعنوان نظام کو ختم کریں، قابضوں کو پیچھے دھکیل دیں اور اپنی اسلامی شناخت کی طرف واپس آجائیں۔
اے اہلِ ایمان! اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو یاد کیجیے:

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرۃ:۲۴۹)

"بسا اوقات چھوٹی اور تھوڑی سی جماعتیں بڑی اور بہت سی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غلبہ پالیتی ہیں، اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے"۔

اپنے ذہن میں اللہ تعالیٰ کی ان آیات کو بھی مستحضر رکھیں:

وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ (القصص:۵)

"پھر ہماری چاہت ہوئی کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں زمین میں بے حد کمزور کر دیا گیا تھا، اور ہم اِنہیں کو پیشوا اور (زمین) کا وارث بنائیں"۔

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا (النساء:۸۴)

"تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا رہ، تجھے صرف تیری ذات کی نسبت حکم دیا جاتا ہے، ہاں ایمان والوں کو رغبت دلاتا رہ، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی جنگ کو روک دے اور اللہ تعالیٰ سخت قوت والا ہے اور سزا دینے میں بھی سخت ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک کو یاد کیجیے:

"یقین رکھ کہ اگر تمام دنیا مل کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے اور اللہ کا ارادہ نہ ہو تو وہ سب تجھے ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور سب جمع ہو کر تجھے کوئی نفع پہنچانا چاہیں جو اللہ نے مقدر میں نہ لکھا ہو تو ہرگز نہیں پہنچا سکتا۔ صحیفے خشک ہو چکے، قلمیں اٹھالی گئیں"۔

پس اپنے رب کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ظالم طواغیت کے خلاف بغاوت کے لیے نکلو اور اللہ کے راستے میں جہاد کی طرف واپس آجاؤ۔ ہمارے امام، شیخ اسامہ رحمہ اللہ آپ کو انقلابات کے سفر پر ابھارتے ہوئے، حوصلہ دیتے ہوئے رخصت ہوگئے، وہ آپ کو نصیحت کرتے رہے اور ان انقلابات کے بے نتیجہ خاتمے اور صراطِ مستقیم سے گمراہ ہونے سے خبردار کرتے رہے۔
یہ حقیقت ہے کہ دعوت کتنی ہی صحیح اور پرکشش کیوں نہ ہو، وہ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک اس کی حفاظت کے لیے کوئی طاقت موجود نہ ہو اور جو طاقت ہماری امت کو اپنے عظیم مقصد کی راہ میں سفر کے دوران حفاظت کر سکتی ہے وہ "جہاد فی سبیل اللہ" ہی ہے۔
جہاد کے بغیر جب بھی امت کسی حصار کو توڑ کر باہر نکلنے کی کوشش کرے تو دشمن بار بار اپنے حملے دہراتے رہیں گے تاکہ اس امت کو ہر بار پیچھے دھکیل دیں۔ جہاد فی سبیل اللہ ہمارے دین میں ہم پر فرض کیا گیا، یہ ایک خدائی حکم ہے جس کو آخری گھڑی تک جاری رہنا ہے۔ جو اسے اختیار کرتے ہیں یہ اُنہیں یہ عزیمت و سربلندی، آزادی اور خودمختاری کی جانب لے جاتا ہے۔ اور جو اس کو چھوڑتے ہیں ان کو ذلت اور خواری میں مبتلا کر دیتا ہے۔
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جب تم بیع عینہ کرنے لگو گے، گائیوں بیلوں کے دم تھام لو گے، کھیتی باڑی میں مست و مگن رہنے لگو گے، اور جہاد کو چھوڑ دو گے، تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا، جس سے تم اس وقت تک نجات و چھٹکارا نہ پا سکو گے جب تک اپنے دین کی طرف لوٹ نہ آؤ گے"۔

عرب بہار یقیناً اپنے اندر آزادی اور عزت کا پیغام لیے ہوئی تھی لیکن اس کے پاس اپنی حفاظت کا کوئی انتظام اور صیقل تلوار نہ تھی۔ لہٰذا دشمنوں نے اس پر قابو پایا اور اسے اپنی پٹڑی سے اتار دیا۔

اے امت کے مظلوم مسلمانو! ظالموں کے خلاف بغاوت کے لیے اٹھو، امریکہ کے حواریوں کے خلاف اٹھو، طواغیت کا تختہ الٹنے اور اللہ رب العزت کی شریعت کے نفاذ کے لیے مسلح جدوجہد کے لیے نکل آؤ کہ یہ طواغیت' امن کی زبان نہیں سمجھتے اور نہ یہ ان کے خلاف کسی قسم کا اثر رکھتی ہے۔ ان کے خلاف کوئی بھی چیز اسلحے سے زیادہ اثر نہیں رکھتی اور کوئی بھی چیز انہیں دہشت زدہ نہیں کرتی سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے۔ اور لوہے کو تو لوہے ہی کے ذریعے سے کاٹا جاتا ہے!

جس بیداری کی طرف ہم امت کو دعوت دے رہے ہیں اس میں کامیابی کے اسباب کا وجود ہونا لازمی ہے۔ اس سب سے پہلے قلوب واذہان میں انقلاب کا برپا ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ مسلم عوام بعد کے مرحلے کے لیے تیار ہو سکیں اور ان کو معلوم ہو سکے کہ کب انہیں انقلاب برپا کرنا ہے۔ اور جب وہ انقلاب برپا کر دیں تو پھر ان کو اس کے حتمی مقصد کا بھی علم ہونا نہایت ضروری ہے۔

جہاں تک پہلے سوال کا جواب ہے تو مسلم عوام کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، شریعتِ اسلامیہ کی واپسی اور ہر قسم کے قانون و طاقت کو اس کے تابع کرنے کے لیے متحرک ہونا ہو گا۔ مسلم عوام کو شرک اور اس کے تمام آثار کو کچلنے، انسانوں کے وضع کردہ قوانین کے ذریعے' شرک کی حکمرانی کو ختم کرنے اور توحید کی طاقت سے ان شرکیہ نظاموں کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مکمل نفاذ کے لیے انقلاب برپا کرنا ہو گا۔

مظلوم مسلمان عوام اسی وقت انقلاب لائیں گے جب ان کو صلیب کے پیروکاروں، جارحوں اور ان کے حواریوں کی کوششوں اور اسلام کے پاسبانوں کی کوششوں کے مابین فرق کا علم ہو گا۔ آخری کامیابی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب اندرونی دشمن کا مکمل خاتمہ ہو اور صلیبیوں کو شکست سے دوچار کیا جائے گا۔

مسلمان عوام انقلاب کے لیے اٹھیں گے کیونکہ انہوں نے موجودہ فسادی نظاموں کو مسترد کر دیا ہے، یہ نظام ہمارے عظیم شریعت سے مکمل بغاوت پر مبنی ہیں، ظلم و فساد، سرکشی، اخلاقی و سیاسی اور معاشی تباہی کے ذمہ دار اور مغربی صلیبیوں کے سامنے سرنگوں کروانے والے ہیں۔

مسلم عوام ضرور انقلاب کے لیے اٹھیں گے کیونکہ وہ ایک آزاد اور پر وقار زندگی گزارنے، اللہ کی شریعت کی چھاؤں میں پناہ لینے کے متمنی ہیں کہ جس میں کسی سیاہ رنگ والے کو سفید رنگت والے پر اور کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کے سبب' جس میں مظلوم طاقت ور ہو گا یہاں تک کہ اسے اس کا حق واپس مل جائے، اور ظالم کمزور ہو گا یہاں تک کہ وہ اس حق کو واپس کر دے جس پر اس نے ناجائز طریقے سے قبضہ جمالیا ہے۔ اللہ کی طرف سے انصاف پر مبنی قانون شریعت' جس نے باہمی مشاورت کو طریقہ بنایا ہے اور امت کو اپنی حکمرانوں کے احتساب کے قابل بنایا ہے' کے فائدے لاتعداد اور بے حساب ہیں، جن کے ذریعے معاشرے میں تزکیہ، رحمت اور آپس کے تعلقات میں نکھار آتا ہے۔

مسلمان عوام ضرور انقلاب برپا کریں گے کیوں کہ وہ جان چکے ہیں کہ اخلاصِ نیت، نیک ارادوں، اور عظیم مقاصد کے ساتھ ان کی بغاوت کا درجہ جہاد فی سبیل اللہ تک جا پہنچتا ہے جو اس دنیا اور آخرت کی عظیم سعادتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے تو اس انقلاب میں حصہ لینے والوں کے سامنے دو ہی مقاصد ہیں۔ جیسا کہ ان کے عظیم رب نے بتایا ہے۔ فتح جو ان کو اپنی قربانیوں اور شہادتوں کے ثمر کے طور ملتی ہے، جس کی مثال ایک پل کی مانند ہے جس پر سے امت گزر کر اپنی فتح تک پہنچتی ہے جب کہ یہاں سے گزرتے ہوئے اس کے جانثار اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کر لیتے ہیں جہاں پر ان کے لیے وہ اجر ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں کبھی اس کا خیال آیا ہے۔

اس انقلاب کے لیے ضروری ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیاری کی جائے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً (التوبۃ:۴۶)

"اگر ان کا ارادہ جہاد کے لئے نکلنے کا ہوتا تو وہ اس سفر کے لئے سامان کی تیاری کر رکھتے"۔

اہل ایمان میں موجود مخلص اور دانش مند حضرات کا فرض بنتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس انقلاب کے لیے تیار کریں اور ان کو تحریض دیں۔ ان کو اپنے درمیان ایک کامیاب انقلاب کی بنیادی ضروریات، مقاصد کے حوالے سے آگہی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جن کو شروع سے ہی اس حکیم ذات کی شریعت کے مطابق ترتیب دیا جائے۔

ان کو چاہئے کہ وہ نوجوانوں کو جنگی اور عسکری حوالے سے ضروری تربیت کے لیے تیار کریں۔ اس کے لیے ان کو جماعتوں کی شکل میں یا انفرادی طور پر جہادی میدانوں کی جانب بھیجا جائے کہ جن کی مثال رجالِ کار کو تیار کرنے اور نکھارنے کے لیے بھٹی کی مانند

ہے اور جو عزت کی سرچشمے ہیں تاکہ یہ نوجوان وہاں ضروری عملیات کریں، مختلف قسم کا ضروری تجربہ حاصل کریں اور اس کے بعد سوسائٹی کا رخ کریں۔

یہ کام اس وقت تک جاری رہنا چاہیئے جب تک مسلم عوام کو انقلاب کے لیے تیار کیا جائے گا اور تمام تیاریاں مکمل ہو جائیں گی تاکہ پھر آخری چنگاری کو بھڑکا دیا جائے اور نتیجتاً اس سے پھٹ پڑنے والا لاوا ظالم طواغیت کو بہالے جائے، مسلم عوام کو ظلم سے نجات دلا دے، ناانصافی و ظلم کا خاتمہ ہو اور اللہ کی شریعت کا نفاذ ہو جائے۔

آزادی کی قیمت ہمیشہ سے مہنگی ہوتی ہے۔ کسی بے قیمت کاغذ کے ٹکڑے کو بیلٹ باکس میں ڈال کر ہرگز آزادی حاصل نہیں کی جاسکتی یا پھر کسی شرکیہ پارلیمنٹ میں بیٹھ کر بھی آزادی کی قیمت ادا نہیں کی جاسکتی جو انسان کے بنائے گئے قانون کے تحت "شریعت سازی" کرتی ہے۔ آزادی کی قیمت انتہائی سخاوت، قربانیوں، جہاد اور شہادتوں کے ذریعے ادا کی جاتی ہے۔

ایک جماعت کی شہادت ہوتی ہے اور امت آزادی پا جاتی ہے۔

؎ تم موت وحیات کے درمیان کھڑے ہو

اگر تم فرحتوں اور راحتوں کے آرزومند ہو تو انتھک محنت کرو

کون ہے جو موت کے جام خود بھی پیئے اور دوسروں کو بھی پلائے

اگر مردانِ حُر ہی ایسا کرنے سے قاصر ہیں

سلطنتوں کی بنیادیں کمزوریوں اور ناتوانیوں پر نہیں اٹھائی جاتی

اور حقوق بھیک کی مانند بانٹے نہیں جاتے

نسلوں کی زندگی کا بقا اسی موت میں پنہاں ہے

یہی قیدیوں کو غم ورنج سے آزادی اور رہائی کی نوید ہے

اور آزادی 'لہو سے سرخ باب ہے

لہو میں تر ہر ایک ضرب کے ساتھ تباہی ہے

اے علمائے حق! شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حق کو بیان کیجیے۔

اے سخی تاجرو! اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں شیخ اسامہ کی پیروی کیجیے۔

اے صادق نوجوانو! شیخ رحمہ اللہ نے اپنے شباب کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا پس آپ بھی اپنی شباب کو اللہ کے دین کے لیے وقف کر دیجیے۔

اے معزز مجاہدین! شیخ اسامہ رحمہ اللہ کا جہاد اور ان کا واضح پیغام امت میں مقبول ہو چکا ہے۔ پس ان کے راستے کو تھام لیجیے۔ اس پیغام کی حفاظت کریں اور گمراہی و ضلالت سے اس کو بچائیں، ارجاء وخوارج سے اس کی حفاظت کریں اور ان کے بہترین جانشین بن جائیں۔ جو شیخ رحمہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں میں ان سے کہوں گا کہ اپنی محبت کی ترجمانی کیجیے۔ آخر میں میں مسلمانوں کو عمومی طور پر امریکہ سے شیخ رحمہ اللہ کا بدلہ لینے کی درخواست کرتا ہوں جنہوں ں نے شیخ رحمہ اللہ کو قتل کیا، خاص کر ان کو جنہوں نے اس جرم میں حصہ لیا۔

ایبٹ آباد کے معرکے کے بعد اللہ تعالیٰ نے امارت اسلامیہ افغانستان کے شہید مجاہد غلام حضرت ایوب الوردکی کو یہ سعادت بخشی کہ اس نے ان کئی مجرمین کو جہنم واصل کر دیا۔ میں اللہ سے ان کی شہادت کی قبولیت اور جزائے خیر کی دعا کرتا ہوں۔

آخر میں میں اپنی بات کا اختتام ان چند اشعار سے کروں گا:

؎ امریکیوں کو بتادو کہ ہماری تلواریں

صرف میدان جنگ میں ہی اپنی تیزی دکھاتی ہیں

یہ تمہیں متواتر قتل کرتی رہیں گی

رب عظیم کے انعام کی امید میں

تم یہ سمجھتے ہو کہ امام (شیخ) کی مبارک روح اتنی بے قیمت ہے

اور ان کے فدائی کیا اس کا بدلہ لینے کے قابل نہیں؟

ہرگز نہیں! عرش کے رب کی قسم! کہ ہمارے امام

اس بغاوت و عدوان کی بیخ کنی کر کے ہمیشہ سربلند رہیں گے

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کا مقدس لہو ہی کافی ہے

اس نسل کو پروان چڑھانے کے لئے جو جہاد سے محبت کرتی ہے

اس جہاد کی روشنی سے کابل ہمیشہ چمکتا رہے گا

اور اس کی کرنوں سے القدس کی پہاڑیاں منور رہیں گی

اللہ ہمارا حامی ہے اگرچہ یہ سارے اعدا' متحد ہو کر آجائیں

اطراف واکناف سے ہمارے خلاف فوج بلالیں

جو ہمارے تلواروں سے ٹکرائے گا، جہنم رسید ہو گا

اور جنت کے باغات ہمارے شہدا کے لئے آراستہ ہوں گے

واللہ غالب علی أمرِہ ولکن أکثرَ الناسِ لا یعلمون.

وآخر دعوانا أن الحمد للہِ رب العالمین.

☆☆☆☆☆

محسنِ امت شیخ اسامہ بن محمد بن لادنؒ......حیات و خدمات

سید معاویہ حسین بخاری

ابتدائی زندگی:

۱۹۶۶ء کی ایک صبح ایک عرب بچہ فجر سے کچھ پہلے اپنے والد کو جگا کر کہتا ہے: ابا جان میں آپ کو اپنا ایک خواب سنانا چاہتا ہوں۔ والد نے سوچا شاید بچے نے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔ انہوں نے وضو کیا اور بچے کو لے کر مسجد کی طرف چل پڑے۔ راستے میں بچے نے بتایا کہ میں نے خواب میں خود کو ایک وسیع میدان میں پایا۔ میں نے دیکھا کہ سفید رنگ کے گھوڑوں پر سوار ایک لشکر میری جانب بڑھ رہا ہے۔ اس لشکر میں سے ایک گھڑ سوار جس کی آنکھیں چمک رہی تھیں میرے برابر آکر رک گیا اور کہنے لگا: کیا آپ اسامہ بن لادن ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں۔ اس نے پھر سوال پوچھا کیا آپ اسامہ بن لادن ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں میں ہی ہوں۔ اس نے تیسری بار پھر پوچھا کیا آپ ہی اسامہ بن لادن ہیں؟

تب میں نے اسے کہا خدا کی قسم میں ہی اسامہ بن محمد بن لادن ہوں۔ اس نے میری طرف ایک جھنڈا بڑھایا اور کہا کہ یہ جھنڈا القدس کے دروازے پر امام مہدی (محمد بن عبد اللہ) کو دے دینا۔ میں نے وہ پرچم لے لیا اور میں نے دیکھا کہ وہ لشکر میرے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ والد اس خواب پر بہت حیران ہوئے لیکن پھر کسی کام میں مصروفیت کی بنا پر خواب کو بھول گئے۔

اگلی صبح نماز سے کچھ پہلے جگا کر بچے نے پھر وہی خواب سنایا۔ تیسری صبح پھر ایسا ہی ہوا تو والد کو اپنے بچے کے بارے میں تشویش ہوئی وہ اسے لے کر ایک عالم کے پاس گئے جو خوابوں کی تعبیر جانتے تھے۔ انہوں نے خواب سن کر بچے کو غور سے دیکھا اور پوچھا کیا اس بچے نے خواب دیکھا ہے والد نے فرمایا جی۔ انہوں نے بچے سے پوچھا، بیٹے تمہیں وہ پرچم یاد ہے جو تمہیں اس گھڑ سوار نے دیا تھا؟ اسامہ نے کہا، جی ہاں مجھے یاد ہے۔ وہ عالم کہنے لگے ذرا مجھے بتاؤ وہ کیسا تھا؟

اسامہ نے کہا، تھا تو وہ سعودی عرب کے جھنڈے جیسا ہی مگر اس کا رنگ سبز نہیں تھا بلکہ سیاہ تھا اور اس میں سفید رنگ سے کچھ لکھا ہوا بھی تھا۔ عالم نے اسامہ سے پوچھا کبھی تم نے خود کو بھی لڑتے ہوئے دیکھا ہے اسامہ نے کہا، اس طرح کے خواب تو میں اکثر دیکھتا رہتا ہوں۔

پھر انہوں نے اسامہ سے کہا کہ وہ باہر جائیں اور تلاوت کریں۔ پھر وہ والد کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا آپ لوگوں کا آبائی تعلق کہاں سے ہے؟ انہوں نے کہا، یمن کے علاقے حضر موت سے۔ کہنے لگے کہ اپنے قبیلے کے بارے میں بتائیں۔ انہوں نے کہا ہمارا تعلق قبیلہ شنوۃ سے ہے جو یمن کا قحطانی قبیلہ ہے۔ عالم نے زور سے تکبیر بلند کی پھر اسامہ کو بلایا اور ان کو روتے ہوئے چومنے لگے ساتھ فرمایا: قیامت کی نشانیاں قریب آگئی ہیں۔

> ”اے محمد بن لادن! آپ کا یہ بیٹا امام مہدی کے لیے لشکر تیار کرے گا اور اپنے دین کی حفاظت کے لیے خطہ خراسان کی طرف ہجرت کرے گا۔
>
> اے اسامہ! مبارک ہے وہ جو آپ کے ساتھ جہاد کرے، ناکام و نامراد ہو وہ جو آپ کو تنہا چھوڑ کر آپ کے خلاف لڑے“۔

محمد بن لادنؒ کے اس بیٹے کو آج دنیا شیخ اسامہ بن لادنؒ، امیر جماعۃ قاعدۃ الجہاد کے نام سے جانتی ہے۔ اس عظیم مجاہد نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے واقعتاً ہجرت کی، عالمی جہاد کی بنا ڈالی، اسے اپنے خون جگر اور مال سے سینچا اور آج جب کہ وہ شہادت سے سرفراز ہو کر اپنے رب سے جا ملے ہیں تو ایک ایسا دلیر لشکر موجود ہے جو دنیا کے ہر خطے میں دجال کے حلیف صلیبی اور صیہونی لشکروں کو نشانہ بنا رہا ہے اور امام مہدی کی قیادت میں لڑنے کے لیے منظم ہے۔ شیخ اسامہ بن محمد بن لادن ۱۰ مارچ ۱۹۵۷ء کو سعودی عرب کے شہر ریاض میں پیدا ہوئے ان کی والدہ کا تعلق شام سے تھا۔

گھریلو حالات اور خاندانی پس منظر:

شیخ اسامہؒ کے خاندان کا تعلق یمن سے ہے۔ جنوبی یمن کا ساحلی صوبہ حضر الموت عدن کی بندرگاہ کے مشرق میں واقع ہے۔ جب برطانیہ نے جنوبی عرب اور عدن کو آزاد کیا تو دو حصوں میں منقسم کر دیا جن کا نام جنوبی یمن اور شمالی یمن رکھا گیا۔ اس آزادی کے اعلان سے پہلے ہی یمنی تاجروں اور کارکنوں کی بہت بڑی تعداد بہتر مستقبل کی تلاش میں یمن چھوڑ کر سعودی عرب کا رخ کر چکی تھی۔ آزادی کے بعد یہ سلسلہ اور تیز ہو گیا۔

یمن چھوڑ کر سعودی عرب کا رخ کرنے والے ان بے شمار لوگوں میں شیخ اسامہؒ کے نوجوان والد محمد بن لادنؒ بھی شامل تھے۔ جو ۱۹۳۰ء میں حضر موت سے سعودی عرب آئے۔ جوشیلے اور محنتی محمد بن لادن نے اس نئے ملک میں پورے جوش و خروش کے ساتھ کام تلاش کرنا شروع کیا اور جلد ہی انہیں ایک مزدور کی حیثیت سے کام مل گیا۔ محمد بن لادنؒ عرب آئل کمپنی' جسے 'آرامکو' بھی کہا جاتا ہے' کے ایک تعمیراتی منصوبے پر ایک مزدور کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔

روزانہ انہیں ایک ریال اجرت ملتی تھی۔ اپنے ساتھی کارکنوں کی طرح وہ ایک سخت زندگی گزارتے تھے اور اپنی بچت ایک ٹین بکس میں محفوظ رکھتے تھے۔ کئی برس کی محنت کے بعد بالآخر وہ اتنا پیسہ بچانے میں کامیاب ہو گئے جس سے بہت چھوٹے پیمانے پر بن لادن کنسٹرکشن کمپنی قائم کی جا سکے۔

ابتدا میں محمد بن لادنؒ کی اس کمپنی نے چھوٹے چھوٹے کام سر انجام دیئے لیکن رفتہ رفتہ کام بڑھ گیا، کاروبار پھیلتا گیا۔ ۱۹۵۰ء کے عشرے کے اوائل میں بن لادن کمپنی نے شاہی محلات تعمیر کرنے شروع کر دیئے۔ انہیں اصل کامیابی اس وقت ملی جب ارض مقدس میں مدینہ سے جدہ تک جانے والی ہائی وے تعمیر کرنے کا ٹھیکہ انہیں ملا، یہ محض ایک اتفاق تھا۔ اس ہائی وے کی تعمیر ایک غیر ملکی کمپنی کو کرنی تھی مگر اس غیر ملکی کمپنی نے یہ کام سر انجام دینے سے انکار کر دیا اور یوں یہ بہت بڑا تعمیراتی کام بن لادن کمپنی کو مل گیا۔

یہاں سے بن لادن کا نام اس پورے علاقے میں مشہور ہونا شروع ہوا۔ طویل سڑکوں سے ہوائی اڈوں کی تعمیر تک اور بڑی عمارتوں سے سرکاری دفاتر کی تعمیر تک اس کمپنی کو ہر طرح کا کام ملنے لگا۔ اب کمپنی کو اردن سے لے کر خلیجی ریاست راس الخیمہ تک بہت بڑے تعمیراتی ٹھیکے ملنے لگے۔ ۱۹۶۰ء کے عشرے میں بن لادن گروپ آف کمپنیز محض عرب دنیا ہی کا نہیں بلکہ دنیا کا سب سے بڑا کنٹریکٹر گروپ بن چکا تھا۔

محمد بن لادنؒ، شاہ سعود (دوم) کے قریبی دوست سمجھے جاتے تھے۔ جب شاہ فیصل نے اقتدار سنبھالا تو ملک شدید ترین اقتصادی بحران کا شکار تھا۔ محمد بن لادنؒ نے اس نازک مرحلے پر حکومت کا بھرپور ساتھ دیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق چھ ماہ تک سعودی حکومت کے ملازمین کی تنخواہیں اپنی جیب سے ادا کیں۔

۱۹۶۹ء میں یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کو جلایا تو یہ محمد بن لادنؒ ہی تھے جنہوں نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر و مرمت کا مبارک کام کیا۔ جب شیخؒ ۱۳ برس کے تھے تو ان کے والد اپنے چارٹرڈ طیارے کے حادثے میں انتقال کر گئے۔ والد کی وفات کے بعد اُن کے بڑے بھائی سالم نے کاروبار سنبھالا اور پھر کچھ عرصہ بعد شیخؒ نے کاروبار سنبھالا اور آپ کی رہ نمائی میں بن لادن گروپ نے ایک بار پھر بڑے تعمیراتی منصوبوں کو سنبھالنے کا بیڑہ اٹھایا۔ ایک رپورٹ کے مطابق انہیں اپنے والد سے ترکے میں ۸۰ ملین ڈالر ملے جسے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی کاروباری ذہانت و فطانت اور محنت سے ۵۰۰ ملین ڈالر میں تبدیل کر دیا۔

تعلیم اور دین سے محبت:

شیخؒ کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد ان کے والدین میں علیحدگی ہو گئی۔ شیخؒ کی والدہ نے محمد العطاس سے نکاح کر لیا جو کہ بن لادن کمپنی میں ملازم تھے۔ شیخؒ اپنی بہنوں کے ساتھ والدہ اور سوتیلے والد کے پاس رہے۔۔ والد کی طرف سے بھائیوں میں شیخؒ کا اکیسواں نمبر تھا اور بہن بھائیوں میں اکتالیسواں تاہم سبھی بہن بھائی اُن کا احترام کرتے تھے۔ ان کے خاندان نے المشرفہ جو کہ جدہ کا قریبی علاقہ ہے میں رہائش اختیار کی۔

کہا جاتا ہے کہ شیخؒ نے شروع میں کچھ عرصہ شام میں تعلیم حاصل کی۔ کیونکہ ان کی والدہ اکثر شام کے علاقے لتاکیہ جاتی تھیں۔ ۱۰ سال کی عمر میں شیخؒ نے وبرناما ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ یہ سکول لبنان کے علاقے برونا ما میں واقع تھا۔ یہاں انہوں نے ایک سال سے کم عرصہ گزارا۔ برونا ما ہائی سکول چھوڑنے کے بعد وہ کچھ عرصہ لتاکیہ میں رہے۔ پھر وہ واپس جدہ چلے گئے۔ ۱۹۶۸۔۱۹۶۹ء کے دوران میں انہوں نے لثگر ماڈل سکول میں تعلیم حاصل کی۔

شیخؒ نے لڑکپن کی عمر تک تاریخ اسلام اور مجاہدین اسلام سے متعلق سیکڑوں کتابیں پڑھ لی تھیں، وہ کم عمری ہی میں جہاد کی طرف راغب ہو گئے تھے۔ وہ بزرگوں سے مشورہ لے کر اور رہ نمائی حاصل کر کے اسلامی کتب، قرآن و حدیث اور تفسیر کا بغور مطالعہ کرتے، وہ قرآن مجید کی قرأت سننے کے بے حد شوقین تھے۔ اکثر اپنے کمرے میں رات کو ٹیپ ریکارڈر پر کسی نہ کسی معروف قاری کی قرأت سنتے اور پھر اشک بار ہو جاتے۔ وہ مکہ مکرمہ میں ہفتہ وار درس میں ضرور شمولیت اختیار کرتے۔

۱۹۷۹ء میں انہوں نے جامعہ ملک عبدالعزیز سے ایم پی اے (ماسٹر آف پبلک ایڈمنسٹریشن) کی ڈگری حاصل کی اور جامعہ ملک السعود سے اسلامک اسٹڈیز میں ماسٹرز کی ڈگری لی۔ یونی ورسٹی میں ان کی دلچسپی دینی امور میں بہت زیادہ تھی۔ وہ قرآن سمجھنے میں مشغول رہتے۔ ان کے ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ ہم نے سید قطبؒ کو پڑھا۔ سید قطبؒ کی فکر نے ہماری نوجوان نسل کو بہت متاثر کیا۔ یونیورسٹی میں شیخ دو اساتذہ سے بہت متاثر تھے، ایک استاذ محمد قطب اور دوسرے شیخ عبد اللہ عزام شہیدؒ، جو کہ جہاد کے بہت بڑے راہنما تھے اور عرب دنیا سے جہاد افغانستان میں شرکت کے لیے نوجوانوں کو تیار کرتے تھے۔

شیخؒ کو دین سے محبت ان کے والد محمد بن لادنؒ سے ورثے میں ملی۔ ان کا خاندان جزیرہ عرب کے عام لوگوں کی طرح امام احمد بن حنبلؒ کا مقلد ہے۔ شیخؒ نے کبھی مغربی ممالک میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ اس حوالے سے گردش کرنے والی خبریں سراسر کذب و افترا پر مبنی ہیں اور اُن میں کوئی حقیقت نہیں۔

شیخؒ صاحبِ دیوان شاعر تھے اور اپنے خطبات اور بیانات میں اکثر اپنے ہی اشعار پڑھا کرتے تھے۔ شیخؒ کی شاعری امت کے درد اور جہاد کی پکار سے معمور ہوتی، اُن کے اشعار سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی رجزیہ شاعری کی یاد دلا دیتے۔

یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران انہوں نے متعدد عالمی تبدیلیوں کا مشاہدہ کیا۔ مثلاً ایران میں شاہ کے خلاف تحریک اور اس کے نتیجے میں خمینی انقلاب کا آنا اور اس کے بعد مسجد حرام پر قبضے کا واقعہ پیش آیا۔ سعودی حکومت 'مسجد کو اس وقت تک نہ چھڑا سکی جب تک فرانسیسی افواج نے اس کی مدد نہ کی۔ اس سے حکومت کی بے بسی شیخؒ پر واضح ہو گئی۔ دسمبر ۱۹۷۹ء کو جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کر دیا تو شیخؒ فوراً جہاد کے لیے تیار ہو گئے۔

ازدواجی زندگی:

شیخؒ نے پانچ شادیاں کیں، اُن کا پہلا نکاح ۱۸ سال کی عمر میں اپنی ماموں زاد سے ہوا، اس کے بعد شیخؒ نے چار مزید نکاح کیے۔ شیخؒ کی اپنی پہلی اہلیہ سے علیحدگی ہوگئی تھی۔ شیخ کے گیارہ بیٹے اور نو بیٹیاں ہیں۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں: عبد الرحمن بن لادن، فیضان نوید بن لادن، سعد بن لادن، عمر بن لادن، عثمان بن لادن، محمد بن لادن، بکر بن لادن، علی بن لادن، عامر بن لادن، حمزہ بن لادن، خالد بن لادن۔

جہادِ افغانستان میں شرکت:

دسمبر ۱۹۷۹ء میں جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تو پوری اسلامی دنیا سے احتجاج کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ شیخؒ نے اس موقع پر عملی اقدام کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے یونیورسٹی کے بعض اساتذہ سے راہنمائی لی اور کراچی آگئے۔ شیخؒ نے اپنے اس وقت کے جذبات کا تذکرہ ۱۹۹۳ء میں رابرٹ فسک کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا: "میں سخت غصے میں گیا اور فوراً جا پہنچا"۔ شیخؒ نے افغان مہاجرین کے نمائندوں اور افغانستان کی جہادی قیادت سے ملاقات کی۔

شروع میں شیخؒ ایک ماہ تک خفیہ طور پر پاکستان میں رہے اور حالات کا بغور جائزہ لیتے رہے۔ پھر وہ سعودی عرب واپس چلے گئے۔ وہاں انہوں نے دیگر عرب شیوخ میں مجاہدین کی مدد کے لیے مہم چلائی۔ ان کی تحریض سے ہزاروں عرب نوجوانوں نے میدانِ جہاد کا رخ کیا آپ نے ہی ان کے سفری اخراجات اٹھائے اور ان کے لیے معسکر تعمیر کیے۔ شیخؒ سعودی عرب سے بڑی تعداد میں سامان اور سرمایہ اکٹھا کر کے پاکستان آئے اور افغانی بھائیوں کے ساتھ جہاد میں حصہ لینے لگے۔ شیخؒ نے ایک بار افغانستان کے بارے میں کہا کہ "یہاں مسلمانوں کا جو حال ہے اس کے پیش نظر اس ملک میں ایک دن گزارنا عام مسجد میں ایک ہزار دن عبادت کرنے کے مترادف ہے"۔

مکتب الخدمات:

۱۹۸۰ء میں شیخ عبد اللہ عزامؒ نے پشاور میں یونی ورسٹی ٹاؤن میں مکتب الخدمات قائم کیا۔ جب کہ ۱۹۸۳ء میں شیخؒ نے بیت الانصار کے نام سے جہادی مجموعہ قائم کیا۔ شیخؒ مالی طور پر ان کے سب سے بڑے پشتی بان تھے۔ انہوں نے بہت سے گیسٹ ہاؤس کرائے پر لیے ہوئے تھے جہاں پر عرب سے آنے والے مجاہدین کو ٹھہرایا جاتا اور انہیں فکری و جسمانی تربیت دی جاتی۔ ۱۹۸۹ء میں جب شیخ عبد اللہ عزامؒ پشاور میں ایک کار بم دھماکے میں شہید کر دیے گئے تو عرب مجاہدین کے قائد کے طور پر شیخؒ کی شخصیت ابھر کر سامنے آئی۔

جہادِ افغانستان میں شیخؒ کی خدمات:

شیخؒ، جہاد بالمال اور جہاد بالسیف ساتھ ساتھ کرتے رہے، مشرقی افغانستان کے صوبے ننگرہار میں عرب مجاہدین کے مراکز میں جاکر تربیت بھی لی اور شریکِ قتال بھی ہوئے۔

ان مراکز نے سات سو کے قریب عرب اور افغان مجاہدین کو تربیت فراہم کی، جن مجاہدین سے بعد میں ہزاروں مجاہدین نے تربیت پائی۔ شیخؒ نے بنفس نفیس افغان جہاد میں مجاہدین کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔

ایک موقع پر جب روسی فوجی انہیں پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے تو وہ شیخؒ سے صرف ۳۰ میٹر دور تھے جب کہ اوپر سے بم باری اور ٹینکوں کی گولہ باری بھی ہو رہی تھی۔ ایک گولہ ان کے بالکل قریب آکر گرا لیکن پھٹا نہیں، بعد ازاں چار بم ان کے معسکر پر گرے لیکن وہ بھی نہیں پھٹے۔ شیخؒ میدان جہاد میں تین چار بار زخمی ہوئے، ایک بار بم کے کچھ ٹکڑے آپ کو لگے اور ایک بار آپ گھوڑے سے گرے، آپ کی ہڈی ٹوٹ گئی، پاکستان کے معروف آرتھوپیڈک سرجن ڈاکٹر عامر عزیز نے آپ کا علاج کیا اور اس 'جرم' کی پاداش میں ڈاکٹر عامر عزیز کو آئی ایس آئی اور سی آئی اے نے کئی ماہ تک گرفتار رکھا۔

شیخؒ کا کہنا تھا کہ وہ گولیوں اور بموں کی آوازوں سے خوف زدہ نہیں ہوتے بلکہ یہ تو ان کی پسندیدہ آوازیں ہیں کیونکہ تعمیراتی کاموں کے لیے وہ بچپن ہی سے پہاڑوں کو بارود اور بموں سے اڑانے کا کام بڑے شوق سے کرتے تھے۔ جب کہ گن چلانا ان کا بچپن کا شوق تھا۔

> "والد نے بچپن ہی سے دل میں صرف اللہ کا خوف بٹھا دیا تھا اس لیے ہم امریکہ، روس یا اسرائیل کو کچھ نہیں سمجھتے، ہم جب چاہیں ان کی نیندیں حرام کر سکتے ہیں"۔

جن دنوں وہ سوڈان میں رہ رہے تھے، شدید گرمی تھی لیکن وہ ایئر کنڈیشنڈ استعمال نہیں کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں آسان زندگی پسند نہیں، مجاہد کی زندگی جنگلوں، پہاڑوں، غاروں اور ریگستانوں میں گزرتی ہے۔ افغان جہاد میں وہ ایک جرأت مند کمانڈر مشہور تھے۔ پکتیا کے محاذ پر انہوں نے بڑی مشکل اور یادگار جنگ لڑی، کم اسلحہ اور کم نفری سے انہوں نے اس محاذ پر جنگ لڑ کر اسلامی فتوحات کی یاد تازہ کر دی۔ انہوں نے اس جنگ کے دوران شکست دے کر روسی جنرل سے 'اے۔کے ۷۴' رائفل غنیمت کر لی جو ان کے پاس ہمیشہ محفوظ رہی۔

شیخؒ نے انتہائی بلند پہاڑوں کے درمیان مجاہدین کے لیے سٹور، ڈپو اور ہسپتال تعمیر کیے۔ اس دوران وہ خود بلڈوزر چلاتے اور روسی ہیلی کاپٹروں کی زد میں آنے کا خطرہ مول لیتے۔ اس کے ساتھ ساتھ کلاشنکوف لے کر محاذوں پر لڑتے بھی۔

۱۹۸۶ء میں شیخؒ کا جاجی کے محاذ پر روسی فوج سے معرکہ بہت معروف ہے جس میں آپ نے پندرہ بیس عرب مجاہدین کے ساتھ روسی یلغار کا سامنا کیا اور ان کو ایک بھرپور مقابلے کے بعد شکست دی۔ ایک سال بعد شیخؒ نے شعبان کے مقام پر سوویت فوجوں کے خلاف

ایک لڑائی کی قیادت کی۔ اس لڑائی میں مجاہدین کو بہت سخت حالات کا سامنا کرنا پڑا، لڑائی میں دشمن بہت قریب تھا، مگر اس کے باوجود کئی گنا طاقت ور روسیوں کو علاقے سے باہر نکال دیا گیا۔ حمزہ محمد جو کہ افغانستان میں ایک فلسطینی مجاہد تھے 'بعد میں سوڈان میں بن لادن کمپنی کے ایک تعمیراتی پراجیکٹ کی دیکھ بھال پر مامور ہوگئے' کہتے ہیں:

''شیخؒ ہمارے لیے ایک ہیرو کی حیثیت رکھتے تھے، کیونکہ وہ ہمیشہ محاذ پر موجود رہتے سب سے آگے، انہوں نے نہ صرف اپنا مال خرچ کیا، بلکہ انہوں نے خود کو بھی حاضر کر دیا، وہ اپنا عالی شان محل چھوڑ کر غریب افغانوں اور عرب مجاہدین کے درمیان رہتے، وہ انہی کے ساتھ پکاتے اور انہی کے ساتھ کھاتے، ان کے ساتھ ہی خندقیں کھودتے''۔

جماعۃ قاعدۃ الجہاد:

جماعۃ قاعدۃ الجہاد جو مختصراً القاعدہ کے نام سے دنیا بھر میں جانی جاتی ہے 'کو ۹۰ء کے عشرے میں شیخؒ نے قائم کیا جو کہ اب پوری دنیا میں فتنے کے خاتمے، کلمۃ اللہ کی سربلندی اور دعوت منہاج النبویہ کے لئے جہاد کرنے والی تنظیم ہے۔ القاعدہ کو دیکھنے کا ایک اور انداز بھی ہے کہ اب یہ محض ایک تنظیم کے طور پر محدود نہیں رہی کہ جس کے کچھ بیعت یافتہ اراکین ہوں بلکہ یہ ایک منہج کا نام بن چکا ہے جہاں بھی کفار کے خلاف مزاحمت کا نام لیا جائے اور جہاں بھی کفار اور طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکارنے کا نام لیا جائے امت کے دفاع کا، امت کی طرف سے قتال کا تذکرہ آئے تو القاعدہ کا نام خود بخود سامنے آجاتا ہے تو جہاد اور القاعدہ دونوں لفظ لازم و ملزوم بن چکے ہیں - اور اس اعتبار سے بات کریں تو یہ محض ایک روایتی قسم کی تنظیم نہیں رہی بلکہ امت کی طرف سے جو بھی شرعی منہج کے مطابق قتال کرے گا وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں ہو خواہ کسی بھی نام سے کام کر رہا ہوں وہ القاعدہ ہی کے نام سے پہنچانا جائے گا۔

سعودی عرب واپسی اور امریکہ کی جزیرۃ العرب میں آمد:

۱۹۸۹ء میں بالآخر اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مجاہدین کی کوششیں رنگ لائیں۔ روسی افواج افغانستان سے پسپا ہو کر نکل گئیں۔ افغان مجاہد تنظیموں کی باہمی چپقلش کی وجہ سے شیخ بہت بے چین اور آزدہ خاطر رہتے تھے، اُنہوں نے اپنے تیئں تمام کوششیں کیں کہ روس کے خلاف جہاد کے ثمرات ضائع نہ ہونے پائیں اور افغان مجاہدین کی قیادت باہم شیر و شکر ہو کر شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کی جانب اپنی توجہات مبذول کریں لیکن اُنہیں اپنی کاوشوں میں قابل قدر کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ ان حالات میں شیخؒ سعودی عرب واپس چلے گئے۔ اس دوران میں شیخؒ کئی ممالک میں اسلامی جماعتوں اور جہادی مجموعات کی مالی معاونت کرتے رہے۔ جن میں مصر، الجزائر، تیونس، یمن، فلپائن اور دیگر ممالک شامل تھے۔

اسی دوران میں ۱۹۹۰ء میں عراق کویت تنازعہ کو بنیاد بنا کر امریکہ نے اپنی فوجیں سرزمین حرمین میں اتار دیں۔ شیخؒ نے امریکی افواج کی جزیرۃ العرب آمد کے خلاف بھرپور انداز میں آواز اٹھائی۔

آپؒ نے سعودی شاہی خاندان کے فرمانرواشاہ فہد کو پیش کش کی کہ اگر امریکہ کی مدد لینے سے انکار کر دیا جائے تو مجاہدین اللہ کی مدد کے سہارے عراقی فوجوں کا بخوبی مقابلہ کر سکتے ہیں اور اُنہیں شکست سے دوچار کر سکتے ہیں۔ لیکن شاہ فہد نے شیخؒ کی اس پیش کش پر کان دھرنے کی بجائے امریکہ کی گود میں ہی جائے پناہ تلاش کرنے کو ضروری سمجھا۔ نتیجتاً شیخؒ نے اس اقدام کے خلاف عامۃ المسلمین کو بیدار کرنے کا بیڑہ اٹھایا، آپؒ نے شہر شہر جا کر مساجد میں اپنے خطابات اور بیانات کے ذریعے مسلمانوں کو اس خطرے کا ادراک کروایا۔ علمائے کرام کو اس اہم شرعی مسئلے کے حوالے سے میدانِ عمل میں نکالنے کے لیے آپ نے جدوجہد کی اور جزیرۃ العرب میں صلیبی افواج کی موجودگی کے خلاف پانچ سو سے زائد علما کے دستخطوں سے ایک فتویٰ جاری کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہی سرگرمیوں کے باعث ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۱ء تک ان کا پاسپورٹ سرکاری تحویل میں رہا۔ شیخؒ فرماتے تھے:

''روس کمیونسٹ بلاک کا سر تھا، روس کے ٹوٹنے سے مشرقی یورپ میں کمیونزم ختم ہو گیا۔ اگر امریکہ کا سر کاٹ دیا جائے تو عرب بادشاہتیں ختم ہو سکتی ہیں، امریکہ کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ مقدس سرزمین میں داخل ہو گیا، ایک لاکھ ۲۰ ہزار فوجی سعودی عرب میں کس کے خلاف لڑائی میں مصروف ہیں؟ مسلمانوں کی غیرت کہاں ہے؟ کیا وہ اپنے کعبہ کی حفاظت خود نہیں کر سکتے؟ بعثت نبویؐ سے پہلے مکہ پر ابرہہ نے حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کو بھیجا تھا جنہوں نے کنکریاں گرا کر ابرہہ کے لشکر تو تباہ کیا۔ آج ایک ارب مسلمان موجود ہیں، اب ابابیلیں نہیں آئیں گی، مسلمانوں کو خود اٹھنا ہو گا، مسلمان وائٹ ہاؤس کی بجائے کعبۃ اللہ کی فکر کریں''۔

شیخؒ نے ۱۹۹۱ء تک اس بات کا انتظار کیا کہ امریکی افواج واپس چلی جائیں مگر اس ڈیڑھ برس میں انہیں اندازہ ہوا کہ حکومت کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ امریکی افواج کو سعودی عرب سے باہر نکال سکے۔ چنانچہ انہوں نے سعودی عرب سے ہجرت کرنے کا فیصلہ کیا۔ بلادِ حرمین میں یہود و نصاریٰ کو لانے کے فیصلے پر حکومت پر تنقید کرنے کی وجہ سے ان کو نظر بند کر دیا گیا تھا۔

انہوں نے اپنے ایک بھائی سے جو کہ شاہ فہد کے قریب تھے، کہا کہ وہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں پاکستان جانا چاہتے ہیں۔ ان کے بھائی کی نائب وزیر داخلہ شہزادہ احمد سے گہری دوستی تھی۔ تاہم وزیر داخلہ شہزادہ نائف سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ جب وزیر داخلہ

شہزادہ نائف غیر ملکی دورے پر گیا تو قائم مقام وزیر داخلہ شہزادہ احمد نے شیخؒ کی نقل و حرکت پر پابندی ختم کر دی۔ شیخ اپریل ۱۹۹۱ء میں سعودی عرب سے پاکستان اور پھر افغانستان پہنچ گئے۔ افغانستان میں اس وقت مجاہدین آپس میں دست و گریبان تھے۔ شیخؒ نے ان کی صلح کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ آخر کار انہوں نے سوڈان جانے کا فیصلہ کر لیا۔

سوڈان میں پانچ سال قیام:

سوڈان کے رہ نما حسن الترابی نے ۱۹۹۱ء میں خرطوم میں شیخؒ کا استقبال کیا۔ وہ عرب مجاہدین جو افغان جہاد میں شیخؒ کے ساتھ تھے انہوں نے بھی سوڈان کا رُخ کیا اور ان کی کمپنیوں میں ملازمت کر لی۔ اس وقت جنرل عمر البشیر کو فوجی انقلاب کے ذریعے اقتدار سنبھالے دو برس ہوئے تھے۔ حسن الترابی کی جماعت عمر بشیر کی حکومت کی حامی تھی۔ شیخ نے سوڈان میں ۵ سال قیام کیا، آخر کار سوڈان کی حکومت نے امریکی دباؤ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے اور شیخؒ سے درخواست کی کہ وہ سوڈان کو چھوڑ دیں۔

افغانستان واپسی:

۱۹۹۶ء میں شیخؒ نے اپنے خاندان کے ساتھ افغانستان ہجرت کی۔ افغانستان میں ان دنوں سابقہ جہادی رہ نما اقتدار سے محروم ہو کر شمالی علاقے تک محدود تھے اور طالبان عالیشان اقتدار سنبھال رہے تھے۔

امریکہ کے خلاف اعلانِ جہاد اور مسجد اقصیٰ کی آزادی:

شیخؒ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ دنیا بھر میں بالعموم اور فلسطین میں بالخصوص مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی پشت پناہی امریکہ کر رہا ہے۔ اس لیے القاعدہ دنیا کے مختلف حصوں میں امریکی اہداف کو وقتاً فوقتاً نشانہ بناتی رہی۔ فلسطین اور لبنان میں مسلمانوں کے قتل عام، دو مقدس مقامات پر امریکی قبضے، ملکی وسائل پر مغربی قبضے، سعودیہ کی بگڑتی ہوئی صورت حال خصوصاً علما اور مجاہدین کی گرفتاریوں کے سبب، شیخؒ نے ۱۹۹۶ء میں امریکہ کے خلاف باقاعدہ اعلانِ جہاد کیا۔ ۲۶ اگست ۱۹۹۶ء کو انہوں نے اپنا پہلا بیان جاری کیا، جس کا عنوان تھا "اسامہ بن محمد بن لادن کی طرف سے اعلانِ جہاد"۔ اس بیان میں امریکی فوج کے لیے وارننگ تھی کہ وہ سرزمین مقدس کو فوری طور پر چھوڑ جائیں ورنہ ان کے خلاف وہی مجاہدین اٹھ کھڑے ہوں گے جنہوں نے پہلے روسی افواج کو شکست دی تھی۔

شیخؒ اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ عالم اسلام کا اصل مسئلہ بیت المقدس کا پنجۂ یہود میں ہونا اور مسلمان ملکوں میں امریکی مداخلت ہے۔ اگر امریکہ کمزور ہو جائے تو خلیجی ممالک کے حکام خود بخود کمزور ہو جائیں گے اور اس کا حل مسلم اکثریت والے خطوں میں امریکی مفادات کے خلاف مسلح جہاد ہے۔

نائن الیون اور شیخ کی شخصیت کا عروج:

گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ اس وقت اپنی تاریخ کی بدترین شکست سے دوچار ہوا جب واشنگٹن میں امریکی محکمہ دفاع پینٹا گون کی عمارت اور نیو یارک میں تجارتی مرکز ورلڈ ٹریڈ سینٹر سے تین طیارے ٹکرا دیے گئے اور محکمہ خارجہ (اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ) کے باہر کار بم دھماکا ہوا۔ امریکا میں ہونے والے ان فدائی حملوں کے باعث ہزاروں امریکی ہلاک اور اتنے ہی زخمی ہوئے جب کہ اربوں ڈالر کا نقصان ہوا۔ ملک کے تمام ہوائی اڈے بند کر دیئے گئے اور وائٹ ہاؤس سمیت اہم سرکاری عمارتیں خالی کرا لی گئیں۔

امریکہ پر حملوں کی جو منصوبہ بندی شیخؒ نے کی اس میں انہوں نے امریکہ پر چار سے زیادہ طیّاروں کے ذریعے سے حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ امریکہ پانچ، چھ یا دس طیّاروں کی مار نہیں، لیکن اُنہوں نے حملہ کرنے میں جلدی کی، اِس کی دو وجوہات تھیں۔

1. شیخؒ جان چکے تھے کہ امریکہ، افغانستان پر حملے کی منصوبہ بندی کر چکا ہے، اس لیے شیخؒ نے چاہا کہ اس پر پہلے ہی اچانک حملہ کر کے اسے رسوا کر دیں۔
2. فلسطین کی صورت حال پر شیخؒ انتہائی رنجیدہ تھے، اس لیے انہوں نے جلدی حملہ کیا۔ اور امریکہ پر چار طیاروں کے ذریعے حملہ کرنے میں مصلحت جانی اور بقیہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مشیت پر چھوڑ دیا۔ اُنہیں علم ہوا کہ فلسطین کی خواتین، اُن کی تصاویر اٹھا کر سڑکوں پر آگئی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ: "اسامہ تیرا وعدہ کہاں ہے؟"۔

اِس واقعے پر اُنہیں شدید غم ہوا اور تین دن تک اُنہوں نے کسی سے بات تک نہیں کی۔ اِس کے کچھ ہی دنوں بعد ستمبر کے مبارک واقعات پیش آئے، ان واقعات پر امت مسلمہ میں سب سے زیادہ خوشی کا اعلانیہ اظہار فلسطینیوں نے ہی ہوائی فائرنگ، مبارک سلامت اور مٹھائیوں کی تقسیم کے ذریعے کیا۔ پھر اُنہوں نے فلسطینیوں کی مدد کے حوالے سے اپنی وہ مشہور قسم اُٹھائی کہ جو کئی سال گزرنے کے باوجود بھی یادگار ہے۔

ستمبر کے مبارک واقعات سے پہلے مصر کے جوہری سائنس دانوں میں سے ایک کی ذمہ داری تھی کہ وہ ایٹمی اسلحہ کی تیاری کرے اور اِس کے لوازمات خریدے۔ شیخؒ نے اِس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے بہت سی رقم خرچ کی تھی اور اِن مصری ایٹمی سائنس دانوں نے ایک چھوٹے سے ایٹم بم کو پھاڑنے کا تجربہ بھی کیا تھا۔ اِس ایک چھوٹے سے ایٹم بم نے بہت ہی بڑا اور تباہ کُن دھماکہ کیا تھا، جس نے مجاہدین کی قیادت کو خوش کر دیا تھا۔ شیخؒ بذاتِ خود اِس منصوبے کا مرحلہ وار جائزہ لیتے رہے۔

گیارہ ستمبر کے نتیجے میں وہ سب کچھ عیاں ہو گیا جو پہلے صرف مخصوص لوگوں کو ہی معلوم تھا کہ اسلام کے ازلی دشمن یہود اور نصاریٰ ہیں، عالم اسلام میں موجود برسر اقتدار طبقہ در اصل امریکہ کا منظور نظر ہے اور ان کے مسلسل اقتدار میں رہنے کی وجہ بھی امریکہ کی

پشت پناہی ہے، مسلم خطوں میں بالعموم اور خلیجی ریاستوں میں بالخصوص امریکہ کے فضائی اور بحری اڈے موجود ہیں، مسلم ممالک میں بر سر اقتدار طبقہ اور یہاں کی فوجیں امریکہ سے حد درجے خائف ہیں اور یہ کسی صورت میں اپنا دفاع کرنے کے لیے ہاتھ پیر نہیں ماریں گے۔

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد شیخؒ کو عالمی شہرت ملی اور انہیں امریکہ کے ایک مضبوط حریف کے طور پر جانا جانے لگا۔ امریکہ نے ان کی گرفتاری یا شہادت پر پچیس ملین ڈالر انعام کا اعلان کیا۔ امریکہ نے انہیں دہشت گرد کے طور پر متعارف کروایا مگر عالم اسلام نے انہیں ایک عظیم قائد اور مجاہد کی حیثیت دی۔ وہ پوری دنیائے اسلام کے ان مسلمانوں کے محبوب بن گئے جو اسلام کے غلبے کی خواہش رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بے بسی پر غم زدہ ہوتے ہیں۔ گیارہ ستمبر کے بعد ہزاروں مسلمانوں نے القاعدہ میں شمولیت اختیار کی۔

شیخؒ کے اوصاف' اتباع سنت، حیا اور غیرت:

شیخؒ اپنی زندگی میں نہایت درجہ متبع سنت علیہ السلام تھے۔ جزیرۃ العرب کے مجاہدین کے امیر شیخ ابو بصیر ناصر الوحیشیؒ جو شیخؒ کے ذاتی محافظ بھی رہے، قسم کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں شیخؒ سے زیادہ سنت کا اتباع کرنے والا شخص نہیں دیکھا۔ جنہوں نے بھی شیخؒ کے ساتھ وقت گزارا وہ گواہی دیتے ہیں کہ شیخ بہت حیادار اور شرمیلے تھے۔ ساتھیوں سے بھی آنکھیں جھکا کر بہت دھیمے انداز میں بات کرتے تھے لیکن جب دینی غیرت کا معاملہ ہوتا تو چہرہ سرخ ہو جاتا اور آواز اونچی ہو جاتی۔ عرب صحافی عبد الباری عطوان کہتے ہیں کہ

> ”آج کل ہم عرب لوگوں میں اتنا عاجز اور منکسر المزاج فرد ہونا ناممکن ہے جتنا شیخؒ عاجز اور متواضع تھے“۔

صلیبی جنگ کے دس سالوں میں مجاہدین کی قیادت:

امریکہ کے افغانستان پر حملے کے دوران میں شیخؒ نے مجاہدین کی براہ راست قیادت کی۔ وہ محاذوں پر سب سے آگے ہوتے اور مجاہدین کا بہت زیادہ خیال رکھتے۔ شروع جنگ میں بمباری کے دوران میں شیخؒ تورابورا کے پہاڑوں سے سب سے آخر میں اُس وقت باہر آئے، جب اُنہیں اطمینان ہو گیا کہ سب مجاہد خیریت سے اُتر چکے ہیں اور خود مسلسل بمباری اور خطرے کا سامنا کرتے رہے، پھر جب سب خطرے سے دور ہو گئے، تو خود بھی باہر آ گئے۔

ان کا ایک مشہور قول ہے، جو وہ اُس وقت کہتے کہ جب کوئی ایسا فرد اُن کے پاس آتا جو پہلے لڑائی کے میدان میں نہیں اترا ہوتا تھا۔ وہ اُن سے کہنے لگتا کہ اگر آپ اِس طرح کرتے یا اُس طرح نہ کرتے، تو بہتر تھا؟ تو شیخؒ اُسے ایک انتہائی اہم جملہ کہتے کہ جو آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہے۔ وہ فرماتے کہ:

> ”جہاد اسلام کی چوٹی کا عمل اور جو چوٹی کے نیچے ہوتا ہے، وہ اپنے نیچے سب کچھ واضح طور پر دیکھ سکتا ہے۔ جبکہ جو نیچے ہوتا ہے، وہ ایسا نہیں کر سکتا“۔

مجاہدین کو اطاعت امیر کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے:

> ”اگر میں مر جاؤں یا قتل کر دیا جاؤں، تو تم میں سے کسی کی بھی مجھ سے محبت، اُسے اِس راستے کو چھوڑ دینے پر آمادہ نہ کرے بلکہ تم پر جو امیر بھی بنایا جائے، اُس کی بات سنو اور اطاعت کرو“۔

افغانستان پر صلیبی یلغار کے شروع میں جب مجاہدین (تورابورا) کے غاروں میں چلے گئے، تو شیخؒ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بچھو اس خندق نما غار میں آ گرا ہے، جس میں وہ خود موجود ہیں۔ نیند سے بیدار ہوتے ہی آپ نے اِس خندق کو چھوڑ دیا اور اِس کے دو یا تین دن بعد ہی طیّاروں نے اس خندق پر بمباری کر کے اسے تباہ کر دیا۔ یہ بم باری اس وجہ سے ہوئی کہ ایک منافق نے وہاں چِپ (سِم) پھینک دی تھی، جو کہ طیّاروں کی رہنمائی کرتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے بندے شیخ اُسامہؒ کی حفاظت فرمائی۔

شیخؒ نے نہ صرف افغانستان کے محاذ پر صلیبی جنگ کے مقابل مجاہدین کی قیادت کی بلکہ پوری دنیا میں صلیبی اہداف کو نشانہ بنانے کے لیے موثر حکمت عملی ترتیب دی۔ ان کی قیادت میں مجاہدین نے دنیا کے مختلف علاقوں میں صلیبی اور صیہونی افواج کو نشانہ بنایا۔

شیخ کی خواہشِ شہادت:

۱۹۹۸ء میں قندھار ایئرپورٹ کے قریب ایک خفیہ مقام پر انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے بار بار اپنی ممکنہ شہادت کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ

> ”مجھے علم ہے کہ میرا دشمن طاقت ور ہے لیکن میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ مجھے مار تو سکتے ہیں لیکن زندہ گرفتار نہیں کر سکتے۔ اگر میں مر بھی گیا تو امریکیوں کے خلاف جنگ ختم نہیں ہو گی میں اپنی گن میں آخری گولی تک لڑوں گا، شہادت میرا سب سے بڑا خواب ہے اور میری شہادت سے مزید اسامہ جنم لیں گے“۔

شیخؒ نے متعدد بار خود سے کیا گیا وعدہ پورا کیا اور کبھی ہتھیار نہیں ڈالے۔ بالآخر اللہ نے اپنے بندے کے وعدے کو سچ کر دکھایا اور آپ نے ۲ مئی ۲۰۱۱ء کو جام شہادت نوش کر لیا۔ شہادت کی وہ تمنا جس کے لیے انہوں نے اپنی شاہانہ زندگی چھوڑ کر سنگلاخ پہاڑوں کو مسکن بنایا، بتیس برس دنیا کے مختلف محاذوں پر سخت دشواریوں کا سامنا کرنے کے بعد بالآخر پوری ہوئی اور وہ اپنے رب سے اس حال میں ملے کہ ان کے تربیت یافتہ بے شمار مجاہدین' اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ شیخؒ کو انبیاء اور صالحین کے ساتھ ملائے اور جنت الفردوس میں ان کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆☆

شیخ اسامہؒ... تجدید و احیائے دین کی جدوجہد کا سنگِ میل

ڈاکٹر عبد اللہ محسن

۲ مئی ۲۰۱۹ء؛ شیخ اسامہؒ کی شہادت کو آٹھ سال مکمل ہو گئے۔ دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ اس بحث میں مگن ہیں کہ شیخ اسامہؒ کی شہادت کے بعد دنیا ایک "محفوظ جگہ" بن سکی یا نہیں؟ جواب خود ان پر بھی واضح ہے کہ کفار اور شرکین کے لیے دنیا مزید "غیر محفوظ" ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس حوالے سے اے بی سی نیوز کی رپورٹ قابلِ ذکر ہے جو بتاتی ہے کہ القاعدہ کے ۶۷ چوٹی کے ارکان کی ڈرون حملوں میں شہادت کے باوجود بھی اسامہؒ کے بعد بھی... القاعدہ ۶۰ ممالک میں اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہے۔

والفضل ما شھدت بہ الاعداء

البتہ اہل ایمان کسی بھی عمل کو لازماً اس کے نتائج کے ساتھ منتج کرنے کے عادی نہیں ہوتے، اصحاب الاخدود (سورہ البروج) تمام کے تمام شہید کر دیے گئے... کسی نبی کو آرے کے ساتھ چیز دیا گیا اور کسی کو مظلومیت کی حالت میں دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ اِن پاکباز ہستیوں کی شہادت کے بعد بھی کسی طاغوتِ وقت نے کہا ہو گا کہ 'دنیا اب محفوظ ہے!' یا 'دنیا کو فساد سے پاک کر دیا گیا' وغیرہ، لیکن کیا وہ ناکام ہوئے ؟؟؟

ہم اور آپ سب جانتے ہیں کہ ناکام اہل حق نہیں ہوتے ... بدنصیب تو اہل حق کو جھٹلا دینے والے ہوتے ہیں۔ سو اگر شیخ اسامہؒ اور ان کی جماعت بیک جنبش قلم صفحہ ہستی سے مٹادی جاتی تو بھی یہ حق و باطل کا معیار کبھی تھا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے کہ کس کے عمل نے دنیا میں کتنے نتائج دکھلائے... ہاں ایسا ضرور ہے کہ اللہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، اس کی مشیت ہو تو دنیا میں بھی نتائج دکھلاتا ہے، جب کہ اصل اجر جو انتظار کر رہا ہے، آخرت کا اجر ہے۔

ولاجر الاخرۃ خیر ولنعم دار المتقین

اس لیے یہ محض نتائج کی بحث کرنا اور حق و باطل کو اسی پیمانے سے پرکھنا مادیت پرستوں کا کام ہے۔ دنیا یہ کام کر رہی ہے اور مالک کائنات ان کے خود ساختہ پیمانوں کے تحت بھی ان کو ذلیل و رسوا دکھا رہے ہیں۔ آیئے ہم ایک اور زاویے سے جائزہ لیتے ہیں؛ یہ ہے امت میں تجدید و احیائے دین کا زاویہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ اس امت میں ایسی پاک باز ہستیاں پیدا فرماتا رہے گا جو دین کی حقیقت پر پڑے جاہلیت کے گرد و غبار کو صاف کر کے لوگوں کے دل و دماغ پر اسلام کے چشمہ صافی کو بالکل واضح کر کے دکھلانے کا کام انجام دیتے رہیں گے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ، امام غزالیؒ، امام ابن تیمیہؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ اور مجدد الف ثانیؒ اسی سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں۔ بیسویں صدی میں خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے کے بعد مختلف شعبوں میں تجدیدی کام کے لیے رجالِ کار کھڑے ہوئے، انہی میں ایک شعبہ عمل جہاد کی تجدید کا تھا جس کے چھوڑنے کے نتیجے میں امت بزدلی اور ادبار کی ان اتھاہ گہرائیوں میں جا گری جس کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پانی کی سطح پر تیرتے بے وزن خس و خاشاک سے تشبیہ دی گئی ہے۔ چنانچہ مختلف خطوں میں عمل جہاد کے احیا کے لیے تحریکیں کھڑی ہوئیں، سوڈان میں مہدی سوڈانی، لیبیا میں سنوسی تحریک اور انڈونیشیا ملائیشیا کی تحریکات... لیکن اکثر مساعی استعمار سے ظاہری آزادی پر اختتام پذیر ہو گئیں اور گورے طاغوتوں کے کالے عبادت گزاروں (عباد الطاغوت) نے انہی کے نظام مسلم ممالک پر مسلط رکھے۔

ستر اور اسی کی دہائی میں افغان جہاد کا موقع آیا تو اللہ نے شیخ عبد اللہ عزامؒ کے ہاتھوں پر امت میں عمل جہاد کی تجدید فرمائی۔ شرق و غرب میں روح جہاد دوڑنے لگی اور امت کے پیر و جواں بے تاب ہونے لگے۔ شیخ اسامہؒ کی نسبت شیخ عبد اللہ عزامؒ کے ساتھ ویسی ہی ہے جیسی نورالدین زنگیؒ سے صلاح الدین ایوبیؒ یا سید احمد شہید کے ساتھ شاہ اسماعیل شہیدؒ کی نسبت!

چنانچہ شیخ عبد اللہ عزامؒ نے احیاء جہاد کا جو عَلم اکنافِ عالم میں بلند کیا، اللہ نے شیخ اسامہؒ اور ان کے زیر قیادت اللہ کے سپاہیوں کے ہاتھ پر مشرق و مغرب میں اس کو عملی صورت میں ظہور پذیر فرما دیا۔ یہ شیخ اسامہؒ کا اعزاز ہے! اور یہ شیخ کا اصل کارنامہ ہے کہ عمل جہاد کی اس رَو کو کامیابی کے ساتھ نہ صرف طاغوتِ اکبر کے خلاف بلکہ ان نام نہاد کلمہ گو طاغوتوں کے خلاف بھی اللہ کی ودیعت کردہ تدبیر و بصیرت کے ساتھ امت کے جوانوں کے رگ و پے میں سرایت کرا دیا۔

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

شیخ عبد اللہ عزامؒ کی تحریر و تقریر میں جابجا عراق، شام، مصر و عرب و عجم کے 'کلمہ گو' طاغوتوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ مسلم دنیا کے طاغوتوں کے بارے میں کوئی غلط فہمی ان کے ہاں راہ نہیں پا سکی اور وہ برملا ان کو بے نقاب کیا کرتے۔ شیخ اسامہؒ نے ان کی فکر کو آگے بڑھاتے ہوئے اسلامی دنیا کو کالے انگریزوں سے نجات کے لیے عملی اقدامات کی طرف

راغب کیا۔ شیخ رحمہ اللہ کی فکر نے سکھایا کہ مصر و خلیج اور عرب و عجم کے مسلم علاقوں پر مسلط 'ہمارے' حکمران اور 'ہماری' افواج نہیں ہیں، یہ رائل آرمی اور امریکن آرمی کا حصہ ہیں جن کا موثر استعمال نفاذِ اسلام کے نہیں نفاذ کفر کے لیے ہی کیا جاتا ہے۔ آج وزیرستان سے شام تک یہ حقیقت ہر مسلمان پر عیاں ہے!

خاص خطۂ برصغیر میں توحید کی بہت سی جوانب اور اسلام کے بہت سے بنیادی تصورات شیخ اسامہؒ کی پاکیزہ دعوت کے نتیجے میں صاف ہوئے۔ توحید حاکمیت جو جمہوریت کے گرد غبار میں گم ہو چکی تھی، طاغوت کی شرعی حیثیت جس کا مفہوم شرعی سے زیادہ سیاسی بن چکا تھا، کلمہ گو طاغوتوں کی حقیقت جو فتنہ ارجاء کے سہارے اپنا کاروبار جاری رکھے ہوئے ہیں، عدالتوں میں ہونے والے کفریہ فیصلے جو اسلامی تنظیموں اور علماء کی مذمت سے خارج ہو چکے تھے، مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کا شرعی حکم جس پر زبانیں گنگ تھیں، الولاء والبراء، دوستی اور دشمنی کے اسلامی تصورات... یہ وہ خالص اسلامی مفاہیم ہیں جو اسلامی جہاد کی بنیاد ہیں اور جن کو جاہلیت بڑی کامیابی کے ساتھ گرد و غبار کی چادر اوڑھا چکی تھی، شیخ اسامہؒ کی دعوت سے ان مفاہیم کا از سر نو احیا ہوا۔

شیخ اسامہؒ اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ تھے کہ تحریکوں کا اپنے بنیادی نظریے سے رابطہ کس قدر ضروری ہے۔ بالخصوص اُس افراط و تفریط سے بچنے کے لیے جس کے مناظر ہم آج اپنے چاروں طرف دیکھ رہے ہیں۔ علمِ شرعی اسلامی تحریک کے بدن میں خون کی طرح ہے جس کے بغیر یا تو شیطان اُسے افراط و غلو کے راستے پر لے اُڑتا ہے یا پھر وہ حالات کی اسیر ہو کر عملاً طاغوت کی باندی بن جاتی ہے اور کلمہ حق مصلحت نما مداہنت کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ شیخ اسامہؒ نے تحریک جہاد میں اس بات کو عملاً راسخ کیا کہ اعتدال کا دامن تھامنا تبھی ممکن ہے جب علم سے پیہم واسطہ اور علماء سے مسلسل رابطہ و راہنمائی حاصل رہے۔ چنانچہ رابطے کی تمام تر مشکلات کے باوجود شیخ نے عالمی تحریکِ جہاد کو علما کی ہر ممکن راہنمائی سے سیراب کرنے کی کوشش کی۔

ہمارے ہاں عمومی جہادی تحریکوں میں علما کا ایک طرح کا استخفاف نظر آتا ہے جس سے شیخ اور ان کا مکتبِ فکر کوسوں دور ہیں۔ والحمد للہ۔ عالم عرب کے اَجل سلفی علما ہوں یا برصغیر میں احناف کے اکابرین علما، شیخ سبھی سے منسلک رہے، احوال شرعی میں ان کی راہنمائی سے مستفید ہوتے رہے اور احوال الواقع سے ان کے باخبر کرتے رہے۔ سرکاری جہادی تنظیموں میں دیکھا گیا ہے کہ علما موجود ہوں تو بھی برائے نام ہی ان کی رائے لی جاتی ہے، عملاً امرا یا کمان دان کی بات ہی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ جماعت القاعدہ میں ایک ایسی شرعی کمیٹی (لجنۃ الشرعیۃ) کا قیام عمل میں لایا گیا جو عملاً موثر ہے۔ کئی ایک چوٹی کی عسکری کارروائیاں صرف لجنۃ شرعیۃ کے علما کی طرف سے اعتراض آنے پر ترک کر دی گئیں۔ اس سلسلے میں کئی ایک واقعات معروف ہیں۔

شیخ اسامہؒ کے تجدیدی کام میں ایک بڑا اقدم جہاد کو طاغوت کے اثر و رسوخ سے آزاد کروانا ہے۔ شیخ رحمہ اللہ کو ادراک تھا کہ ہمارا مقابلہ طواغیت سے بھی ہے جیسے طاغوت اکبر امریکہ سے ہے۔ اس لیے ابتدا ہی سے جہاد کو خالص رکھنا ضروری ہے۔ بلاشبہ یہ راستہ آسان نہ تھا لیکن اسوہِ ابراہیمی یہ ہے کہ معبودانِ باطلہ کے ساتھ ان کے پجاریوں کے بھی برأت کا اعلان کیا جائے اور اسوہ ابراہیمی پر عمل آسان رہا ہی کب ہے! نتیجہ یہ ہے کہ بہت سی 'عمل پسند' تحریکیں اسلامی جہاد کے راستے سے دور وطنی مفادات کی دلالی کا ذریعہ اور خفیہ ایجنسیوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گئی ہیں جب کہ عالمی تحریکِ جہاد ابتدا سے تادمِ تحریر دارے درمے قدمے سخنے منزل کی طرف گامزن ہے۔ آج یہ بات کرنا بہت آسان ہے کہ جہاد ریاستوں کی پشت پناہی کے بغیر بھی ہو سکتا ہے اور خفیہ ایجنسیوں کی آشیر باد کے بغیر بھی لیکن اس راہ کو پاک صاف رکھنا آسان نہ تھا۔ خود شیخ اسامہؒ اگر 'سمجھوتوں' اور 'مفاہمت' کی زندگی گزارنا چاہتے تو راہیں بڑی کشادہ تھیں لیکن سب جھٹک دیا اور راہِ جہاد کو آلودہ نہ ہونے دیا۔ فی زمانہ عملِ جہاد کی کی تجدید کا یہ عظیم کام اللہ نے شیخ اسامہؒ سے لیا۔

شیخ اسامہؒ نے تکفیر و ارجاء کے مابین شیخ عزامؒ کے منہج کو آگے بڑھایا۔ بجائے اس کے کہ غالی تکفیریوں کی طرح عامۃ الناس کی تکفیر کر کے ہاتھ جھاڑ لیے جائیں، ان کو امت کا حصہ اور مظلوم و قابلِ تربیت قرار دیا۔ اسی طرح مختلف اسلامی تحریکوں کو غلطیوں اور انحرافات کے باوجود بدستور اپنا بھائی اور بازو ہی قرار دیا۔ نیکی میں اُن سے تعاون اور غلطی پر نصیحت کا منہج اختیار کرنے کی فکر آگے بڑھائی۔ خود اپنی تنظیم کا دامن شرک و رافضیت سے پاک رکھتے ہوئے اہلِ سنت کے تمام مکاتبِ فکر حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اہلحدیث، اِخوانی، سلفی سب کے لیے یوں کھلا رکھا کہ 'انما المؤمنون اخوۃ' کا عملی نمونہ پیش ہو گیا! یوں تکفیری فکر کو عملاً پنپنے کا موقع نہیں دیا۔ دوسری طرف عرصہ دراز سے مسلم ممالک میں غیر اللہ کا نظام و قانون نافذ کرنے والے طاغوتوں کی 'ہر ممکن اطاعت' سے بھی کھلا انکار کیا اور یوں تحریکِ جہاد کو جدید ارجاء کے اثرات سے پاک کیا جس کا لازمی نتیجہ کچھ

مقامی طاغوتوں کی چاکری اور اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد کے ثمرات کا انہیں کی گود میں جا گرنا ہوا کرتا ہے۔

مسلم ممالک پر مسلط حکمرانوں کے بارے میں شیخ اسامہؒ کا طرزِ فکر اور طرزِ عمل اہلِ سنت کے انصاف و اعتدال کے احیاء کا ایک اور نمونہ تھا۔ شیخ رحمہ اللہ نے ایک طرف مسلم سرزمینوں کے طاغوتوں کو 'کلین چٹ' اور 'ولی الامر' کے القابات دینے سے انکار کیا، ان کی حقیقت کو دنیائے اسلام پر واضح کیا اور دوسری طرف ساتھ ہی ساتھ امت اور مجاہدین کو حکمت و بصیرت کا سبق بھی دیا کہ مرتد و طاغوت حکمران اپنی جگہ سہی لیکن ان کی اصل جان اُسی چڑیا میں ہے جسے طاغوتِ اکبر امریکہ کہا جاتا ہے! امریکہ گر جائے گا تو یہ کٹھ پتلیاں ریت کی دیوار سے بھی زیادہ بودی ثابت ہوں گی، لیکن اگر اپنی توجہ غیر ضروری طور پر طاغوتِ اکبر امریکہ کے مقامی اور علاقائی کارندوں پر صرف کر دی گئی تو طاغوتِ اکبر کا قلع قمع نہ ہو سکے گا۔

اس لیے جب تک ضرورت نہ پڑے اصل دشمن پر ہی توجہ مرکوز رکھی جائے لیکن اگر طاغوتِ اکبر کے خلاف جنگ میں صورت حال ایسی ہو جائے کہ مقامی طواغیت ان کی ڈھال بن رہے ہوں اور کوئی دوسرا چارہ کار نہ رہے تو ان کو نشانہ بنانے میں آپ کو کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے۔ اِن کا تقدس کتاب اللہ اور سنت رسول کی کسی نص سے ثابت نہیں ہے!!

اب ملاحظہ فرمائیں کہ علاقائی طاغوت کا حکم بیان کرنے اور امت کو ان کی حقیقت کھول کھول کر سمجھانے اور شریعت میں ان کا حکم بیان کرنے میں بھی کوئی کمی نہیں ہے... جیسا کہ ہمیں اکثر داعی حضرات اور اہلِ علم کی ایک کثیر تعداد کے ہاں نظر آتا ہے کہ طواغیت کی حقیقت کا بیان ہی مفقود ہے...اور دوسری طرف حکمت کے باب میں بھی پوری تعلیماتِ شیخ اسامہؒ میں پورا فہم دیا جا رہا ہے کہ پرائمری ٹارگٹ یعنی اصل ہدف پر نظریں جمانا کتنا ضروری اور مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کتنا لازم ہے۔

فکرِ شیخ پر بات کی جائے تو موضوع بہت وسیع ہے اور اگر اصحابِ فکر اس جانب توجہ فرمائیں تو یہ موضوع ایک ضخیم کتاب کا متقاضی ہے، سرِ دست صرف ایک جہت کی طرف مزید اشارہ کیا جاتا ہے۔ شیخ اسامہؒ کی فکر کا ایک گوشہ یہ ہے کہ جماعت القاعدہ امت کو جگانے کے لیے ایک پرائمری چارج کی طرح ہیں جو خود تو چھوٹا سا ہوتا ہے لیکن ایک بڑے بارود کو پھٹاتا ہے۔ ہم امت کا ایک حصہ ہیں، کُل امت نہیں۔ ہم امت کو کامیابی کے رستے کی طرف بلانے والے ہیں اور یہی ہمارا کام ہے، اصل کام امت کا ہے کہ وہ آئے اور اس راستے پر چلے۔

شیخؒ کی فکر کے مطابق جہاد کا عمل' اصل ہے نہ کہ تنظیم یا جماعت۔ چنانچہ خیر میں تعاون ہم پر لازم ہے اگرچہ وہ القاعدہ سے باہر ہی کیوں نہ ہو اور لازم ہی نہیں ہے کہ ہر جہاد کرنے والا القاعدہ کے جھنڈے تلے جہاد کرے، اصل بات یہ ہے کہ منہج درست ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ اسامہؒ اپنی زندگی ہی میں ایک ہستی سے آگے بڑھ کو ایک فکر کا نام بن چکے تھے۔

آج بنگلہ دیش میں گستاخوں کو واصل جہنم کرنے والے القاعدہ کے کسی معسکر سے تربیت یافتہ ہوں یا نہ ہوں، شیخ کی فکر ان کی مشعل راہ ہے۔ مالی کے صحراؤں میں برسرِپیکار امت کے بیٹے ہوں یا کشمیر تا یورپ اور امریکہ 'فکرِ شیخ سے راہنمائی پانے والے مسلم نوجوان... چراغ سے چراغ جل رہا ہے، اولادِ ابراہیم آگ میں کودنے کے لیے تیار ہو رہی ہے... کہیں دور سے آواز آ رہی ہے 'اصحاب الاخدود کے اُس شیر خوار بچے کی' جو اپنی ماں کے کان میں کہہ رہا ہے 'ماں! کود جاؤ یہ آگ نہیں جنت ہے!'

ہم روحِ عصر ہیں ہمیں ناموں سے نہ پہچان
کل اور کسی نام سے آ جائیں گے ہم لوگ

حقیقت یہ ہے کہ بہت سے قابلِ قدر داعیانِ دین اور اسلامی تحریکوں نے بھی فکرِ شیخ اسامہؒ کو ایجابی طور پر توجہ نہیں دی اور بہت سوں نے تو سطحیت کی معراج سر کرتے ہوئے شیخ اسامہؒ کو محض ایک 'جذباتی نوجوان' ہی سمجھا جو ردِ عمل کا شکار ہو کر اندھادھند اقدامات کیے چلا جاتا ہو...

ظاہر ہے اس سے بڑی زیادتی اس عظیم شخصیت کے ساتھ اور کوئی نہیں ہو سکتی!! شیخ رحمہ اللہ کے ساتھ وابستگی کا درجہ عموماً فکری سے زیادہ جذباتی رہا ہے، حالانکہ شیخ کا فکری کارنامہ اس بات کا کہیں زیادہ مستحق ہے کہ اس کی طرف توجہ دی جائے اور اس کی روشنی میں راہِ عمل کے لیے راہنمائی اخذ کی جائے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ علمائے امت، داعیانِ دین، اسلامی تحریکوں اور ساری امت کو شیخ اسامہؒ کی تجدیدی کوششوں سے حقیقی معنوں میں فیض یاب ہونے والا بنا دے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے بارے میں میرے احساسات

معین الدین شامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنے محبوب شیخ اسامہ کے بارے میں کیا لکھا جائے؟

کچھ بھی تو نہیں لکھنے کو۔ کئی بار انسان بہت کچھ کہنا چاہتا ہے، لیکن کہہ نہیں پاتا۔ بولنا چاہتا ہے، لیکن زبان ساتھ نہیں دیتی۔ ہاں قلب کی حدّت اور جذبات کی گرمی، آنکھوں کی چمک یا اداسی کی صورت ان احساسات کی زباں ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی چشمِ دیدہ چشمے کی مانند ابلنے پر معلوم ہوتا ہے کہ احساسات کا ایک سمندر دل و دماغ میں ہے۔ خلق الانسان ضعیفاً، اللہ پاک نے انسان کو کمزور ہی پیدا فرمایا ہے۔ یہ اتنا کمزور ہے کہ نہ صرف اپنے احساسات و جذبات کو اپنی زبان سے بیان نہ کر سکنے کی قوت رکھتا ہے بلکہ آنسوؤں کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے بارے میں بھی کچھ ایسا ہی جذبہ دل میں امنڈ تا ہے۔

اس دو مئی کی صبح کو ہم وانا میں تھے۔ ابو عیسیٰ بھائی ہاتھ میں ریڈیو پکڑے آئے۔ ''یار! یہ خبیث لوگ کہتے ہیں کہ آج رات انہوں نے شیخ اسامہ کو ایبٹ آباد میں آپریشن کر کے شہید کر دیا ہے۔۔۔!'' وہ کسی عجیب سی کیفیت میں بول رہے تھے۔

''یہ کیا کہہ رہے ہیں؟''، شاید میں نے اپنے آپ سے سوال کیا یا پھر کچھ اتنا جلدی، اتنا کچھ ہو گیا تھا کہ سوال، جواب، خیال، سوچ یہ سب چیزیں کہیں محو ہی ہو گئی تھیں۔

میں نے بھی جلدی جلدی ریڈیو کھولا۔ فریکوئنسی ملانے لگا۔ نجانے کون سا ریڈیو اسٹیشن ملا۔ کوئی انجان سی، اجنبی زبان تھی۔ لیکن اپنا مطلب چند الفاظ میں سمجھا رہی تھی: ''اسامہ''، ''بن لادن''، ''القاعدہ''۔۔۔شاید واقعی کچھ ہو گیا تھا! دِل ڈوبنے لگا۔

غم ایسا تھا کہ کمرے میں داخل ہوا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ نہ آنکھوں میں آنسو تھے نہ جسم میں کسی بھی قسم کے ردعمل کی جان۔ پورا دن یونہی گزر گیا۔ شام تک شاید حادثہ دل تک پہنچا، دل نے دماغ کو اشارہ کیا اور آنسو بہہ نکلے۔

میرے ذہن میں شیخ رحمہ اللہ کی کئی تصاویر ہیں۔ پہلی تصویر ان کے بچپن کی ہے۔ موٹی موٹی آنکھیں، ذہانت بھری چمک، شاید کوئی درد بھی۔ ایک شہزادہ۔ دنیا کے امیر ترین گھرانوں میں سے ایک کا چشم و چراغ۔ چھوٹا سا اسامہ۔ شاید اپنے آپ سے بھی انجان اسامہ۔

پھر وہ افغانستان میں خود (لوہے کی ٹوپی) پہنے ہوئے نوجوان اسامہ کی تصویر۔ وہاں ایک جذبہ ہے۔ ایک عزم ہے۔ ایک عمل ہے۔ بر سرِ جہاد نوجوان اسامہ بن لادن۔

پھر کبھی وہ کسی بھاری مشین پر بیٹھے نظر آئے، کہیں مخابرہ (وائرلیس مواصلاتی سیٹ) تھامے، کہیں کسی کے پیر کے زخم پر ٹانکے لگاتے، کہیں غار میں کھانا کھاتے۔ پھر وہ عالمی صلیبی صہیونی محاذ کے خلاف محاذ بناتے کسی اخباری کانفرنس میں شیخ عاطف اور شیخ ایمن کے ساتھ دِکھے۔ کہیں بیٹے کی شادی میں ایسے مسکراتے نظر آئے کہ ان کی مسکراہٹ ہم سے دیکھنے والے عاشقوں کے لیے دل وروح کی راحت و تسکین کا عنوان ہوئی۔

بان کی کھڑی چارپائیوں کے ساتھ وہ ہمیں جلیل القدر صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرتِ کعب ابنِ مالک رضی اللہ کا قصہ سناتے نظر آئے۔ وہ ہمیں سمجھا رہے تھے کہ کھیتیاں بھی پکی ہوئی ہیں، شدید گرمی میں ٹھنڈے میٹھے دراز سائے بھی ہیں، ہمیں خوش کرنے والے گھر بھی ہیں، گھر والے بھی ہیں، دنیا اپنی تمام لذتوں کے ساتھ متوجہ بھی ہے، لیکن ساتھ ہی تبوک ایسا زمانہ بھی ہے۔ جہاد فرضِ عین ہے۔ شرافت و بزرگی، عزت و شرف کے متلاشیو! وہاں نہیں یہاں، بلادِ غرب میں نہیں، بلادِ شرق میں طلوع ہونے والے سِراجاً مّنیراً، صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین سے اہلِ صلیب کو نکالنے میں ذلت و رسوائی سے نجات پنہاں ہے۔ ان کی آواز میں درد تھا۔ وہ درد شاید اسامہ کی آواز سنے بغیر سمجھا جا ہی نہیں سکتا!

> اب اسامہ کو سمجھانے کے لیے جذبات و احساسات کی ضرورت ویسی نہیں رہی۔ منظر واضح ہو چکا ہے۔ کل کا روسی قبرستان آج امریکہ و یورپ کا قبرستان ٹھہرا ہے۔ روحِ جہاد، افغانستان سے پھیلتی ہوئی پاکستان میں آئی، ہندوستان میں داخل ہوئی، بنگلہ دیش پہنچی، برما گئی، انڈونیشیا کو گرمایا، فلپین کو سہارہ دیا، چین (سنکیانگ) میں نظر آئی، کوہ قاف و شیشان، عراق و شام، یمن و صومال، مالی و الجزائر۔۔۔شرق و غرب میں پھیلی۔

پھر وہ سر پر رومال اوڑھے، جبہ پہنے خطبۂ عید دیتے نظر آئے۔ اس عید کے خطبے میں اسامہ کی آواز رندی ہوئی تھی۔ یقیناً وہ راتوں کو روتا، ہلکان ہو رہا تھا۔ دن کو شمشیر زنی کی بھولی سنت ادا کرتے ہوئے، بھلا دیے گئے اک فرض کو نبھاتا تھا۔ اور اسی لیے اس کی آواز رندی ہوئی تھی۔ وہ لیل و نہار یہی صدا لگا رہا تھا، حی علیٰ الجہاد!

پھر وہ خوشخبریاں سناتے، مسکراتے نظر آئے۔ امت کو اصل سمجھا رہے تھے۔ آپ شجرۂ خبیثہ کی جڑ کاٹ دیجیے، یہ وحشت ناک درخت خود بخود سوکھ کر گر جائے گا۔ کہہ رہے تھے کہ مدد آنے والی ہے۔ آپ کے بھائی گئے ہوئے ہیں اور عنقریب فتح و ظفر کا سورج طلوع ہو گا۔

پھر صلیب کے جدید مرکز، امریکہ کے معاشی قلب، عسکری ہیڈ کوارٹر پر دو چار ابابیل گرتے نظر آئے۔ اللہ نے ان ابابیلوں کے ذریعے ورلڈ ٹریڈ سنٹروں اور پینٹا گانوں کا وہ حشر کروایا جو رہتی دنیا کے اہلِ ایمان کے سینوں کی ٹھنڈک ہے۔ پھر کفر جب اپنا کل ساز و سامان اور لاؤ لشکر لے کر اہلِ ایمان کے مقابلے کے لیے نکلا تو وہ اسامہ عزم و توکل کا مینار بنا تورہ بورہ کے پہاڑوں میں نظر آیا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ کفر کا سرغنہ امریکہ اور اس میں بسنے والے چین نہ دیکھ سکیں گے یہاں تک کہ ہم تمہاری شرارتوں اور لے پالک اولاد اسرائیلی شیطانوں سے فلسطین میں امن و سکون حاصل نہ کر لیں۔ وہ کہہ رہا تھا کہ تمہیں چین نہ ملے گا یہاں تک کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین سے کافر فوجیں نہ نکل جائیں۔

پھر اسامہ اپنی قسم کھا کر کہنے لگا کہ عزت تو اہلِ اسلام کے لیے ہی ہے۔ سلام کیا اور رخصت ہو گیا۔ اسے اپنی بات سمجھانے کے لیے لمبی چوڑی تقریر نہیں چاہیے تھی۔ عمل کے چار جہاز، انیس شہیدی شہ سوار، اور ایک پیغام! یہ کافی تھا۔ آج پندرہ برس ہو گئے کفر کی سرزمین ایک لمحے کو محفوظ نہ ہو سکی۔ یہ تو ممکن نہیں عیش سے تم رہو اور میری ملت، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت، اللہ کے بندے تمہارے ہاتھوں عذاب میں ہوں؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں! بڑھ رہے ہیں تمہارے قلعوں کی طرف، آگ کے کچھ بگولے، کچھ آتش فشاں، ہمتوں کے دھنی، جرأتوں کے نشاں، کچھ ابابیل ایسے شہیدی جواں...جو جلد ثابت کر دیں گے کہ تمہارے قلعے، قلعے نہیں یہ مٹی کا ڈھیر ہیں، کھایا ہوا بھوسا ہیں، مکڑی کا جالا ہیں!

پھر عرب کا شہزادہ، عجم میں بے گھر ہو گیا۔ غربت کی زندگی گزارنے لگا۔ اس کے عمل کا مقناطیس، لاکھوں نوجوانوں کو گھروں سے نکال لاتا رہا۔ اس کی آواز کے درد، آنکھوں کی چمک اور لبوں کی جنبش کے لاکھوں کروڑوں منتظر رہنے لگے۔

اب اسامہ کو سمجھانے کے لیے جذبات و احساسات کی ضرورت ویسی نہیں رہی۔ منظر واضح ہو چکا ہے۔ کل کا روسی قبرستان آج امریکہ و یورپ کا قبرستان ٹھہرا ہے۔ روحِ جہاد، افغانستان سے پھیلتی ہوئی پاکستان میں آئی، ہندوستان میں داخل ہوئی، بنگلہ دیش پہنچی، برما گئی، انڈونیشیا کو گرمایا، فلپین کو سہارہ دیا، چین (سنکیانگ) میں نظر آئی، کوہ قاف و شیشان، عراق و شام، یمن و صومال، مالی و الجزائر۔۔۔ شرق و غرب میں پھیلی۔ آج شاید ہی کوئی ہو جو نہ جانتا ہو کہ اسامہ کیا چاہتا تھا؟

چاہے کوئی اسامہ کو دہشت گرد کہے یا مجاہد۔ کوئی بھی نام دے مگر اسامہ کا عمل دنیا پر واضح کر چکا ہے کہ وہ کیا چاہتا تھا اور کیا کر گیا ہے اور آج اس کے لاکھوں بیٹے کیا کرنے والے ہیں! ہر ہر آدمی اپنے دل میں اسامہ کی باتوں کو سمجھنے والا اور چاہتے یا نہ چاہتے ہوئے قائل ہے!

وہ امت کو ایک بار پھر خلافت علی منہاج النبوۃ کے طریق پر ڈال گیا ہے۔

بس ایک احساس ہے۔ ایک شکوہ ہے۔ اپنے لوگوں سے جو روز کسی ابنِ قاسم، صلاح الدین ایوبی کے منتظر ہوتے ہیں۔ تمہارا صلاح الدین ایوبی اسامہ ہی تو تھا۔ ابنِ قاسم کا کام بن لادن ہی نے تو کیا۔ صلاح الدین ایوبی کو جانو، ابنِ قاسم کو سمجھو تو سمجھ میں آ جائے گا کہ اسامہ بن لادن کون تھا؟!

آپ سب اسامہ کے بارے میں ایک لمحے کو سوچئے گا۔ آپ کا احساس اور میرا احساس شاید ایک ہی ہو لیکن ہم دونوں ہی اس احساس کو بیان کرنے سے شاید قاصر ہیں۔

یا اللہ! ہم تجھ سے اچھا گمان کرتے ہیں۔ تُو ہمیں مثلِ اسامہ سعادت کی زندگی دے اور شہادت کی موت دے، آمین یا ربَّ العالمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ النبی۔

☆☆☆☆☆

نصرت دین میں ہمارا کردار

شہید شیخ یوسف العییری (رحمہ اللہ)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو جابروں پر غالب آنے والا اور مومنین کا ناصر و مددگار ہے۔ اللہ کے بھیجے گئے رسول محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل و اصحاب پر اللہ کی رحمتیں ہوں جو بہترین مجاہد، رحمۃ للعالمین اور ان لوگوں کے قائد ہیں جن کے اعضائے وضو قیامت کے روز چمک رہے ہوں گے۔

آج کل خصوصاً اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس جدید صلیبی جنگ کے شروع ہونے کے بعد بہت سے مسلمان یہ سوال کر رہے ہیں کہ ان حالات میں ہمارا کیا کردار ہونا چاہیے اور ہم دین کی نصرت کے لیے کیا کچھ کر سکتے ہیں؟

میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے سوالات کے جواب مسلمانوں کے پاس موجود ہیں کیونکہ ان سوالات کا بار بار تکرار ہوتا ہے۔ اور ان ایام میں تو یہ سوال بہت زیادہ دہرایا جارہا ہے۔ امت کے ساتھ پیش آنے والے ہر نئے واقعے اور ہر نئے زخم کے ساتھ یہ سوال اٹھتا ہے، اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون سا سبب ہے جس کی وجہ سے لوگ آج کے اس کفر و اسلام کے معرکے میں اپنی ذمہ داری سمجھنے سے قاصر ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مطالعہ کرنے والے ہر شخص پر مجرد 'جہاد کی آیات اور سنت کے نصوص پڑھنے سے ہی اس معرکے کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں واضح ہو جاتی ہیں۔

میں ہر مسلمان پر عائد ہونے والی ذمہ داری واضح کرنے کے لیے کتاب و سنت کے بہت سے نصوص سامنے رکھنے کے بجائے فقط ایک نص حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرنے پر اکتفا کروں گا۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بصیغہ امر واجبہ کے ہر مسلمان کے لیے ذمہ داری واضح کر دی ہے جس سے کسی بھی مکلف کو کسی بھی حالت میں چھوٹ نہیں ہے۔

امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں، حاکم نے اپنی مستدرک میں اور دارمی وغیرہ نے انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جَاهِدُوْا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ

”مشرکین سے جہاد کرو اپنے مالوں، جانوں اور زبان کے ساتھ“۔

نسائی کی روایت میں انفسکم (اپنی جانوں) کی جگہ ایدیکم (اپنے ہاتھوں) کا ذکر آیا ہے۔ حاکم کہتے ہیں یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ امام شوکانیؒ نیل الاوطار میں اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

> ”اس (حدیث) میں کفار کے ساتھ مال، ہاتھ اور زبان کے ساتھ جہاد کے واجب ہونے کی دلیل ہے۔ قرآن میں بہت سے مواقع پر مال و جان سے جہاد کا حکم ثابت ہے اور اس کا امر واجب ہونا ظاہر ہے“۔

یہاں میں حکمِ جہاد کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا کہ کب یہ فرض عین ہوتا ہے اور کب نہیں بلکہ میں صرف دشمن کے خلاف جہاد میں ہر مسلمان پر عائد ہونے والی ذمہ داری بیان کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیر نظر حدیث میں اس کا ذکر کیا ہے۔

کافر دشمن کے خلاف جہاد کے بنیادی طریقے:

پہلا طریقہ:

اپنی جان اور ہاتھوں کے ذریعے سے جہاد کرنا۔ یہ سب سے اعلیٰ مرتبے اور اکمل درجے کا جہاد ہے۔ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

> ”جب بھی کتاب و سنت کی نصوص میں لفظ جہاد کا مطلقاً ذکر ہو اور اس کے ساتھ مال اور جان کی قید یا اضافہ نہ ہو تو سلف کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد 'جہاد بالسیف' (تلوار کے ساتھ جہاد) ہی ہے“۔

جان کے ساتھ جہاد سب سے اعلیٰ مرتبے کا جہاد ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس پر کامل اجر کا وعدہ کیا ہے اور مومن سے جنت کا جو معاہدہ طے کیا ہے اس میں بھی سب سے پہلے جان کا ذکر ہے جیسا کہ سورہ توبہ میں آتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

”بے شک اللہ نے مومنین سے ان کی جانیں اور مال جنت کے بدلے خرید لی ہیں“۔

آیاتِ جہاد میں سے یہ وہ واحد آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے نفس کا ذکر مال سے پہلے کیا ہے۔ اس لیے کہ جب سودا مہنگا ہو تو یہ اس بات کا متقاضی ہو گا کہ قیمت بھی اسی طرح بھاری ہو۔

جہاد بالنفس بہت سے شعبوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ اہلِ ایمان پر رباط، مجاہدین کی تربیت اور میدان جنگ میں ان کے لیے مخبری کرنا وغیرہ واجب ہیں اور اسی طرح کی دیگر جسمانی مشقتیں جو ہر قدرت رکھنے والے مسلمان پر آج کے دور میں فرض عین ہیں۔ اس بات پر علما کا اجماع ہے، کیونکہ جب دشمن مسلمانوں کی سرزمین پر حملہ آور ہو جائے تو ہر ذی قدرت مسلمان پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

دوسرا طریقہ:

حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 'اموالکم' (تمہارے مال) کا ذکر کر کے جہاد میں شرکت کے ایک اور بنیادی طریقے کی جانب اشارہ کیا ہے۔ قرآن مجید میں جہاد کی آیات جہاں جہاں آتی ہیں ان میں متعدد مرتبہ جہاد بالمال کا ذکر ہے۔ اس کا ذکر عموماً جہاد بالنفس سے پہلے ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ جہاد بالنفس سے زیادہ افضل ہے۔

بلکہ یہ ترتیب اس لیے ہے کیونکہ جہاد بالمال' جہاد کی وہ قسم ہے جس کے لیے پوری امت کو مخاطب کیا گیا ہے۔ کیونکہ امت کے چند مردوں کے اکٹھے ہونے سے اشخاص کی کفایت ہو جاتی ہے لیکن مال کی کفایت اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک ساری کی ساری امت مل کر مجاہدین کے لیے مال نہ نکالے جو کہ جہاد کا سب سے بڑا سہارا ہے۔ اسی لیے قرآن میں جہاد بالمال کے وجوب کا تذکرہ جہاد بالنفس سے زیادہ ہے اور آیات جہاد میں اس کا تذکرہ اس لیے پہلے آتا ہے کیونکہ جہاد بالمال کے لیے ایک کثیر طبقے کو جس میں مرد، عورتیں، جوان، بوڑھے، چھوٹے، بڑے سب شامل ہیں مخاطب کیا جاتا ہے۔

جہاد بالمال کے لیے ضروری نہیں کہ بندۂ مومن کوئی بہت بڑی رقم دے۔ بلکہ وہ اتنا مال اللہ کی راہ میں دے دے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بری الذمہ ہو سکے۔ کیونکہ مقصد یہ ہے کہ جہاد بالمال کے فرض ہو جانے کے بعد اس فرض کو پورا کیا جائے۔ آپ اتنا مال دے دیں جس سے آپ کو اطمینان ہو جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے بری الذمہ ہو سکیں گے چاہے وہ قلیل مقدار میں ہی کیوں نہ ہو۔

احمد اور نسائی ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "ایک درہم ایک لاکھ سے سبقت لے گیا"۔ صحابہ نے عرض کیا: وہ کیسے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک آدمی کے پاس دو درہم ہوتے ہیں اور وہ ان میں سے ایک صدقہ کر دیتا ہے اور ایک آدمی کے پاس بہت سا مال و دولت ہوتا ہے اور وہ اس میں سے ایک لاکھ درہم صدقہ کر دیتا ہے"۔ (اس ایک درہم خرچ کرنے والے کا مرتبہ ایک لاکھ درہم خرچ کرنے والے سے زیادہ ہے)۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ مقدار یا کیفیت کی بنیاد پر صدقہ قبول نہیں کرتا۔ جیسے احمد اور ابو داؤد کی روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'جهد المقل' یعنی ایسے شخص کا صدقہ جو خود بھی محتاج ہو اور اس کے پاس بہت تھوڑا مال ہو۔

پس اللہ سے ڈریں اور اس کی راہ میں دل کھول کر خرچ کریں۔ صرف ایک مرتبہ نہیں بلکہ اپنی کمائی کا کچھ حصہ مستقل طور پر مجاہدین کے لیے مقرر کر دیں کیونکہ جنگ زور و شور سے جاری ہے اور مجاہدین کو آپ کے مال کی ضرورت ہے!

اس شخص کے لیے بھی جہاد بالمال کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں جس کے پاس کوئی آمدنی اور مال خرچ کرنے کے لیے نہ ہو۔ مثلاً یہ کہ وہ اہل ثروت، عورتوں، بچوں، عوام و خواص سب سے عطیات جمع کرے، اور جو مال جمع بھی نہ کر سکتا ہو وہ لوگوں کو جہاد بالمال کی ترغیب دے اور ان کو اس بات پر قائل کرے کہ جب ان سے مال طلب کیا جائے تو وہ بخیلی سے کام نہ لیں۔ جو لوگ مالیات کے شعبے میں ہوں ان کے لیے جہاد کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ کچھ رقم جمع کریں اور اس کو کسی کام میں لگا کر حاصل ہونے والی آمدنی مجاہدین کے لیے وقف کر دیں۔

اس کے علاوہ بھی جہاد بالمال کی بہت سی صورتیں ہیں۔ ان مثالوں سے ہمارا مقصد واضح ہو گیا کہ مسلمان اس فریضے کو سمجھیں اور کسی نہ کسی طرح اپنا حصہ ضرور ڈالیں۔

تیسرا طریقہ:

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے اہم ترین طریقوں میں سے جو طریقے بتائے ہیں ان میں سے ایک جہاد باللسان یعنی زبان سے جہاد کرنا بھی ہے اور بعض مواقع پر اس کی اہمیت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ یہ جان سے جہاد کرنے سے بھی زیادہ افضل ہو جاتا ہے۔ لیکن ہر وقت ایسا نہیں ہوتا بلکہ کسی کسی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "قریش کی ہجو کرو۔ کیونکہ یہ ان کے لیے تیروں کی بارش سے بھی زیادہ سخت ہے"۔

چنانچہ جہاد باللسان کا حکم بہت بڑا ہے۔ یہ جہاد کا پہلا مرحلہ ہے جو جسم و جان اور مال کے جہاد سے پہلے آتا ہے۔ کیونکہ قتال کے لیے تحریض زبان ہی سے ہوتی ہے اور مال سے جہاد پر بھی زبان ہی سے لوگوں کو ابھارا جاتا ہے۔ لہٰذا زبان بہت بنیادی کردار ادا کرتی ہے اور یہ جہاد کا وہ آسان سا طریقہ ہے جس پر تمام مکلفین عمل کر سکتے ہیں۔ پس ہر مکلف کو چاہیے کہ وہ زبان سے جہاد کو لازم پکڑ لے چاہے وہ کسی بھی طرح سے ہو۔

جہاد باللسان کی ایک صورت یہ ہے کہ اس صلیبی حملے اور استبداد کی حقیقت کھول کر بیان کی جائے جس نے دین اسلام پر حملہ کر کے اپنا اصل چہرہ دکھا دیا ہے۔ مجاہدین کی حمایت و نصرت کی جائے اور ان کی عزتوں کا دفاع کیا جائے۔ اپنے خاص ملنے والوں میں، اہل و عیال اور خاندان میں، عامۃ الناس کے درمیان ان کی مجالس میں، مساجد میں، دفاتر میں، درس گاہوں میں، غرض ہر جگہ اپنی زبان سے مجاہدین کی نصرت کی جائے۔ کیونکہ ہر مسلمان پر اپنی طاقت کے مطابق جہاد باللسان کرنا فرض ہے، اس کے لیے کسی خاص شرط کی قید نہیں۔ بلکہ اگر مکلف کوئی بھی ایسی بات کر سکتا ہو جس سے صلیبیوں کی اہانت ہوتی ہو اور مجاہدین کا دفاع ہوتا ہو تو اس پر یہ بات کرنا اور لوگوں کے درمیان اس کو بیان کرنا واجب ہو گا۔ واللہ اعلم

جہاد باللسان کی ایک دوسری صورت ایسے مواد کی تالیف اور نشر و اشاعت بھی ہو سکتی ہے جس سے لوگوں کو جہاد کے مختلف راستوں پر ابھارا جا سکے، چاہے یہ مواد کسی کتاب کی صورت میں ہو، ویڈیو ہو یا کتابچے پر مشتمل ہو۔ جو تصنیف و تالیف کا کام نہ کر سکتا ہو وہ تیار شدہ اشیا کو ہاتھ سے، فیکس کے یا ڈاک کے ذریعے زیادہ سے زیادہ پھیلائے۔ جہاد باللسان اخبارات میں مضامین لکھ کر، انٹرنیٹ پر کچھ نہ کچھ لکھ کر یا ای میل کے ذریعے ہزاروں

لوگوں تک پیغامات پہنچا کر بھی کیا جاسکتا ہے۔ یوں ہر ہر میدان میں اسلام کا دفاع ہو گا۔ جہاد باللسان کے اور بھی کئی طریقے ہو سکتے ہیں جن کی وضاحت کے لیے یہاں چند مثالیں بیان کی گئی ہیں۔ واللہ اعلم

چوتھا طریقہ:

دشمن سے جہاد کا ایک طریقہ جہاد بالقلب یعنی دل کا جہاد بھی ہے۔ یہ سب سے پہلا اور اہم ترین راستہ ہے لیکن میں نے اس کا ذکر چوتھے نمبر پر اس لیے کیا ہے کیونکہ جو حدیث ہم پڑھ رہے ہیں اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ لیکن یہ ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بغیر اسلام قابل قبول نہیں۔

دشمن کے خلاف جہاد بالقلب کے معنی واضح کرنے کے لیے قرآن وسنت میں بہت سے عمدہ نصوص ہیں۔ جہاد بالقلب کا سب سے پہلا معنی یہ ہے کہ کفار سے بغض و عناد رکھا جائے، ان کے معاونین اور ان کے عمل سے عداوت کی جائے اور ان کا اوران کے معبودانِ باطل کا انکار کیا جائے۔ کیونکہ جب کبھی انسان جہاد بالقلب سے دور ہو جاتا ہے اور دشمن کو عزت دیتا ہے تو اس عظیم رب کے کفر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ (المجادلۃ:۲۲)

”تم نہیں پاؤ گے اس قوم کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں سے دوستی کریں“۔

اور ملت ابراہیمؑ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَ مَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (ممتحنۃ:۴)

”تم لوگوں کے لیے ابراہیمؑ اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انھوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا: ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں کو جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بے زار ہیں۔ ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت ہو گئی اور بیر ہو گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لے آؤ“۔

سورہ بقرہ میں فرمایا:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا (آیت:۲۰۶)

”اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے“۔

اس بات کی دلیل کے لیے کہ دشمن کے خلاف جہاد بالقلب دین کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، بہت سی آیات موجود ہیں جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں۔

یہ ان ذمہ داریوں کی ایک سادہ اور مختصر سی وضاحت تھی جو آج کل کئی صدیوں سے جاری اس صلیبی جنگ میں ہر مسلمان مکلف کو سونپی گئی ہیں اور ان کا بار اس کے کندھوں پر ہے۔ وہ جنگ جس نے پیر، ۹ رجب ۱۴۲۲ھ کو امارت اسلامیہ افغانستان کے سقوط کے بعد سے شدّت اور زور پکڑ لیا ہے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ حد سے تجاوز کرنے والے ان کفار کی چالیں انہی پر الٹ دے، اپنے دین اور اپنے دوستوں کی نصرت کرے اور اپنا کلمہ بلند کر دے۔ آمین

خاتمہ: میں اس مضمون کا خاتمہ ایک چھوٹی سی تنبیہ کے ساتھ کروں گا کہ کوئی زیر غور حدیث کو دیکھ کر اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ ترتیب یعنی جہاد بالمال، جہاد بالنفس اور جہاد باللسان کو دیکھ کر یہ گمان نہ کرے کہ اس ترتیب میں اولیت بتائی گئی ہے۔ کیونکہ ان اقسام کے درمیان آنے والی واؤ اولیت کی ترتیب یا تقدیم پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صرف الفاظ کو جوڑنے کے لیے (حرفِ عطف) کے طور پر استعمال ہوئی ہے۔ درست ترتیب یہ ہے کہ پہلے جہاد بالقلب ہے، اس کے بعد جہاد بالنفس اور ان دونوں کے بعد جہاد بالمال اور جہاد باللسان۔ بعض اشخاص اور حالات کے اعتبار سے جہاد باللسان نفس سے پہلے آسکتا ہے یا مال نفس سے پہلے آسکتا ہے لیکن عمومی طور پر مذکورہ بالا ترتیب ہی نصوص قرآن وسنت کی روشنی میں زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

چنانچہ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے جہاد کے بارے میں سوال کرے گا، اگر اس نے کمی کی اور ادنیٰ صورت یعنی جہاد باللسان پر اکتفا کیا اور اعلیٰ صورت جہاد بالبدن (جسم و جان سے جہاد) کو چھوڑے رکھا تو یہ اس کو اپنی ذمہ داری سے مبرّا نہیں کرے گا۔ کیونکہ ادنیٰ جہاد کرنے سے اعلیٰ جہاد کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی۔

☆☆☆☆☆

توحیدِ حاکمیت

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

شیخ ایمن الظواہری کی کتاب رسالۃ فی تأکید تلازم الحاکمیۃ والتوحید کا اردو ترجمہ مجلہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شروع کیا جارہا ہے۔[ادارہ]

اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ان لوگوں کے خلاف تھا جو اپنی زندگی میں اسلامی شریعت کی حاکمیت کو قبول نہیں کرتے، اس لیے اس کے بعد ان حاکموں پر اللہ کا فیصلہ نازل ہوا جو اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے، یہ ایسا فیصلہ ہے جو تمام سماوی ادیان کے لیے ایک جیسا ہے۔ البتہ اس کی ابتدا تورات سے کی گئی۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَ الْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (المائدۃ: ۴۴-۴۵)

”بے شک ہم نے تورات نازل کی تھی جس میں ہدایت تھی اور نور تھا۔ تمام نبی جو اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار تھے، اسی کے مطابق یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے، اور تمام اللہ والے اور علما بھی (اسی پر عمل کرتے رہے) کیونکہ ان کو اللہ کی کتاب کا محافظ بنایا گیا تھا، اور وہ اس کے گواہ تھے۔ لہٰذا (اے یہودیو!) تم لوگوں سے نہ ڈرو، اور مجھ سے ڈرو، اور تھوڑی سی قیمت لینے کی خاطر میری آیتوں کا سودا نہ کیا کرو۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ لوگ کافر ہیں۔ اور ہم نے اس (تورات میں) ان کے لیے یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت۔ اور زخموں کا بھی (اسی طرح) بدلہ لیا جائے۔ ہاں جو شخص اس (بدلے) کو معاف کردے تو یہ اس کے لیے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ لوگ ظالم ہیں“۔

اللہ کی طرف سے آنے والا ہر دین پوری زندگی کے لیے ایک کامل منہج بن کر آیا۔ دین اس لیے آیا کہ وہ انسانی حیات کی قیادت کر کے اس کو منظم بنائے، اسے ایک نیا رخ دے دے اور اس کی حفاظت کرے، دین صرف باطن میں موجود ایک عقیدے کے طور پر نازل نہیں ہوا۔ اور نہ صرف عبادات کی ان چند اقسام کی شکل میں جو مسجد و محراب میں ادا کی جاتی ہیں۔ یہ عقیدہ و عبادت 'دونوں انسانی زندگی کی ضرورت ہیں اور ان سے انسانی ضمیر کی تربیت ہوتی ہے، لیکن یہ دونوں انسانی زندگی کی قیادت و حفاظت کے لیے کافی نہیں ہیں جب تک عقیدے و عبادت کی اساس پر ایک نظامِ شریعت و قانون قائم نہ ہو، جو عملی طور پر لوگوں کی زندگی میں نافذ ہو، طاقت و قانون کی بنیاد پر لوگ جس کے پابند ہوں، اور اس کی مخالفت پر ان کا مؤاخذہ کیا جاتا ہو، اور اس پر سزائیں مقرر ہوں۔

دوسری طرف اقتدار جب تقسیم ہو جاتا ہے، اور قوت کے حصول کے مصادر متعدد بن جاتے ہیں، تو ایسے وقت میں ضمیر میں پوشیدہ اور شعائر و علامات میں بظاہر تو حاکمیت اللہ کے لیے سمجھی جاتی ہے لیکن نظام و قانون میں حقیقی قوت غیر اللہ کی ہوتی ہے۔ آخرت کی سزاؤں میں اختیار اللہ کا سمجھا جاتا ہے جبکہ دنیا کی سزاؤں میں اختیار غیر اللہ کا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں نفسِ انسانی' اقتدار کے دو مختلف سرچشموں میں بکھر کر منتشر ہو جاتا ہے، دو مختلف رُخ بن جاتے ہیں، اور دو مقابل نظام بن جاتے ہیں۔ اور پوری حیاتِ انسانی میں وہی فساد پھیل جاتا ہے جس کو اللہ نے ذکر کیا ہے کہ:

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء: ۲۲)

”اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ بھی دوسرے معبود ہوتے تو زمین و آسمان دونوں جگہ فساد برپا ہو جاتا“۔

دوسری جگہ یہ فرمایا:

وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْأَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ (المومنون: ۷۱)

”اگر حق ان کی خواہشات کی پیروی کرتا تو آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب میں فساد پھیل جاتا“۔

ایک جگہ صراحت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا:

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ(الجاثیۃ:۱۸)

''پھر (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں دین کی ایک خاص شریعت پر رکھا ہے، لہٰذا تم اسی کی پیروی کرو، اور اُن لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلنا جو حقیقت کا علم نہیں رکھتے''۔

تورات کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ

''یقیناً ہم نے تورات نازل کی ہے جس میں ہدایت اور روشنی ہے''۔

تورات صرف اس لیے نہیں اتاری گئی کہ وہ دلوں کے لیے ہی روشنی کا سامان ہو اور صرف عقیدہ وعبادات میں ہی اس سے روشنی حاصل کی جاتی ہو، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک کامل شریعت بھی تھی جو اللہ کے بتائے ہوئے منہج کے مطابق ایک حقیقی زندگی پر حاکم بھی تھی، اور اس منہج کے چوکھٹے میں یہ زندگی محفوظ تھی۔

تورات کے تذکرے کے سیاق میں اللہ تعالیٰ نے ایک مسلم جماعت کا ذکر کیا تاکہ ان کا رخ اللہ کی کتاب پر فیصلہ کرنے کی طرف کر دے، اور پھر اس میں جو جو رکاوٹیں در پیش ہوتی ہیں کہ لوگ مخالفت کرتے ہیں یہاں تک کہ جنگ پر بھی آمادہ ہو جاتے ہیں، ایسے موقع پر ہر وہ شخص جس پر اللہ کی کتاب کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس کے اوپر واجب قرار دیا گیا ہے کہ:

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ

''لوگوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو، اور میری آیتوں پر تھوڑی قیمت وصول نہ کرو، اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ کتاب کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہ کافر ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کو یقیناً علم تھا کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کی ہر زمانے اور ہر قوم میں لوگوں کی طرف سے مخالفت ممکن ہے، اور لوگوں کے نفوس اس کو خوشی اور رضامندی کے ساتھ قبول نہیں کریں گے۔ اس کے مقابلے میں بڑے سرکش اور متکبر و بااقتدار لوگ، موروثی طور پر قابض بادشاہ آئیں گے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کا منشا ہے کہ اُن سے جھوٹی الوہیت کی وہ چادر چھین جائے جس الوہیت کا اُنہیں دعویٰ ہوتا ہے، الوہیت وہ جو صرف اللہ کے لیے ہے۔ شریعت ان سے حق قانون سازی اور فیصلہ سازی کا اختیار لینا چاہتی ہے کیونکہ وہ لوگوں کے لیے ایسے قوانین وضع کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب کے مخالف ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ اصحابِ ثروت بھی اس کے مقابلے میں کھڑے ہوتے ہیں جن کی مالی مصلحت ظلم اور سود پر قائم ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادل شریعت ان کی ناجائز مصلحتوں کو باقی نہیں رہنے دیتی۔ اسی طرح باطل خواہشات والے، شہوات کے دلدادہ طبقات، فسق وفجور کے عادی لوگ بھی اس کا راستہ روکنے کے لیے سامنے آجاتے ہیں، کیونکہ اللہ کا دین ان کا ہاتھ پکڑ کر روکنا اور انہیں سزا دینا چاہتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف قسم کے گروہ، جماعتیں اور لوگ رکاوٹ بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ سب وہ ہوتے ہیں جنہیں خیر کی حکمرانی اور عدل وانصاف کا بول بالا ہونا پسند نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کو یقیناً علم تھا کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کو اپنے فیصلوں کا معیار بنانا ایسا عمل ہے جس کے راستے میں مختلف جہات سے رکاوٹیں پیش آسکتی ہیں، اللہ کی کتاب کی حفاظت کے ذمہ دار لوگوں 'جنہیں اللہ نے اس کتاب پر گواہ بنایا ہے' کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے مقابلے کے لیے ڈٹ کر کھڑے ہوں، اور اس کے لیے مالی وجانی تکالیف برداشت کریں، کیونکہ اسی ذاتِ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لوگوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو''۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی میں یہ بات بھی تھی کہ کتاب اللہ کی حفاظت کے ذمہ دار بعض وہ لوگ بھی ہوں گے جنہیں دنیا کی طمع راستے سے پھسلا سکتی ہے، اسی لیے انہیں ارشاد ہوا: ''اور تھوڑی سی قیمت لینے کی خاطر میری آیتوں کا سودا نہ کیا کرو''۔

یہ قیمت خاموشی کی بھی ہو سکتی ہے، تحریف کی بھی ہو سکتی ہے اور ان فتاویٰ کی بھی ہو سکتی ہے جنہیں اس مسئلے میں مداخلت کا ذریعہ بنایا جاتا ہے، اور حقیقت میں یہ ساری قیمت قلیل ہی ہے اگرچہ پوری دنیا کا مالک کیوں نہ بنے، چہ جائیکہ وہ ماہانہ ملنے والی کچھ تنخواہ ہو، ملازمت ہو، اور سرکار کی جانب سے ملنے والے کچھ القابات ہوں، یا اس جیسے چھوٹی چھوٹی مصلحتیں، جن کے ذریعے دین بیچا جاتا ہے، اور بدلے میں یقینی جہنم مل جاتی ہے۔

امین شخص کی خیانت سے زیادہ کوئی بری حرکت نہیں ہے، حفاظت کے ذمہ دار آدمی کی کوتاہی سے زیادہ کوئی بدنما اور بگڑا ہوا کام نہیں ہے، اور گواہ بنائے گئے شخص کے جھوٹ سے زیادہ کوئی خسیس حرکت نہیں ہے۔ وہ لوگ جنہیں 'دین دار' کہا جاتا ہے اس مسئلے میں اسی قسم کے لوگ خیانت کرتے ہیں، کوتاہی کے مرتکب اور جھوٹے بن جاتے ہیں۔ اللہ کی شریعت کی حاکمیت کے لیے کسی بھی طرح کام کرنے سے عاجز بن جاتے ہیں۔ اللہ کے کلام میں تحریف کرتے ہیں، کتاب اللہ کی قیمت پر یہ لوگ حاکم کی خواہش کی موافقت حاصل کرتے ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ

''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ لوگ کافر ہیں''۔

اسی قطعیت اور فیصلہ کن انداز کے ساتھ، اور اس عموم کے ساتھ کو اس جملہ شرطیہ میں موجود ہے، جو زمان و مکان کی حدود سے ماورا ہے، اور ایک حکم عام کو شامل ہے، ہر اس شخص کو جو اللہ کی نازل کردہ کتاب کے مطابق فیصلہ نہ کرے، چاہے وہ کسی بھی نسل سے تعلق رکھتا ہو اور کسی بھی قوم و قبیلے کی جانب منسوب ہو۔

تورات کی شریعت کے اس پہلو کو سامنے لانے کے بعد جو قرآنی شریعت کا بھی حصہ ہے، ایک عام حکم نازل کیا گیا کہ:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں''۔

اس کا اسلوب عام ہے، اس حکم میں بھی کوئی تخصیص نہیں ہے، البتہ یہاں جو صفت بیان کی گئی ہے وہ ہے ''ظالم ہونا'' ہے۔ اس نئی صفت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ دوسری حالت ہے، اور کفر والی حالت دوسری ہے۔ بلکہ ظالم ہونا کفر کے اوپر مزید صفت کا اضافہ ہے۔ اس اعتبار سے یہ کافر ہیں کہ یہ اللہ کی الوہیت کے منکر ہیں، حقِ قانون سازی بندوں کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں، اس اعتبار سے وہ گویا انسانوں کے لیے الوہیت کے مدعی ہوتے ہیں۔ اور ظالم یہ اس لحاظ سے ہیں کہ یہ شریعتِ خداوندی کے علاوہ دوسری شریعتوں پر لوگوں کو چلانا چاہتے ہیں۔ ایسی شریعت جو ان کے حالات و مصلحت کے موافق ہو۔ مزید برآں اپنے اوپر بھی ظلم کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ اپنے آپ کو بھی ہلاکت کی کھائیوں میں گراتے ہیں، اور کفر کی سزا کے مستحق بنتے ہیں۔ لوگوں کی زندگی کو بھی فساد کی سان پر چڑھاتے ہیں۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں آیتوں میں مسند الیہ اور فعلِ شرط متحد ہے، یعنی ''وہ لوگ جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے'' لہٰذا دوسرے جملے کا جوابِ شرط پہلے جملے کی طرف منسوب ہے، اور دونوں جملوں کے مسند کا مسند الیہ ایک ہی ہے۔

اس کے بعد اسی سیاق میں یہ عام حکم تورات کے بعد بھی ثابت ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

وَ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۖ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ ۙ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَ لْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۗ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (المائدۃ:۴۶-۴۷)

''اور ہم نے ان (پیغمبروں) کے بعد عیسیٰ بن مریم کو اپنے سے پہلی کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے والا بنا کر بھیجا، اور ہم نے ان کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت تھی اور نور تھا، اور جو اپنے سے پہلی کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے والی اور متقیوں کے لیے سراپا ہدایت و نصیحت بن کر آئی تھی۔ اور انجیل والوں کو چاہئے کہ اللہ نے جو کچھ اس میں نازل کیا ہے، اس کے مطابق فیصلہ کریں، اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ لوگ فاسق ہیں''۔

اس جگہ پر بھی عبارت اپنے عموم و اطلاق پر ہے، البتہ یہاں پر صفتِ ''فسق'' کا اضافہ کیا ہے، جو پہلے والے دونوں صفات یعنی کفر و ظلم کے اوپر اضافہ ہے، اس سے بھی مراد کوئی نئی قوم نہیں ہے، نہ کوئی جدید حالت، جو پہلی حالت سے جدا ہو، یہ ماقبل کی دونوں صفتوں پر مزید ایک صفت کا اضافہ ہے۔ اور انہی لوگوں کے لیے ہے جو اللہ کی نازل کردہ شریعت پر فیصلہ نہیں کرتے، کسی بھی نسل اور کسی بھی قوم و قبیلے سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی شریعت کا انکار' اس کی الوہیت کا انکار ہے۔ اور لوگوں کو شریعتِ خداوندی کے علاوہ دوسری شریعت پر مجبور کرنا، ان کی زندگی میں فساد پھیلانا بدترین ظلم ہے۔ اللہ کے طے کردہ طریقۂ کار چھوڑ کر غیر اللہ کے قانون کی پیروی کرنا فسق ہے۔ یہ ساری صفات ایک ہی عمل کے نتیجے میں وجود پاتے ہیں، اور یہ سب ایک ہی فاعل پر منطبق ہوتے ہیں۔

اسی سیاق میں آخر میں ایک پیغام دیا گیا ہے، آخری شریعت کا پیغام! یہ وہ پیغام ہے جو دین اسلام کو اس کی انتہائی صورت میں پیش کرتا ہے، تاکہ وہ ساری انسانیت کے واسطے دین بنے، اور اس کی شریعت تمام لوگوں کے لیے ہو۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ۭ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ

اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۚ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ○ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۚ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○ (المائدۃ:۴۸۔۵۰)

"اور اے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے تم پر بھی حق پر مشتمل کتاب نازل کی ہے، جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کی نگہبان ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کے درمیان اس حکم کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے، اور جو حق بات تمہارے پاس آگئی ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔ تم میں سے ہر ایک (امت) کے لیے ہم نے ایک (الگ) شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا، لیکن (الگ شریعتیں اس لئے دیں) تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے۔ لہٰذا نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اللہ ہی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ اس وقت وہ تمہیں وہ باتیں بتائے گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور (ہم حکم دیتے ہیں) کہ تم ان لوگوں کے درمیان اسی حکم کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے، اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو، اور ان کی اس بات سے بچ کر رہو، کہ وہ تمہیں فتنے میں ڈال کر کسی ایسے حکم سے ہٹا دیں جو اللہ نے تم پر نازل کیا ہو۔ اس پر اگر وہ منہ موڑیں تو جان رکھو کہ اللہ نے ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے ان کو مصیبت میں مبتلا کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ اور ان لوگوں میں بہت سے فاسق ہیں۔ بھلا کیا یہ جاہلیت کا فیصلہ حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ یقین رکھتے ہوں ان کے لیے اللہ سے اچھا فیصلہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟"۔

اس دوٹوک انداز کے سامنے انسان کھڑا ہے، اس قطعیت وختمیت کے سامنے، اور اتنی بلیغ احتیاط ہر اس خیال سے جو دل میں وارد ہو، جو کسی عمل کے جواز کے متعلق ہو، چاہے وہ کم ہی کیوں نہ ہو، بعض خاص امور وحالات میں۔

آج انسان ان سب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، تو اسے حیرانگی ہوتی ہے کہ کس طرح ایک مسلمان کے لیے جو اسلام کا مدعی ہے اس کی گنجائش ممکن ہے کہ اللہ کی ساری شریعت کو چھوڑ بیٹھے، اور بہانہ حالات کو بنائے؟! اور اس کے لیے کیسے ممکن ہے کہ پوری شریعت چھوڑ دینے کے بعد بھی وہ اسلام کا دعویٰ کرتا پھرے، اور کیوں کر لوگ ابھی تک خود کو مسلمان کہلاتے رہے ہیں جبکہ انہوں نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے اتار دی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ:

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

"لہٰذا ان لوگوں کے درمیان اس حکم کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے، اور جو حق بات تمہارے پاس آگئی ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔"

یہ امر سب سے پہلے ان یہودیوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا جو یہودی آپ کے پاس اپنا فیصلہ لینے آئے تھے۔ لیکن یہ آیت صرف اس موقع کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ یہ عام ہے اور آخری زمانے تک ساری امت کے لیے ہے، خصوصاً جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا رسول آنے والا نہیں ہے، نہ کوئی نیا پیغام نازل ہونے والا ہے، جو اس شریعت میں کوئی ترمیم وتبدیلی کر سکے۔

اللہ تعالیٰ کو اس کا علم تھا کہ لوگوں کے بہت سارے اعذار ہو سکتے ہیں جن کو شریعت کی حاکمیت سے عدول کر کے محکوموں کی خواہشات پر فیصلہ کرنے کے لیے وجہ جواز بنایا جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض حالات میں پوری شریعت پر بغیر کسی کمی کے عمل کرنے کا خیال آئے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبار فیصلہ کرانے والوں کی خواہشات کی پیروی سے منع کیا ہے، اور اس بات سے بھی کہ کہیں وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے بعض احکامات پر فیصلہ کرنے سے ہٹا دیں۔

شریعت سے ہٹ کر حاکمیت کے پیچھے جو وسوسہ ہوتا ہے اس کی بنیاد میں دراصل یہ مخفی خواہش ہوتی ہے کہ مختلف قسم کے گروہوں کے درمیان دلوں میں جوڑ پیدا کیا جائے، اور ایک ہی ملک میں رہنے والے متعدد طرز وانداز اور مختلف عقائد کے حاملین میں الفت ومحبت پیدا کی جائے، ان کی شریعت سے متصادم بعض خواہشات کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کے لیے شریعت کے خلاف فیصلہ کیا جائے۔ بعض معمولی امور میں تساہل سے کام لیا جائے، جن سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ شریعت کے اساسی امور نہیں ہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

فریضہ جہاد اور ہم

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ

سکھایا ہے ہمیں اے دوست طیبہ کے والی نے
کہ بوجہلوں سے ٹکرا کر ابھرنا عین ایمان ہے
جہاں باطل مقابل ہو وہاں نوک سنان سے بھی
برائے دین اسلام رقص کرنا عین ایمان ہے
عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تیری
میرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تیری
ماسوا اللہ کے آگ ہے تکبیر تیری
تو مسلمان ہو تو تقدیر ہے تدبیر تیری
نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے
کس نے ٹھنڈا کیا آتش کدہ ایران کو
کس نے پھر زندہ کیا تذکرہ یزداں کو

میرے دوستو! جس طرح اسلام میں نماز اور روزے اور حج اور زکوٰۃ کا ایک مقام ہے اسی طرح جہاد کا بھی ایک مقام ہے اور جس طرح کسی شخص کی ذات کی صحت اور اصلاح کے لیے نماز روزہ کی ضرورت ہے اسی طرح اصلاح معاشرہ اور امن عامہ کے لیے جہاد کے ذریعے مفسدین فی الارض کا علاج بھی ضروری ہے۔ جس طرح کسی ملک و وطن میں اس ملک کے بادشاہ کے قوانین نافذ کرنے کے لئے باغیوں کی سرکوبی ضروری ہے اسی طرح روئے زمین کے مالک حقیقی اور خالق حقیقی کے احکام اور قوانین کو پوری روئے زمین پر نافذ کرنا اور ان قوانین سے بغاوت اور انکار کرنے والوں کو قلع قمع کرنا بھی انتہائی ضروری ہے اور احکامِ الٰہی کے اسی نفوذ اور نافرمانوں کی سرکوبی کا نام جہاد ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسی جہاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

هُوَالَّذِی أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

اور اسی جہاد کی اجازت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ

اور ”واذا ترکتم الجھاد“ کی وعید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جہاد کے ترک پر فرمائی ہے

فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ علی القاعدین

کی فضیلت اسی میدان کے مجاہد کی ہے۔

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا میں اسی میدان کے گھوڑوں کی قسمیں اللہ نے کھائی ہیں۔

انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا کا حکم اسی میدان میں جوان مردی دکھانے کے لئے ہے۔

یہی وہ جہاد ہے کے جس کے ذریعے سے اسلام کا غلبہ ممکن ہے۔ یہی وہ جہاد ہے جس کے ذریعے کفر کا غرور خاک میں ملایا جا سکتا ہے۔ یہی وہ جہاد ہے جس سے ہر دور میں باطل خوفزدہ رہا ہے۔ یہی وہ جہاد ہے جس سے فارس اور روم کی سلطنتیں الٹ دی گئی تھی۔ یہی وہ جہاد ہے جس کے ذریعے صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس یہودیوں سے آزاد کروایا تھا۔ یہی وہ جہاد ہے جس کے ذریعے طارق بن زیاد نے ساحل سمندر پر کشتیاں جلا دی تھیں۔ یہی وہ جہاد ہے جس کے ذریعے محمد بن قاسم نے سندھ کے راجاؤں کو سبق سکھایا تھا۔ یہی وہ جہاد ہے جس کے خاطر سید احمد شہید شاہ اسماعیل شہید نے بالاکوٹ کے سکھوں سے لڑتے ہوئے جان کی بازی لگائی تھی۔ یہی وہ جہاد ہے جسے اپنا کر طالبان نے افغانستان میں اسلامی حکومت اور قانون نافذ کیا تھا، اور میرا دعویٰ ہے بلکہ دعویٰ ہی نہیں چیلنج ہے کے ان شاء اللہ ایک دن ہم واشنگٹن پر بھی اسلام کا جھنڈا اسی جہاد کے ذریعے لہرائیں گے!

لیکن مجھے بڑے افسوس سے یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ ایک طرف طاغوتی قوتیں جہاد کی محبت کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہیں تو کبھی قادیانی تو کبھی سر سید احمد خان جیسے پٹو تیار کر کے ان سے جہاد کے تنسیخ کے فتوے لئے جاتے ہیں تو کبھی بظاہر ہمدردانہ کتابیں چھپوا کر مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد نکالنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں، اور دوسری طرف ہم بھی مغربیت سے متاثر ہو کر جہاد کی تعریف میں تاویلات کے پیچھے پڑ گئے ہیں اور جہاد کو مختلف قیودات کے ساتھ مقید کر لیتے ہیں۔

میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کے جہاد بالمال بھی جہاد ہے، جہاد باللسان بھی جہاد ہے، جہاد بالقلم بھی جہاد ہے لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ والی آیت میں کون سے جہاد پر مومنین کو ابھارنے کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جاتا ہے؟ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ میں منافقین اور کفار سے کس قسم کے جہاد کا کرنے کو کہا جا رہا ہے؟ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ میں اللہ تعالی کس قسم کے جہاد کے لیے صف بندی کرنے والوں سے محبت کا اعلان کرتے ہیں؟ مجھے بتاؤ! سردارانِ قریش کا غرور کس قسم کے جہاد کے ذریعے خاک میں ملایا گیا تھا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک جہاد کے کون سے قسم پر عمل کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے، منکرین زکوٰۃ اور مرتدین کے خلاف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کس قسم کے جہاد کا علم بلند کیا تھا؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لاکھوں مربع میل تک اسلامی حکومت کس قسم کے جہاد کے ذریعے پھیلا دی تھی؟

[بقیہ: صفحہ ۵۸ پر]

فرضیتِ خلافت اور اس کے قیام کا نبوی علی صاحبہا السلام طریقہ کار

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ نور اللہ مرقدہ

منہج نبوی کا پہلا مرحلہ:

دعوت:

اس مرحلے میں جماعت کے ہر شخص نے باطل نظام کے خلاف اس نظریہ توحید کا پرچار کرنا ہو گا اور باطل کی طرف سے دیے جانے والے کسی بھی قسم کے طنز و تشدد کا خوف یا کسی بھی قسم کی دی جانے والی پیش کش کی لالچ میں آکر نرمی یا معاونت (Compromise) کا اظہار نہیں کرنا بلکہ صبر و استقامت کا پہاڑ بنتے ہوئے اس نظریہ پر علی الاعلان لوگوں کو بلانا ہو گا:

فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ (سورۃ الشوریٰ:۱۵)

"اے نبی! اسی کی دعوت دیجیے اور ڈٹے رہیے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشات کی پیروی مت کیجیے"۔

وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ O وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ (سورۃ القلم:۹۔۱۰)

"وہ (باطل پرست) تو چاہتے ہیں کہ ذرا آپ نرم پڑیں تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔ ہرگز نہ دباؤ میں آیئے کسی ایسے شخص کے جو بہت قسمیں کھانے والا بے وقعت آدمی ہے"۔

جب کہ اس نظریہ کے خلاف باطل کی طرف سے کیے جانے والے کسی پروپیگنڈہ یا طعن و تشنیع سے اعراض کرنا ہو گا تاکہ تحریک کو اپنا نظریہ عام کرنے کے لیے کچھ وقت مل سکے۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ O إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ O الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهاً آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ O وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ (الحجر:۹۴۔۹۸)

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اب آپ علی الاعلان سنائیے وہ کہ جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اور مشرکوں سے اعراض کیجیے اور ہم آپ کی طرف سے مذاق اڑانے والوں کے خلاف کافی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور دوسرے معبود اختیار کر لیے ہیں۔ پس عنقریب وہ جان لیں گے، اے نبی! ہم جانتے ہیں کہ بے شک آپ کا سینہ تنگ ہوتا ہے ان باتوں کی وجہ سے جو وہ کہہ رہے ہیں"۔

اسی طرح پوری جماعت کے ساتھیوں کو (رحماء بینھم) کی بنیاد آپس میں منظم کرنا ہو گا اور دعوتِ حق کی راہ میں آنے والے مصائب اور مشکلات کے موقع پر صبر و مصابرت کی اعلیٰ مثال قائم کرتے ہوئے ایک دوسرے کے دکھ درد کا خیال رکھنے کا خوگر بنانا ہو گا۔

'دعوت' سیرتِ نبوی کی روشنی میں:

چنانچہ جب ہم سیرت نبوی کے حوالے سے دیکھتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نظریۂ توحید پیش کیا تو پہلے پہل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کردار کشی کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر اور مجنون کہا گیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ یہی دعوت دیتے رہیں۔

مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ (القلم:۲)

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنے رب کی نعمت سے مجنون نہیں ہیں"۔

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر گئے اور قریش کی ان زبانی ایذا رسانیوں کے جواب میں یہی دعوتِ توحید پیش کی۔ پھر جب قریش کے کہنے پر ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوتِ توحید دینے پر شکوہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کہا کہ اگر یہ صرف ایک فقرہ کہہ دیں تو پورا عرب ان کا غلام ہو جائے اور وہ فقرہ ہے 'لا الہ الا اللہ'۔

اس کے بعد دعوتِ توحید کے مقابلے میں جب قریش نے تشدد کا راستہ اختیار کیا تو ابو طالب نے انتہائی پریشانی کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دعوتِ توحید سے باز رہنے کا کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"چچا! خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج رکھ دیں اور بائیں ہاتھ چاند، اور کہیں کہ میں یہ کام چھوڑ دوں تو یہ ناممکن ہے۔ یا تو یہ کام وراہو گا یا میری جان بھی اسی راہ میں کام آئے گی"۔

پھر جب تشدد سے کام نہ چلا تو قریشِ مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لالچ کی پیش کش کی۔ اور اس دعوتِ توحید سے باز رہنے پر اپنا بادشاہ اور سردار بنانے کی پیش کش کی تو اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ سجدہ کی تلاوت کر کے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا۔

اس کے بعد قریشِ مکہ نے آخری حربہ استعمال کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک

سال اللہ کی عبادت کرنے اور ایک سال اپنے بتوں کی عبادت کرنے کو کہا تو یہ آیات نازل ہوئیں:

قُلۡ یَا أَیُّهَا الۡکَافِرُونَ ٥ لَا أَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُونَ ٥ وَلَا أَنتُمۡ عَابِدُونَ مَا أَعۡبُدُ ٥ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمۡ ٥ وَلَا أَنتُمۡ عَابِدُونَ مَا أَعۡبُدُ ٥ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہیے کہ اے کافرو! میں عبادت کرنے والا نہیں ہوں ان کی جن کی تم عبادت کرتے ہو اور تم عبادت کرنے والے نہیں ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور میں عبادت کرنے والا نہیں ہوں جن کی تم نے عبادت کی، نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین"۔

اگر ہم ان تمام حالات کا بغور جائزہ لیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ ہر موقع پر باطل پینترے بدلتا رہا۔ کبھی استہزا، کبھی تشدد، کبھی معاشی، کبھی لالچ اور کبھی مصالحت کی کوشش۔ مگر اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم استقامت کے ساتھ اپنے کام پر ڈٹے رہے حتیٰ کہ جب ایک مشرک سردار نے حضرت بلالؓ کو چلچلاتی دھوپ میں تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹتے ہوئے اپنے پرانے دین پر پلٹنے کو کہا تو اس وقت بھی حضرت بلالؓ کی زبان پر یہی الفاظ تھے:

'اَحد، اَحد' یعنی "وہ (اللہ) اکیلا ہے، وہ (اللہ) اکیلا ہے"۔

اور یہی اس دعوت کا تقاضہ بھی ہے کہ جب تک اس کی بنیاد پر نظام قائم نہیں ہو جاتا اس وقت تک ڈنکے کی چوٹ پر اس کو بیان کیا جاتا رہے اور یہی وہ کام ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم برابر انجام دیتے رہے۔ بالآخر دارالندوہ میں باطل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ناپاک منصوبہ بنایا۔ اور یہی وہ فیصلہ کن گھڑی تھی جب جماعت 'دعوت کے مرحلے سے نکل کر اقدام کی طرف جاتی ہے۔

لہٰذا جو بھی دعوت اس مرحلے تک پہنچ جائے اور وہ حق پر مبنی بھی ہو اگرچہ معاشرے میں اکثریت نے اسے قبول نہ کیا ہو، اس کے باوجود وہ اس علاقے تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس کی بازگشت دوسرے علاقوں تک پھیل جاتی ہے اور اسی کشمکش کے دوران یا تو باطل' قیادت کے قتل کا فیصلہ کر کے فیصلہ کن مرحلہ کا آغاز کر دے گا جس سے مسلح تصادم (قتال) شروع ہو جائے گا یا اس کے برعکس کسی علاقے میں اس نظریہ کے لیے زمین ہموار ہو جائے اور وہاں کے لوگ ان کی حمایت اور نصرت کے لیے تیار ہو جائیں تو تحریک کے قائد اور کارکنوں کو اپنی جان کی حفاظت اور اس نظریہ کو معاشرے میں بالفعل قائم کرنے کے لیے اس مقام کی طرف ہجرت کرنا ہو گی۔

لہٰذا جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار کو اگرچہ اکثریت نے قبول نہیں کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے درپے ہو گئے۔

لیکن اس کے باوجود وہ نظریہ مکہ تک محدود نہیں رہا بلکہ مدینہ کے انصار کو یہ شرف حاصل ہوا کہ انہوں نے اس پکار پر لبیک کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی نصرت کی۔ بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اسلامی نظامِ حیات کی بنیاد رکھ دی۔

منہج نبوی کا دوسرا مرحلہ:

جہاد:

اگر پچھلے مرحلے میں گزری ہوئی دعوت کا مقصد (اعلائے کلمۃ اللہ) ہو گا تو دعوت کے دوران جو کشمکش ہوئی ہو گی وہ بھی جہاد فی سبیل اللہ کے زمرے میں آئے گی لیکن اب یہ جہاد اپنی بالاترین منزل 'قتال فی سبیل اللہ' تک چلا جائے گا۔ اس مرحلے میں بھی اگرچہ دعوتِ دین انفرادی طور پر جاری رہے گی البتہ یہ دعوت اپنی انفرادی حدود سے بڑھ کر اجتماعی طور پر مختلف قبائل اور جماعتوں سے وفد کی صورت میں ملاقاتیں کرنے اور ان کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ہو گی جب کہ جماعت کے ساتھیوں کی اب روحانی تربیت کے ساتھ جسمانی تربیت (عسکری ٹریننگ) اور انہیں باقاعدہ ایک نظم کی شکل میں پرو دیا جائے گا۔

یَا أَیُّهَا الَّذِیۡنَ آمَنُوا اصۡبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا (آل عمران: ۲۰۰)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو (ڈٹے رہو) اور صبر میں بڑھے رہو (کافروں کے مقابلہ میں) اور (آپس میں) مربوط رہو"۔

إِنَّ اللهَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِهِ صَفًّا کَأَنَّهُم بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوص (الصف: ۴)

"اللہ کو تو اس کے وہ لوگ پسند ہیں جو اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں صفیں بنا کر گویا کہ وہ ہوں سیسہ پلائی ہوئی دیوار"۔

اور اس کے ساتھ انہیں طاقت کے حصول اور جہاد کے لیے ابھارا جائے گا:

یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ عَلَی الۡقِتَالِ (الانفال: ۶۵)

"اے نبی !آپ جنگ کے حوالے سے مومنوں کو شوق دلاتے رہیے (ترغیب دلاتے رہیے)"۔

وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدْوَّ اللّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لاَ تَعْلَمُونَهُمُ اللّهُ يَعْلَمُهُمْ (الانفال:۶۰)

"اے مسلمانو!تم تیاری کرو ان سے لڑنے کے لیے اپنے حد کی قوت کی فراہمی کے ذریعے سے اور پلے ہوئے گھوڑوں کی فراہمی کے ذریعے سے اور اس کے ذریعے سے ڈراتے ہو تم اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو اور کچھ اور بھی ہیں ان کو ڈراتے رہو جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے"۔

إِنَّ اللّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْداً عَلَيْهِ حَقّاً فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللّهِ فَاسْتَبْشِرُواْ بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبۃ:۱۱۱)

"اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لیے بہشت (تیار کی) ہے۔ یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور خدا سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے"۔

لہٰذا جب باطل نظام پر ضرب پڑے گی اور اس کو جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کی جائے گی تو اس کے محافظ اپنے نظام کا دفاع کرنے کے لیے پوری قوت کے ساتھ حملہ آور ہوں گے۔ جس سے بالفعل تصادم (قتال فی سبیل اللہ) شروع ہو جائے گا۔

الَّذِينَ آمَنُواْ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُواْ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُواْ أَوْلِيَاء الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفاً (النساء:۷۶)

"وہ لوگ جو کہ ایمان لائے وہ تو جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ جنگ کرتے ہیں طاغوت کی راہ میں تو اے مسلمانو! جنگ کرو ان شیطان کے دوستوں سے اور یقینا شیطان کی چال (ضعیف) کمزور ہے"۔

اور یہ مرحلہ اس وقت تک چلے گا جب تک نظام کُل کا کُل اللہ کے لیے نہ ہو جائے۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّه (الانفال:۳۹)

"اور اے مسلمانو! ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین کل کا کل اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے"۔

جہاد سیرت نبوی کی روشنی میں:

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا 'دارالندوۃ' میں فیصلہ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف جہاں سے نصرت کا وعدہ کیا گیا تھا ہجرت فرمائی تو اسی دوران یہ آیات نازل ہوئیں:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ O الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ (الحج:۳۹-۴۰)

"اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو کہ جن کے ساتھ لڑائی کی جاتی تھی اس لیے کہ ان کے اوپر ظلم کیا گیا تھا اور اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں جو کہ نکال دیے گئے اپنے گھروں سے ناحق محض یہ کہنے کی وجہ سے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب 'اللہ' ہے"۔

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچتے ہی یہود اور مختلف قبائل سے معاہدے کیے، جس کے نتیجے میں کچھ تو حمایت کے لیے آمادہ ہو گئے اور کچھ نے غیر جانب دار رہنے کا وعدہ کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے خلاف چھاپہ مار کارروائیاں کر کے باطل نظام کی شہ رگ کو چھیڑا جس کی وجہ سے قتال فی سبیل اللہ کا آغاز ہوا اور بدر کا معرکہ پیش آیا۔

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتِيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللّهُ أَن يُحِقَّ الحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ (الانفال:۷)

"اور جب کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ فرما رہا تھا کہ دونوں جماعتوں میں سے ایک جماعت تمہارے لیے ہے اور اے مسلمانو! تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں ایک کانٹا تک بھی اس راہ کے اندر نہ لگے اللہ تعالیٰ تو چاہ رہا تھا کہ اپنے فیصلوں کے ذریعے سے حق کا حق ہونا ثابت کر دے اور اللہ تعالیٰ کافروں کی جڑ کاٹ دے"۔

اسی دوران میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیر اندازی، نیزہ بازی، گھڑ سواری اور تیراکی کی مشقیں کرنے کی ترغیب دی اور ان کو سمع و طاعت کے نظام کا پابند بنایا۔

وَأَطِيعُواْ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَلاَ تَنَازَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُواْ إِنَّ اللّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (الانفال:۴۶)

"اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور آپس میں جھگڑنا مت ورنہ تم ڈھیلے پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور ڈٹے رہو بے شک اللہ کی نصرت صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

اور یہ مرحلہ چلتا رہا تا آنکہ وہ وقت آ گیا:

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (الانبیاء:۱۸)

"بلکہ ہم حق کو اٹھا کر باطل پر دے مارتے ہیں پھر وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے اور پھر باطل جو مٹ جانے والا ہوتا ہے مٹ جاتا ہے"۔

اور پھر یہ آیت نازل ہوئی:

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (بنی اسرائیل:۸۱)

"اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کہیے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور بے شک باطل ہے ہی مٹنے والا"۔

چنانچہ جزیرہ نما عرب میں اس نظریہ توحید کی بنیاد پر اٹھنے والی دعوت اب جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے اللہ کے نظام کے قیام کی صورت میں پوری ہوئی۔

اگر کسی تحریک یا جماعت کی زندگی میں یہ کامیابی دیکھنے کو مل جائے تو پھر یہ دعوت توحید اب ایک جامع شکل میں دوسری قوموں کے سامنے بھی پیش کی جائے گی۔ جیسے خلافت راشدہ میں بالفعل یہ معاملہ ہوا۔

اس سلسلے میں ایک صحابی حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کے الفاظ قابل غور ہیں جو انہوں نے اس دور کی سپر پاور کسریٰ ایران کے دربار میں کہے تھے:

ان الله ابتعثنا لنخرج الناس من عبادة العباد الى عبادة الله وحده،ومن ضيق الدنيا الى سعتها،ومن جور االاديان الى عدم الاسلام (البدایۃ والنھایۃ:۳۹/۷)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھیجا ہے تاکہ ہم نکالیں انسانوں کو بندوں کی عبادت سے اللہ وحدہ کی عبادت کی طرف اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف اور (باطل) ادیان کے ظلم و ستم سے اسلام کے عدل کی طرف"۔

پھر اس کے بعد تین صورتیں ہیں جو ان دعوت دینے والی قوموں کے سامنے رکھی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ دیکھو! یہ ہے 'اسلامی نظام'۔ اب یا تو:

۱۔ اسلام قبول کر لو ہمارے بھائی بن جاؤ۔

۲۔ اپنے مذہب پر قائم رہو تو جزیہ دو اور ذمی بن کر رہو۔

۳۔ اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو پھر اب تلوار فیصلہ کرے گی۔

چنانچہ یہی وہ مرحلہ ہے جہاں سے اقدامی جہاد شروع ہوتا ہے، جس کا آغاز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روم کی طرف لشکر کشی کرتے ہوئے فرمادیا تھا۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

ان مراحل کے دوران میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ ضروری نہیں کہ جو بھی دعوت اٹھے وہ یہ سب مراحل دیکھے گی۔ ہو سکتا ہے کہ کسی تحریک کو اپنے ابتدائی مرحلہ میں ہی کچل دیا جائے، یہ بھی عین ممکن ہے کہ آخری مرحلہ میں آ کر اکثریت اللہ کی راہ میں اپنی جان دے دے اور غلبہ حاصل نہ ہو سکے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کبھی مغلوب نہ ہو سکتی تھی لہٰذا اسے غالب ہونا تھا:

كَتَبَ اللهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي (المجادلۃ:۲۱)

"اللہ نے لکھ دیا ہے کہ بے شک غالب میں آؤں گا اور میرے رسول"۔

لہٰذا اُن کے بعد اٹھنے والی کسی بھی تحریک کو کچلا تو جا سکتا ہے لیکن اگر وہ تحریک صحیح بنیادوں پر اٹھی ہو گی تو پھر کچھ عرصے بعد ہی ایک اور زندہ تحریک کو اللہ تعالیٰ ضرور اٹھاتا ہے اور جو لوگ اس سے پہلے شہید ہو چکے ہوتے ہیں اللہ کے ہاں ان کا اجر محفوظ ہوتا ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ ضروری نہیں کہ یہ حالات ہر تحریک میں یکساں آئیں، بلکہ ہو سکتا ہے کہ کسی تحریک یا جماعت کو شروع ہی میں کسی بھی علاقے سے اللہ کی نصرت مل جائے اور وہ غلبہ حاصل کر لے، جیسا کہ 'طالبان تحریک' میں ہوا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ تحریک ابھی ابتدائی مرحلہ میں ہی ہو، اسی عرصہ میں کوئی اور دوسری تحریک قوت پکڑ جائے تو پھر اس تحریک کا سارا وزن' اس قوت پکڑنے والی تحریک کی جھولی میں ڈال دیا جائے اور مجتمع ہو کر باطل نظام کا مقابلہ کیا جائے۔ اس ضمن میں یہ بات جاننا ضروری ہے کہ ہم منہج نبوی پر چلنے کے پابند ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (یوسف:۲۱)

"اور اللہ تعالیٰ اپنے معاملے پر پوری طرح سے غالب ہے لیکن لوگوں کی اکثریت جانتی نہیں ہے"۔

وہ جس طرح چاہے فیصلے کرے، اسے اختیار ہے وہ ان تمام معروضی حالات سے بالکل بے نیاز ہے۔

آخری بات:

اللہ تعالیٰ نے جہاں ہمیں یہ مکمل واکمل دین اور ضابطۂ حیات عطا فرمایا ہے وہاں اس نظام کے نفاذ کا عملی نمونہ بھی پیش کر دیا ہے۔ زندگی کے ہر شعبے کی طرح احیائے خلافت کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہی ہمارے لیے کافی ہے۔ آج اور قیامت تک آنے والے ہر زمانے میں اس نظام کے نفاذ کے لیے نئے طریقوں یا مغرب کے دیے ہوئے جمہوری طریقوں کو چھوڑ کر منہج نبوی کو اختیار کرنا لازم ہے۔ اسی طرح آج قال اللہ و قال الرسول پڑھانے والے علمائے کرام اور ائمہ کرام پر اسی قال اللہ و قال الرسول والے نظام کو منہج نبوی پر عمل کرتے ہوئے اپنی مساجد اور خانقاہوں سے نکل کر آگے بڑھانا لازم ہے۔

آج پوری دنیا میں مسلمان جس حالت میں ہیں وہ ہمارے سامنے ہے۔ ان کے مصائب، مسائل اور پریشانیوں سے ہم واقف ہیں۔ کس طرح امت مسلمہ آج نظریاتی، سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی غلام ہے۔

اس سے پہلے ایسا کبھی نہ ہوا تھا، آج ہم دنیا کے ہر خطے میں جس طرح عالم کفر کے ہاتھوں پٹ رہے ہیں تاریخ نے ایسا کبھی نہ دیکھا تھا، کیا ہم اب مزید ذلت، خواری، محکومی، بے وقعتی، بے بسی اور بے چارگی دیکھنا چاہتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر ہمیں آج ہی سے اپنے سابقہ گناہوں، کوتاہیوں، غفلتوں اور لاپرواہیوں سے توبہ کر کے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم آئندہ یہ ذلت و خواری برداشت نہیں کریں گے اور امت مسلمہ کے دکھوں کے مداوے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے۔

آج ہمیں یہ عزم مصمم کرنا ہوگا کہ ہم اغیار کی مادر پدر آزاد اور عریاں تہذیب و معاشرت اور فرسودہ نظام حیات کو اپنانے اور اس کی سیاسی، عسکری اور اقتصادی محکومی کو اپنائے رکھنے کے بجائے غلامی کے یہ طوق اپنی گردنوں سے اتار کر اسلامی تعلیمات اور تہذیب و معاشرت اور فرسودہ نظام حیات کو اپنانے اور اس کی سیاسی اور اقتصادی محکومی میں گھرے رہنے کی بجائے غلامی کے یہ طوق اپنی گردنوں سے اتار کر اسلامی تعلیمات اور تہذیب و معاشرت کو اپنائیں گے۔

امت مسلمہ کے دینی اور دنیاوی اجتماعی مسائل کے واحد حل "نظام خلافت" کے احیا کے لیے عملی جدوجہد کریں گے، اس کے لیے ہر قسم کے ایثار اور ہر محبوب چیز کی قربانی دینے کے لیے ہر وقت تیار ہوں گے۔

اس سلسلے میں ہمیں اب بیدار ہونا ہوگا، اپنے اور لوگوں کے اندر 'اقامت خلافت' کی فرضیت اور اس کے لیے عملی جدوجہد کا شعور پیدا کرنا ہوگا۔ ہمیں نظام خلافت کے احیا اور باطل نظاموں کے خلاف کام کرنا ہوگا، اگر آج ہم نے اس کے لیے اقدام نہ کیا تو نا صرف اقامت خلافت کے فریضے کو ترک کرنے والے قرار پائیں گے بلکہ اس کے نتیجے میں امت مسلمہ پر جو مزید تباہی و بربادی اور دینی و دنیاوی خسارہ آئے گا اس کے ذمہ دار بھی ہم ہی ہوں گے۔

لہٰذا آج ہمیں اس فریضے کی انجام دہی کے لیے نا صرف کھڑا ہونا ہوگا بلکہ دوسروں کو بھی اس کے لیے تیار کرنا ہوگا تاکہ ایک منظم جماعت جامع منصوبہ بندی اور ٹھوس لائحہ عمل کے ساتھ اس جدوجہد کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کھڑے ہونے اور اس راہ میں اپنا مال و جان قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: فریضہ جہاد اور ہم

خالد بن ولیدؓ کا جسم جس پر ایک بالشت برابر جگہ بھی زخم سے خالی نہیں تھی کس قسم کے جہاد میں چور چور کر دیا گیا تھا؟ مجھے بتاؤ آج امریکہ اور برطانیہ کی نیندیں کس قسم کے جہاد کی وجہ سے ہو گئی ہے؟ امریکہ اور اس کے حواری کس قسم کے جہاد کو دہشتگردی سے تعبیر کر رہیں ہیں؟

میرے مسلمان بھائیوں آج ہم چیخ رہے ہیں اور چلا رہے ہیں، کٹ رہے ہیں گوناگوں مسائل اور بحرانات کا شکار ہیں۔ کیا کبھی ہم نے سنجیدہ طور پر سوچا بھی ہے کہ یہ مسائل اور مصائب کہاں سے آئے ہیں؟ یہ ذلت اور رسوائی کیوں؟ مسلمان ہر جگہ مظلوم کیوں؟ ہم در در بے ٹوکر کیوں کھا رہے ہیں؟

یاد رکھو ان تمام مسائل کے جہاں کئی اور اسباب ہیں وہیں ایک بڑا اور اہم سبب ترک جہاد بھی ہے کہ ہم نے آج جہاد کو ترک کر کے غیروں کی روش کو اختیار کیا ہوا ہے، ہم نے جہاد سے کنارہ کشی اختیار کی ہوئی ہے۔

اگر ہم اسی طرح جہاد سے پہلو تہی کرتے رہے اور خواب خرگوش سے بیدار نہ ہوئے تو یاد رکھنا یہ اہل مغرب اور اہل کفر ہمیں ایسے کچل ڈالیں گے اور ایسے ختم کر دیں گے کہ ہماری داستان تک افسانوں میں نہ ملے گی۔

اٹھو! بزدلی کا کشکول توڑ دو، ایک ہی قوت بن کر میدان کارزار میں اتر کر اعلان کر دو!

؎ نغمہ توحید کو کچھ اس انداز سے گاتے ہیں ہم
خرمن باطل پر گویا آگ برساتے ہیں ہم
رات کی تاریکیاں منزل پہ چھا سکتی نہیں
نور برساتے ہیں تارے جس طرف جاتے ہیں ہم

☆☆☆☆☆

شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ

معرکۃ فانظر موقفک منہا!

ہمارے زمانے میں بھی شبہات کی جنگ جاری ہے، جن کا ذکر قرآن نے منافقین اور کمزور ایمان کے لوگوں کے بارے میں کرتے ہوئے ان کے دھوکے کو ظاہر کیا اور ان کی حجتیں باطل ثابت کر دیں۔ بلکہ آج یہ شبہات نئی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ ان کو نت نئے ذرائع سے متعارف کرایا جاتا ہے، کئی مختلف طریقوں سے ان کو پھیلایا جارہا ہے۔ ان کا اس قدر ذکر کیا جارہا ہے کہ یہ شبہات لوگوں کے دلوں میں ایسے راسخ ہو گئے ہیں کہ گویا عین عقل اور حکمت کے مطابق ہیں، اقوالِ مزین ان کا احاطہ کیے ہوتے ہیں اور ان کو خوب صورت رنگوں میں لپیٹ کر پیش کیا جاتا ہے۔

بے شک قرآنِ کریم میں ایسی آیات موجود ہیں جو تمام عذر کرنے والوں کے شبہات اور بہانوں کو باطل ثابت کرتی ہیں۔ پھر ان کے دل کی گہرائیوں کی خبر دیتی ہیں تاکہ جو باتیں وہ کرتے ہیں کہ ان کے حقیقی محرک کو ظاہر کیا جائے حتی کہ ہر دور میں مومنین ان شبہات اور عذرات کی حقیقت سے واقف ہوں۔ اور ان جھوٹے بہانوں کی خوب صورتی ان کو فتنے میں نہ ڈالے اور اس کا شکار ہو کر دین اور اس کے پیرو کار ہلاکت کا شکار نہ ہو جائیں۔ چاہے یہ محرکات 'دل میں (چھپے) چھپا ہوا نفاق، دل کا مرض یا ایمان کی کمزوری ہو یا بزدلی، دنیا کی مرغوبیت، موت کا خوف، زندگی سے محبت اور جاہ و منصب کی چاہ جیسے امراض ہوں 'جو دلوں میں موجود ہوتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی علیم و خبیر ذات کے علاوہ کسی کو علم نہیں ہوتا۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (التوبۃ:۷۸)

"کیا نہیں جانتے یہ لوگ کہ بے شک اللہ جانتا ہے ان کے مخفی رازوں کو اور ان کی سرگوشیوں کو اور بے شک پوری طرح باخبر ہے تمام غیب کی باتوں سے"۔

مثال کے طور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا (الاحزاب:۱۳)

"ایک گروہ ان میں سے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہتا تھا کہ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، حالانکہ نہ تھے وہ غیر محفوظ۔ حقیقت میں تو وہ صرف فرار چاہتے تھے"۔

انہوں نے بہانہ بنایا مید ان جنگ سے بھاگنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ نے واضح اور ظاہر کر دیا وہ مقصد جو ان کی باتوں کے پیچھے تھا، یعنی فرار کا ارادہ۔ صرف یہی نہیں اللہ تعالیٰ ان کے حال کی حقیقت اور ایمان میں تذبذب کا ذکر بھی کرتا ہے۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَ مَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا (الاحزاب:۱۴)

"اور اگر (فوجیں) اطراف مدینہ سے ان پر آ داخل ہوں پھر ان سے خانہ جنگی کے لئے کہا جائے تو (فوراً) کرنے لگیں اور اس کے لئے بہت کم توقف کریں"۔

اور اسی طرح کی اور آیات ہیں جو ان بہانوں کو بیان کرتی ہیں جن کو یہ حجت بنا کر پیش کرتے ہیں۔

پھر اس کے بعد قرآن کریم ان محرکات کا ذکر کرتا ہے جن کی وجہ سے یہ لوگ جہاد سے جی چراتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ (آل عمران:۱۵۴)

"چھپائے ہوئے ہیں یہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی باتیں جو نہیں ظاہر کرتے تم پر"۔

يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ (آل عمران:۱۶۷)

"کہتے ہیں اپنی زبان سے ایسی باتیں جو نہیں ہیں ان کے دلوں میں اور اللہ خوب جانتا ہے اس کو جو وہ چھپاتے ہیں"۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ (الفتح:۱۱)

"اپنی زبانوں سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں"۔

پس سبحان اللہ جس نے انسان کو پیدا کیا اور ان وسوسوں سے واقف ہے جن میں انسان کا نفس پڑ جاتا ہے اور وہ اس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ اور ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ان لوگوں جیسے حال سے جن کے بارے میں فرمایا گیا:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ (البقرۃ:۹)

"دھوکہ بازی کر رہے ہیں وہ اللہ سے اور ایمان والوں سے جبکہ نہیں دھوکا دے رہے مگر اپنے آپ ہی کو لیکن انہیں (اس کا) شعور نہیں"۔

پس آپ دیکھیں گے کہ ان عذر اور بحث کرنے والوں اور جہاد کی حرص رکھنے والوں کے درمیان کتنا بڑا فرق ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قول ہے:

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ (التوبۃ: ۹۲)

”اور نہ ان لوگوں پر (کوئی گرفت) ہے جو جب بھی آئے تمہارے پاس تاکہ سواری دو تم انہیں۔ تو کہا تم نے نہیں ہے میرے پاس کوئی چیز کہ سوار کراؤں میں تم کو اس پر تو وہ لوٹے اس حالت میں کہ ان کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے آنسو غم کی وجہ سے اس بات پر کہ نہ ملا ان کو زادِ راہ“۔

پس وہ لوگ اگر پیچھے رہنے والے تھے پھر بھی اجر میں شرکائے جہاد کے برابر تھے، اپنے حقیقی عذر کے سبب۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بے شک مدینہ میں ایسا گروہ ہے کہ جب تم چلتے ہو تو (وہ چلتے ہیں) اور اپنے مالوں سے خرچ کرتے ہو، کسی وادی میں سے گزرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ مدینہ میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اور وہ مدینہ میں ہیں اپنے عذر کی وجہ سے“۔ (بخاری، مسلم)

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان دونوں گروہوں کا حال بیان کر دیا ہے: جہاد کی حرص (شوق) رکھنے والے اس فریضے کو بہترین طریقے سے ادا کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ گروہ ہے جو کہ میدان جہاد سے خود کو بچانے کے لیے عذر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ (التوبۃ: ۴۴،۴۵)

”آپ سے وہ لوگ رخصت نہیں مانگتے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اور اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے۔ آپ سے صرف وہ لوگ رخصت مانگتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں۔ سو وہ اپنے شک میں بھٹک رہے ہیں“۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

”ان آیات میں اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے بارے میں خبر دار کیا ہے کہ ان کی علامات میں سے ہے کہ یہ جہاد فی سبیل اللہ سے دور رہتے ہیں اور اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹے عذرات کے ذریعے پیچھے رہنے کی اجازت مانگتے ہیں“۔

لیکن اس کلام کا مقصد یہ نہیں کہ جو کچھ بھی مجاہدین کے بارے میں کہا جاتا ہے اسے لے کر ہم اشخاص کی نیتوں پر طعن کرنے لگیں اور خود کو عالم بالغیب جانیں۔ بے شک ہمارا مقصد اور مطالبہ ہرگز یہ نہیں ہے۔ بلکہ ہماری ذمہ داری تو یہ ہے کہ ہم قرآن کریم کے اسلوب کے مطابق ان شبہات کا رد کریں جو کہ میدان جہاد سے لوگوں کو روکنے کے لیے پھیلائے جاتے ہیں۔ اور ایسی ہی باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی پیش آتی رہیں۔ ان کو پھیلانے کا مقصد نصیحت گھر والوں کی محبت، اور نتائج سے واقفیت نہیں بلکہ دل کی کمزوری اور ایمان کا ضعف ہے۔ پس یہ بات عامۃ الناس کو بتانا ہمارا فرض ہے تاکہ وہ ان شبہات کے خوش کن جال میں آکر جہاد کی عبادت کو ترک نہ کریں۔

تحل بحلية الرجال۔۔۔وخص غمرات القتال:

آج کے دور کے بڑے مصائب میں سے ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ جہاد کا قیام، خطروں کے میدان میں کودنا، قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنا، دلوں (نفس) کو مارنا اور رسموں کو ترک کرنے کو محض جوانی کا جوش اور حماقت سمجھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اکثر علماء بھی اپنے دلوں میں اسلحہ اٹھانے، جہاد کے میدانوں میں جانے اور مجاہدین سے ملنے کو اچھا نہیں جانتے اور سمجھتے ہیں کہ یہ چیزیں وقار، امن وامان، حلم وبردباری جیسی صفات کے منافی ہیں، جن کا ہونا دنیا کے لیے بہت ضروری ہے۔ اگر اس بات کو سچ بھی جان لیا جائے مگر پھر بھی جس چیز کی بنیاد جھوٹ پر مبنی ہے وہ جھوٹ ہی ہے۔ بلکہ یہ سب شیطان کے وسوسے ہیں جو کہ وہ انسان کو اللہ کی راہ میں نکلنے سے روکنے ک لیے اس کے دل میں ڈالتا ہے۔ پس ان باتوں پر یقین رکھنا شیطان کی فرماں برداری ہے۔

پس ان شبہات کو زائل کرنے کے لیے غزوۃ ذات الرقاع کی مثال کافی ہے۔ اور جیسا کہ ان علما کی رائے کے بارے میں محمد البشیر البراہیمی کا قول ہے کہ:

”سب سے بڑی چال جو استبدادی حکمران آخری دور کے علماء کے بارے میں چلتے ہیں وہ یہ کہ ان کو لشکروں سے دور رکھا جاتا ہے جو کہ مردوں کا زیور ہے۔ اور علما کا اس امر کو قبول کر لینا ان کی بزدلی کی شہادت ہے۔ اور حکمران اس سہولت (جنگ سے دوری) کو علما کی عزت، ان کی قدر ومنزلت اور حکومت اسلامی کے نزدیک ان کے احترام کی نشانی گردانتے ہیں۔

پس کیا وہ نہیں جانتے کہ خلفائے راشدین اور ان کے بعد کے ملوکِ صالحین کے دور میں کسی عالم کو جہاد اور فتح سے دور نہیں رکھا جاتا تھا۔ اور کوئی بھی عالم اس بات پر راضی نہ ہوتا تھا بلکہ وہ جہاد کے میدانوں کی طرف آگے بڑھنے والے تھے۔ اور دین کے عالم جہاد میں آگے ہوتے تھے، پیچھے رہنے والوں اور خروج سے معذرت کرنے والوں کو منافق جانا جاتا تھا“۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرۃ کے مطالعہ سے ہمیں ان کی جہاد میں سبقت کرنے کی عجیب مثالیں ملتی ہیں۔ ان کا مطلوب و مقصود محض جنت ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ ان (صحابہ رضی اللہ عنہم) میں سے شہید ہونے والے جنت میں پہنچنے کے بعد اس بات کی حرص رکھتے تھے کہ اپنا پیغام اپنے بھائیوں تک پہنچادیں کہ وہ قتال میں بزدلی نہ کریں اور جہاد میں زندگیاں کھپادیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اُحد میں تمہارے بھائی مارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں میں بدل دیا جو جنت کی نہروں پر 'تر د' اس جنت کے پھلوں میں سے کھاتے ہیں اور سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں جو عرش کے سائے تلے لٹک رہی ہیں۔ پس جب انہوں نے پاک کھانا اور پینا پالیا تو انہوں نے کہا: کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو بتائے کہ ہم جنت مین زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں تاکہ وہ جہاد کے راستے کو اختیار کریں اور جنگ میں بزدلی نہ دکھائیں؟ پس اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا: میں انہیں تمہارا پیغام پہنچا دوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں ان کو مردہ مت کہو''۔ (احمد، ابو داؤد)

لاتکن سمسار اھواء:

اگر علماء چاہتے ہیں کہ حقیقی تبدیلی آئے اور وہ اس جال سے جو جابر حکمرانوں نے جہاد کو ختم کرنے کے لیے بچھا رکھا ہے اس سے بچ جائیں تو ان کو دیکھنا چاہیے کہ یہ لوگ (حکمران) چند دن ہی ان کو جہاد کے متعلق گفتگو کرنے کی اجازت دیں گے جو کہ ان کی خواہشاتِ نفس کے مطابق ہو، اور جب یہ لوگ اپنے مقاصد پالیتے ہیں تو علما کے متعلق اپنے رویے کو یکسر بدل لیتے ہیں۔

اور ان کو جاہل اور بے وقوف گردانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ ان کو جہاد کی مخالفت کرتا ہوا پائیں گے اور ان علما کو ساتھ ملانا چاہتے ہیں تاکہ ان کے فتاویٰ کی سند بھی ساتھ ہو۔ پس جو تقویٰ اور اللہ کا خوف دل میں نہیں رکھتا وہ ان کے ساتھ ہی خواہشات کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔

اس طرح اکثر اوقات عوام الناس علم 'اہل علم اور الٰہی احکامات کی پیروی کرنے کی بجائے، بے دین، اور احمق حکمرانوں کی خواہشات کی پیروی کر رہے ہوتے ہیں جو اللہ سے کوئی امید نہیں رکھتے اور اپنی شہوات کے پیچھے اس طرح لگے ہوئے ہیں کہ یہ ان کو حق سے دور لے گئی ہیں۔

جبکہ بعض محض نام کے علما اپنی ان شہوات کو چھپانے کے لیے ان کو علم کے قالب میں ڈھال لیتے ہیں اور ایسے فتوے دیتے ہیں جو ان کے بہانوں اور عذرات کو خوب صورت بنا دیتے ہیں اور ایک عام مسکین انسان ان فتوؤں کی قربانی بن جاتا ہے۔ پس غور کیجئے کہ وہ انسان جو پہلے ہی خواہشات نفس کا تابع ہے تو وہ حق تک پہنچنے، گمراہی سے بچنے کے لیے اگر ایسے ہی لوگوں کا راستہ جو خود اپنی خواہشات کے پیچھے بھٹک رہے ہیں تو یقیناً یہ شر ہی شر ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ (ص:۲۶)

''اے داؤد! ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے تو لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمھیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی۔ جو لوگ اللہ کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے، کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا۔''

اور اللہ عزوجل نے فرمایا:

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (القصص: ۵۰)

''پھر اگر یہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ یہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہو گا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے چلے۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا''۔

پس کتنا بڑا ظلم ہے جو یہ لوگ دین اور اہل دین کے ساتھ کرتے ہیں۔ اگر آپ مثال دیکھنا چاہتے ہیں تو آج کل کے اکثر علما کے اقوال کا جائزہ (مقارنہ) لے لیجئے۔ جو انہوں نے جہادِ فلسطین، عراق اور افغانستان میں روس کے قبضے کے دوران کہے اور اس کے بعد صلیبی امریکیوں اور ان کے اتحادیوں کے غلبے کے بعد کیسے ان کی رائے بدلی۔

یہ مثالیں اس قدر واضح ہیں کہ ان کی تشریح و تفصیل کی ضرورت نہیں۔ پس یہ بات فلسفوں اور دلیلوں کی محتاج نہیں اور نہ ہی دقیق مسائل میں گھسنے کی ضرورت ہے جن کا حق سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بات ثابت ہے کہ یہ لوگ عالمی سیاست کی پیروی کرتے ہیں اور ایسی خواہشات کی عبادت کرتے ہیں جو کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ پس ان کے لیے اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

☆☆☆☆☆

انماالمومنون اخوة

شیخ حارث بن غازی النظاری رحمہ اللہ

الحمد للہ والصلوٰة والسلام علیٰ محمد و آلہ وسلم وبارک، امابعد

بلاشبہ رحمتِ مطلق اور عدلِ مطلق اللہ سبحانہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے دین اور شریعت میں ہی ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فیصلہ اور حکم ہے :

انما المومنون اخوة

"تمام اہلِ ایمان آپس میں بھائی ہیں"۔

اے اہلِ ایمان اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ کے درمیان ایمانی اخوت کا رشتہ قائم فرمایا ہے لہٰذا مومن چاہے جس ملک یا سرزمین اور رنگ و نسل سے تعلق رکھتے ہوں وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے امر کے مطابق آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اسی طرح سنتِ مطہرہ میں وارد ہے :

المسلم اخو المسلم

"مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے"۔

مومن مسلمانوں کے درمیان ایمان و اسلام کا رشتہ ہے اور وہ باہم امن و سلامتی کے ساتھ رہتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض

"اہلِ ایمان مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے ولی ہیں"۔

اہلِ ایمان کا یہ ایمانی تعلق انھیں ایک جسدِ واحد بناتا ہے جس میں سب کے لیے عافیت ہی عافیت ہے۔ کوئی بدن اس وقت تک صحت مند نہیں ہو سکتا جب تک اس کے تمام اعضا تندرست نہ ہوں اور کسی ایک عضو کی بیماری سب کو تکلیف اور بے خوابی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اہلِ ایمان باہم محبت و رحمت اور الفت میں جسدِ واحد کی مانند ہیں جب اس کے کسی ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے" (متفق علیہ)۔

ایک مسلمان کی زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوتے ہیں۔ وہ ان کی غیبت یا چغلی نہیں کھاتا نہ ہی گالی گلوچ اور استہزا کرتا ہے۔ اسی طرح ان کے جان و مال بھی اس سے محفوظ ہوتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے باقی مسلمان محفوظ ہوں"۔

امام بخاری نے اسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اور امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اضافہ کیا ہے کہ:

"مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے جان و مال امن میں ہوں"۔

لہٰذا ایک مسلمان نرم گفتار اور ہاتھ کو روک کر رکھنے والا ہوتا ہے۔ اس کا باطن پاکیزہ اور قلب اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور مومنین کی محبت سے بھرپور ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لے آو اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک باہم محبت نہ کرو اور کیا میں تمھیں ایسا کام نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تمہارے درمیان محبت پیدا ہو، اپنے درمیان 'السلام' کو عام کرو"۔ (مسلم)

جب مومنین کے مابین السلام عام ہو گا تو اس سے باہم محبت پیدا ہو گی اور یہ محبت ایمان کی تکمیل کا ذریعہ ہے اور کامل ایمان والے اہلِ جنت میں سے ہیں۔ اسی طرح جو شخص اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خاطر ایمان والوں سے محبت کرتا ہے اسے عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہو گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک قیامت کے دن اللہ سبحانہ تعالیٰ فرمائے گا، میری بزرگی اور اطاعت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج جب میرے عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے میں انھیں اس سائے میں جگہ دوں گا" (مسلم)۔

ایمان کے شعبوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان اہلِ ایمان کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے" (متفق علیہ)

گناہ و معصیت یا گناہِ کبیرہ کا ارتکاب ایمانی اخوت کو ساقط نہیں کرتا نہ ہی کسی مسلمان کی کسی خطا کا پتہ چل جانے سے اس کے جان و مال کی حرمت ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی گناہ کرنے والا یا کسی کبیرہ کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا نہ ہی اس کا ایمان ناقص ہوتا ہے بلکہ اس کے لیے عمومی اخوت اور ولاء کا تعلق قائم رہتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

"ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کو مارو"۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے ہاتھوں، پاؤں اور چادروں سے مارا، جب ہم پیچھے ہٹے تو کچھ لوگوں نے کہا: "اللہ تمہیں رسوا

کرے"۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"یوں مت کہو، اس کے مقابلے میں شیطان کی معاونت نہ کرو"۔

مسلم میں حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے غامدیہ کی روایت میں بیان کرتے ہیں:

"پھر اسے سینے تک دبا کر لوگوں کو اسے رجم کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر ایک پتھر مارا جس سے خون کے چھینٹے ان کے چہرے پر آکر پڑے، حضرت خالد نے اس پر غامدیہ کے لیے کچھ نازیباالفاظ کہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ الفاظ سن لیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"خبردار اے خالد، ایسا مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز محصول لینے والا [جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور حقوق العباد میں گرفتار ہوتا ہے اور مسکینوں کو ستاتا ہے] بھی ایسی توبہ کرے تو اس کا گناہ بھی بخش دیا جائے"۔

اسی طرح ظلم بھی اسلامی اخوت کو ساقط نہیں کرتا، لہٰذا اگر کوئی مسلمان ظالم ہو تو اگرچہ اپنے ظلم کی وجہ سے وہ معاصی اور عذاب کی وعید کا مستحق تو ہو گا لیکن اپنے ایمان کی اصل کے بقدر اور شرعی و ایمانی حقوق کی بنا پر ولاء کا حق دار بھی ہو گا۔ شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ مجموعۃ الفتاویٰ میں فرماتے ہیں:

"مومن پر لازم ہے کہ اللہ کے لیے دشمنی کرے اور اللہ ہی کے لیے دوستی کرے۔ اگر کوئی مومن ہو تو اس پر اس کے ساتھ موالات فرض ہے چاہے اس نے اس کے ساتھ ظلم ہی کیوں نہ کیا ہو، کیوں کہ ظلم ایمانی موالات کو قطع نہیں کرتا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ 0 اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات:۹۔۱۰)

"اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع لائے پس وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں"۔

باہمی قتال اور بغاوت کے باوجود اہلِ ایمان کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم رکھا گیا ہے اور ان کے درمیان صلح کرانے کا حکم دیا گیا ہے۔ مومن کو ان دو قسموں کے فرق میں تدبر کرنا چاہیے جو اکثر آپس میں ملتبس ہو جاتی ہیں اور یہ جاننا چاہیے کہ مومن چاہے آپ پر ظلم و زیادتی بھی کرے تو اس سے موالات رکھنا واجب ہے اور کافر چاہے آپ کو عطا کرے یا اچھا سلوک بھی کرے تو اس سے عداوت رکھنا واجب ہے۔

جبکہ ظلم قبیح اور خبیث ترین گناہوں میں سے ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

"اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم کو حرام کیا ہے اسی لیے تمہارے مابین بھی اسے حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو"۔

اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ظلم سے بچو بے شک ظلم سے قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گی"۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ زُرْقًا 0 یَّتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا 0 نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِیْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا یَوْمًا 0 وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا ۔ فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۔ لَّا تَرٰى فِیْهَا عِوَجًا وَّ لَاۤ اَمْتًا 0 یَوْمَئِذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا 0 یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَهٗ قَوْلًا 0 یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا 0 وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ؕ وَ قَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا (طٰہٰ ۱۰۲۔۱۱۱)

"جس روز صور پھونکا جائے گا اور ہم گنہگاروں کو اکٹھا کریں گے اور ان کی آنکھیں نیلی نیلی ہوں گی۔ (تو وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے کہ تم دنیا میں) صرف دس ہی دن رہے ہو۔ جو باتیں یہ کریں گے ہم خوب جانتے ہیں اس وقت ان میں سب سے اچھی راہ والا (یعنی عاقل و ہوش مند (کہے گا کہ نہیں بلکہ صرف ایک ہی روز ٹھہرے ہو۔ اور تم سے پہاڑوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ اللہ ان کو اڑا کر بکھیر دے گا۔ اور زمین کو ہموار میدان کر چھوڑے گا۔ جس میں نہ تم کجی (اور پستی) دیکھو نہ ٹیلا (اور نہ بلندی)۔ اس روز لوگ ایک پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے اور اس کی پیروی سے انحراف نہ کر سکیں گے اور اللہ کے سامنے آوازیں پست ہو جائیں گی تو تم آواز خفی کے سوا کوئی آواز نہ سنو گے۔ اس روز (کسی کی) سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی مگر اس شخص کی جسے اللہ اجازت دے اور اسی

کی بات کو پسند فرمائے۔ جو کچھ ان کے آگے ہے جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ اسکو جانتا ہے اور وہ (اپنے) علم سے اللہ (کے علم) پر احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور اس زندہ و قائم کے روبرو منہ نیچے ہو جائیں گے اور جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد رہا"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتلا دیا کہ ظالمین کے لیے خرابی ہے اور یہ کہ جو جتنا ظلم کرے گا اتنا ہی نامراد ہو گا۔ جیسا کہ شنقیطی رحمہ اللہ نے اضواالبیان میں لکھا ہے کہ

"اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فرمان: "جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد رہا" سے واضح ہے کہ جو کوئی جتنا ظلم کرے اس کے لیے اس کے بقدر نامرادی ہے"۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے دشمن کے حوالے کرتا ہے جیسا کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے متفق علیہ روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"باہم ایک دوسرے سے حسد، رنجش اور بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو، تم میں سے کوئی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے اور اے اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہیں کرتا، نہ اس کی تحقیر کرتا ہے اور نہ ہی اسے رسوا کرتا ہے، اور تقوٰی یہاں ہے"۔

پھر تین دفعہ اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا:

"کسی شخص کے شر کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے، مسلمان پر مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔" میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے"۔

سچ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان کا خون حرام ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ابنِ عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مومن اس وقت تک دین کے دائرے سے نہیں نکل سکتا جب تک حرام خون نہ بہائے"۔

اور سنن ابو داود میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مومن ہمیشہ آزاد اور بے فکر رہتا ہے جب تک اسے کوئی حرام خون نہ پہنچے پھر جب وہ حرام خون میں مبتلا ہو جاتا ہے تو نہایت عاجز اور تنگ ہو جاتا ہے"۔

صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے فرمایا:

"وہ مہلک امور جن میں مبتلا ہونے والے کا بچنا محال ہے ان میں سے ایک ناحق حرام خون کا بہانا ہے"۔

اسی طرح سنن ابو داود میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے کسی مسلمان کو ناحق قتل کیا اور پھر اس کے قتل پر خوش ہوا تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کی کوئی نفل یا فرض عبادت قبول نہیں کرے گا"۔

خالد بن دہقان فرماتے ہیں میں نے یحیٰی بن یحیٰی غسانی سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

"اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو فتنہ و غارت گری کے دور میں آپس میں قتال کرتے ہیں اور ان میں سے ایک قتل کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ ہدایت پر ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس گناہ پر استغفار بھی نہیں کرتا"۔

فتنے کے دور میں قتال سے لکڑی کی تلوار بہتر ہے۔ امام احمد اور ترمذی نے عدیسہ بنت اھبان بن صفی غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے بارے میں بیان کرتی ہیں:

"جب بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے ابو مسلم کیا آپ ان لوگوں کے مقابلے میں ہماری مدد نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ چنانچہ اپنی لونڈی کو بلایا اور اس سے کہا میری تلوار لاو، جب تلوار لائی گئی تو انہوں نے اسے چپہ بھر باہر کھینچا تو وہ لکڑی کی تھی، میرے والد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، میرے حبیب اور آپ کے چچازاد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا: "عنقریب فتنہ اور انتشار پھیل جائے گا تو جب ایسا وقت آئے تو تم اپنی تلوار توڑ کر لکڑی کی تلوار رکھ لینا"۔ تو جب فتنہ پھیلا تو میں نے اپنی تلوار توڑ کر لکڑی کی تلوار رکھ لی، اگر آپ چاہیں تو میں اس کے ساتھ آپ کے ساتھ شریک ہوتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں آپ ایسا نہ کریں"۔

مسندِ احمد میں حضرت سھل بن ابی الصلت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"جب علی رضی اللہ عنہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے اس امر سے پیچھے رکھا تو انہوں نے کہا: آپ کے چچازاد یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے تلوار دی تو فرمایا: "اس سے قتال کرنا جب دشمن سے لڑا جائے اور جب تم دیکھو کہ لوگ ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں تو اس کو توڑ کر گھر میں بیٹھ جانا یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے یا غلط فریق واضح ہو جائے"۔

بد ترین قتال فتنے کے دور کا قتال ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قتال سے پہلے وضاحت کا حکم دیا ہے کہ کہیں ناحق قتل نہ ہو جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (النساء:۹۴)

”مومنو! جب تم اللہ کی راہ میں باہر نکلا کرو تو تحقیق سے کام لیا کرو اور جو شخص تم سے سلام علیک کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو اور اس سے تمہاری غرض یہ ہو کہ دنیا کی زندگی کا فائدہ حاصل کرو سو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں تم بھی تو پہلے ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا تو (آئندہ) تحقیق کر لیا کرو اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ کو سب کی خبر ہے“۔

مسلمان کی عزت و ناموس حرام ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”سود کے گناہ کے ستر درجے ہیں اس میں سے ادنیٰ ترین اس گناہ کے برابر ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے فعلِ بد کرے اور بے شک سب سے بڑا سود یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی ناموس پر دست درازی کرے“۔ (طبرانی)

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے:

”جس شخص کی سفارش اللہ کی مقرر کردہ کسی سزا کے درمیان حائل ہو جائے تو گویا اس نے اللہ کے ساتھ ضد کی، جو شخص مقروض ہو کر مر گیا تو اس کا قرض درہم و دینار سے نہیں نیکیوں اور گناہوں سے ادا کیا جائے گا، جو شخص غلطی پر ہو کر جھگڑا کرتا ہے اور اپنے آپ کو غلطی پر سمجھتا بھی ہے تو وہ اس وقت تک اللہ کی ناراضگی میں رہتا ہے جب تک اس معاملے سے پیچھے نہیں ہٹ جاتا اور جو شخص کسی مسلمان کے متعلق کوئی ایسی بات کہتا ہے جو اس میں نہیں ہے، اللہ اسے اہلِ جہنم کی پیپ کے مقام پر ٹھہرائے گا یہاں تک کہ وہ بات کہنے سے باز آ جائے“۔ (مسند امام احمد: ۵۳۴۸)

اسی طرح مسلمان کا مال بھی حرام ہے۔ امام مسلم حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے کسی مسلمان کا حق چھینا تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اس پر جہنم کو واجب کر دے گا اور جنت کو حرام کر دے گا“۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ اگرچہ چھوٹی سی چیز ہی ہو؟ فرمایا: "ہاں اگرچہ ایک چھڑی ہی ہو“۔

بلاشبہ بہترین نصیحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت ہے۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”زمانہ گھوم کر اپنی جگہ ویسا ہو گیا جیسا اس دن تھا جب خدائے تعالیٰ نے زمین و آسمان بنائے تھے۔ برس بارہ مہینے کا ہے ان میں چار مہینے حرام ہیں۔ تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں، ذیقعدہ، ذوالحجۃ اور محرم اور چوتھا رجب کا مہینہ جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں ہے۔ اس کے بعد فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ کا کچھ اور نام رکھیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ ذوالحجۃ کا مہینہ نہیں ہے، ہم نے کہا جی یہ ذوالحجۃ کا مہینہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر کا کچھ اور نام رکھیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ مکہ کا شہر نہیں ہے، ہم نے کہا جی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کا کچھ اور نام رکھیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک یہ یوم النحر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں [عزتیں] حرام ہیں تم پر جیسے یہ دن حرام ہے اس شہر میں اس مہینے میں اور عنقریب تم ملو گے اپنے پروردگار سے وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ پھر میرے بعد گمراہ مت ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو جو حاضر ہے وہ یہ حکم غائب کو پہنچا دے کیوں کہ بعض وہ شخص جس کو پہنچائے گا، زیادہ یاد رکھنے والا ہو گا اس وقت سننے والے سے۔ پھر فرمایا دیکھو میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا“ (صحیح مسلم)۔

اے اللہ! مسلمانوں کو ہدایت عطا فرما، ان کے خون کی حفاظت فرما اور ان کے باہمی معاملات کی اصلاح فرما۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

غزوہ بدر میں مسلمانوں کا ہدف: قریش کا تجارتی قافلہ

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

غزوہ بدر سے متعلق آیات اور صحیح اور صریح روایات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ بدر سے مقصد قریش کے اس کاروان تجارت پر یلغار کرنا تھا جو کہ ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے واپس آرہا تھا، قریش مکہ کے کسی حملہ کا دفاع مقصود نہ تھا۔ علامہ شبلی کی سیرت النبیؐ میں رائے یہ ہے کہ

> "غزوہ بدر کا مقصد کاروانِ تجارت پر حملہ کرنا نہ تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ ہی میں یہ خبر آگئی تھی کہ قریش ایک عظیم جمعیت لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے نکلے ہیں۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مدافعت کے قصد سے نکلے اور بدر کا معرکہ پیش آیا۔ غزوۂ بدر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود کاروانِ تجارت پر حملہ کرنا نہ تھا بلکہ قریش کے حملہ کا دفاع مقصود تھا"۔

علامہ شبلی کا یہ خیال تمام محدثین اور مفسرین کی تصریحات بلکہ تمام صحیح اور صریح روایات کے خلاف ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابوایوب انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے مدینہ میں یہ فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر دی گئی ہے کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ آرہا ہے، کیا تم کو یہ مرغوب ہے کہ تم اس تجارتی قافلہ کو لینے کے لیے خروج کرو۔ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قافلہ کے اموال کو بطور غنیمت ہم کو عطا فرمائے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہاں ہم کو یہ امر موغوب ہے، اس کے بعد ہم روانہ ہوگئے۔ ایک یا دو روز کی منزل طے کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کفار مکہ کو ہماری روانگی کی اطلاع مل چکی ہے اور وہ تیار ہو کر ہمارے مقابلہ اور مقاتلہ کے لیے آرہے ہیں تم بھی ان سے جہاد و قتال کے لیے تیار ہو جاؤ۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! خدا کی قسم (ظاہر اسباب میں) ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ہم مٹھی بھر جماعت قریش کے اس مسلح لشکر جرار کا مقابلہ کر سکیں، جز ایں نیست ہم تو ابوسفیان کے کاروان تجارت پر حملہ کرنے کے لیے نکلے تھے یعنی ہمیں اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ قریش سے اس طرح مقابلہ کرنا پڑے گا کہ کچھ تیار ہو کر نکلتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کام کا اعادہ فرمایا، مقدادؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بنی اسرائیل کی طرح آپ سے یہ نہیں کہیں کہ اذهب انت و ربك فقاتلا انا هھنا قاعدون کہ "آپ اور آپ کا رب جا کر لڑ لو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں"۔ بلکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے ہر طرف سے اور ہر طرح سے لڑیں گے (فتح الباری، ۷ ص ۲۲۴)

اور عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا کہ ابوسفیان تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آرہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس کی طرف خروج کی دعوت دی اور یہ فرمایا کہ یہ قریش کا قافلہ آرہا ہے جس میں ان کے بے شمار اموال ہیں۔ پس تم اس پر حملہ کرنے کے لیے نکلو شاید اللہ تعالیٰ وہ تمام اموال تم کو غنیمت میں عطا فرمائے۔ پس کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے اور کچھ نہیں نکلے، جس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں کو اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں سے کوئی جنگ پیش آجائے گی۔ ابوسفیان کو اس کا کھٹکا لگا ہوا تھا اس لیے وہ برابر جستجو میں تھا یہاں تک کہ جب ابوسفیان پر حملہ کے لیے خروج فرمایا تو فوراً ضمضم غفاری کو قاصد بنا کر مکہ روانہ کیا..... الی آخر القصہ (البدایۃ والنہایۃ ج۳ ص ۲۵۶، تفسیر ابن کثیر ج۲ ص ۲۸۸ سورہ الانفال)

اس لیے حافظ عسقلانیؒ شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

> "غزوۂ بدر کا سبب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ابوسفیان کے تجارتی قافلہ کی طرف خروج کی دعوت دی تاکہ اس کے ذخائرِ اموال پر قبضہ کریں کیونکہ اس قافلہ میں اموال بہت تھے اور آدمی کم تھے (تیس یا چالیس تھے)۔ اس لیے اکثر انصار کو یہ گمان بھی نہ ہوا کہ نوبت قتال کی آئے گی۔ اس لیے بہت تھوڑے آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور لڑائی کی خاص تیاری نہیں کی۔ بخلاف مشرکین کے کہ وہ پوری تیاری کے ساتھ مکہ سے نکلے تاکہ اپنے اموال کی حفاظت اور مدافعت کریں۔ (فتح الباری ج۷، ص ۲۲۲)

ابوسفیان کو جب خبر ملی کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کاروان تجارت پر حملہ کرنے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے ہیں تو اس نے فوراً ضمضم غفاری کو پیغام دے کر مکہ روانہ کیا:

> "اے گروہ قریش ڈرو اور خبر لو اپنے ان اونٹوں کی جو کپڑوں اور سامان سے لدے ہوئے ہیں اور خبر لو اپنے مالوں کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ساتھ ان سے تعرض کے لیے روانہ ہوگئے ہیں۔ میں گمان نہیں کرتا کہ تم اپنے اموال کو صحیح و سالم پاؤ

گے، جلد از جلد اپنے قافلہ کی مدد کو پہنچو"۔(البدایۃ والنہایۃ ج۳ص ۲۵۸)

ابوسفیان نے ضمضم غفاری کو روانہ کرنے کے بعد نہایت احتیاط سے کام لیا اور ساحل کے راستے سے قافلہ کو بچا کر نکل گیا اور جب قافلہ مسلمانوں کی زد سے نکل گیا تو ابوسفیان نے ایک دوسرا پیغام قریش کے نام روانہ کیا، وہ پیغام یہ تھا:

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جب ابوسفیان نے دیکھا کہ اب اپنے قافلہ کو مسلمانوں سے بچا کر نکال لے گیا تو قریش کی طرف ایک پیغام بھیجا کہ

"تم فقط اپنے کاروان تجارت اور آدمیوں اور مالوں کی حفاظت کے لیے نکلے تھے، اللہ نے ان سب کو بچا لیا ہے لہٰذا اب تم مکہ لوٹ جاؤ"۔(البدایۃ والنہایۃ ج۳ص ۲۲۶)

ابوسفیان کا یہ پیغام قریش کو اس وقت پہنچا کہ جب قریش مقام جحفہ میں پہنچ چکے تھے۔ لوگوں نے چاہا کہ لوٹ جائیں مگر ابوجہل نے قسم کھالی کہ ہم اسی شان سے بدر تک جائیں گے اور بغیر لڑے واپس نہ ہوں گے۔ مگر اخنس بن شریق نے ابوجہل کی بات کو نہ مانا اور بنی زہرہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا:

اے بنی زہرہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے مالوں کو بچا لیا اور تمہارے ساتھی مخرمہ کو بچا لیا۔ جزایں نیست تم تو فقط مالوں کو مسلمانوں کی دست برد سے بچانے کے لیے نکلے تھے، سو وہ بچ نکلے، لہٰذا تم سب لوٹ جاؤ بے ضرورت نکلنے سے کیا فائدہ"۔

اخنس کہتے ہیں کہ تمام بنی زہرہ راستہ ہی سے لوٹ گئے اور ایک آدمی بھی بنی زہرہ کا بدر کے معرکہ میں شریک نہیں ہوا۔(البدایۃ والنہایۃ ج۳ص ۲۶۶)

کیا اس قسم کی صریح اور ناقابل تاویل روایات کے بعد بھی کسی مؤول کے لیے یہ گنجائش ہے کہ یہ کہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کاروان تجارت پر حملہ کرنے کے لیے نہیں نکلے تھے بلکہ قریش کی جو جمعیت مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے نکلی تھی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مدافعت کے لیے بدر تشریف لے گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہمراہ لے کر جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد صرف قریش کا کاروان تجارت ہی تھا۔ ابوجہل اور اس کی جمعیت کا وہم و گمان بھی نہ تھا بلکہ نفس الامر میں کہیں اس کا وجود اور نام و نشان بھی نہ تھا۔ جیسا کہ ابوجہل اور قریش کے کہیں حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ہم کوئی جمعیت لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوں بلکہ جب ابوسفیان کے قاصد ضمضم غفاری نے مکہ پہنچ کر یہ خبر سنائی کہ تمہارا کاروان تجارت خطرہ میں ہے، مسلمان اس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو اس وقت مکہ میں ہلچل پڑ گئی اور قریش ابوجہل کی سرکردگی میں بڑی شان و شوکت سے زرہیں پہن کر اور پوری طرح مسلح ہو کر اپنے کاروانِ تجارت کو بچانے کے لیے نکلے۔ قریش کو مقام جحفہ میں پہنچ کر ابوسفیان کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ قافلہ صحیح سالم بچ نکلا ہے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام صفراء میں پہنچ کر اطلاع ملی کہ کاروان تجارت نکل گیا ہے اور قریش پوری تیاری کے ساتھ مسلح ہو کر آرہے ہیں چونکہ مسلمان کسی جنگ کی نیت سے نہیں نکلے تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔

لہٰذا کسی علامہ کا یہ خیال کرنا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اول سے آخر تک کسی وقت بھی تجارتی قافلہ پر حملہ کی نیت نہیں کی بلکہ ابتدا ہی سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سفر شروع فرمایا وہ قریش کے اس فوجی لشکر کے مقابلہ اور دفاع کے لیے تھا جو از خود مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے اقدام کرتا ہوا چلا آرہا تھا۔

یہ خیال ایک خیال خام ہے جو اپنی ایک مزعوم درایت اور خودساختہ اصول پر مبنی ہے، جس پر تمام ذخیرہ احادیث نبویہ اور ارشادات قرآنیہ اور روایات سیرت اور واقعات تاریخیہ کو قربان کرنا چاہتے ہیں۔ افسوس اور صد افسوس کہ جن اعداء اللہ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے متبعین کو جانی اور مالی نقصان پہنچایا ہو اور اُن کو اُن کے گھروں سے نکالا ہو اور ان کے اموال پر ناجائز قبضے کیے ہوں اور آئندہ کے لیے بھی ان کے یہی عزائم ہوں اور ایک لمحہ کے لیے اسلام اور مسلمانوں کے مٹانے کی تدبیر سے غافل نہ ہوں، سو اگر مسلمان ان کو جانی یا مالی نقصان پہنچانے کے لیے کوئی اقدام کریں تو اس کو خلافِ تہذیب اور خلافِ انسانیت سمجھا جائے اور جن روایات میں کچھ تاویل چل سکے وہاں تاویل کر لی جائے اور جہاں تاویل نہ چل سکے ان کا ذکر ہی نہ کیا جائے تا کہ اپنے خود ساختہ اصول پر زد نہ پڑے، یہ شان عالم اور امانت کے خلاف ہے۔ قراطیس تبدونها وتخفون کثیرا۔ غزوۂ بدر سے پہلے جس قدر مہمیں روانہ کی گئیں وہ اکثر و بیشتر قریش کے تجارتی قافلوں ہی پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کی گئیں تو پھر غزوۂ بدر ہی میں کیوں اشکال پیش آیا؟ (سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

☆☆☆☆☆

میدانِ بدر میں الولاء والبراء کی عملی تصویر کشی

غیاث الدین فاروقی

موالات و معادات اسلامی عقیدہ کی اساس اور ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے لوازمات اور شرائط میں سے ہے، حتیٰ کہ بعض علما کا کہنا ہے کے اثباتِ توحید اور ردّ شرک کے بعد قرآنِ مجید میں جتنا زور ولاء وبراء پر دیا گیا ہے اتنا زور کسی دوسرے مسئلہ پر نہیں ہے۔ اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو قرآنِ مجید کا ایک بہت بڑا حصہ احکامِ ولاء وبراء پر مشتمل ہے۔ حتیٰ کہ بعض مستقل سورتیں ہی اس مسئلے کے اثبات کے لیے نازل ہوئی ہیں۔ جیسے سورۃ التوبۃ، الممتحنۃ اور الکافرون وغیرہ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُۥٓ إِذْ قَالُوا۟ لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءَٰٓؤُا۟ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ٱلْعَدَٰوَةُ وَٱلْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَحْدَهُۥٓ (الممتحنۃ:۴)

''تم لوگوں کے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو' قطعی بے زار ہیں۔ ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ''۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَوْثَقُ عُرَى الْإِيمَانِ الْمُوَالَاةُ فِي اللهِ وَالْمُعَادَاةُ فِي اللهِ وَالْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ

''ایمان کا سب سے مضبوط کڑا اللہ کی رضا کی خاطر موالات و معادات (وفاداری و بے زاری) اور اللہ ہی کی رضا کی خاطر محبت و دشمنی رکھنا''۔ (الطبرانی الکبیر)

یہ عقیدہ الولاء والبراء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے رگ وریشہ میں رچ بس گیا تھا۔ اُنہوں نے اپنی زندگی کو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف کر دیا تھا۔ روزمرہ کے تعلقات و معاملات ہوں یا دلی ہمدردیاں، خویش و اقارب کی محبتیں ہوں یا کسی سے دشمنی اور عداوت کا معاملہ 'اُن کی سیرت کو جس پہلو سے بھی دیکھیں 'عقیدۂ الولاء البراء ہی کو بنیاد بنا کر وہ ان مراحلِ زندگی سے سرخروئی کے ساتھ گزرے۔

اللہ کے لیے محبت اور دوستی اور اللہ ہی کے لیے عداوت اور دشمنی کی واضح ترین مثالیں غزوہ بدر کے موقع پر سامنے آئیں۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح نے اپنے باپ عبد اللہ بن الجراح کو تہہ تیغ کر دیا تھا۔ اس کی وجہ محض یہ تھی کہ والد کفر کا جھنڈا اٹھا کر آیا تھا اور ابوعبیدہؓ نے اپنی باگ ڈور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دی تھی۔

اسی طرح حضرت مصعبؓ بن عمیر نے بدر کے دن اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کر دیا تھا۔ ان کا ایک دوسرا بھائی زرارہ بن عمیر المعروف ابو عزیز مکی بھی کافروں کی طرف سے شریکِ معرکہ تھا۔ اسے جب حضرت ابوایوب انصاریؓ جنگ کے بعد گرفتار کر کے باندھ رہے تھے تو حضرت مصعبؓ کی نظر بھی اس پر پڑی۔ انہوں نے اپنے انصاری بھائی سے کہا:

''اے بھائی! اس جنگی قیدی کو مضبوطی سے باندھنا، اس کی ماں بڑی مال دار ہیں''۔

یہ سن کر زرارہ نے تعجب اور غصے سے کہا:

''تمہارا خون کس قدر سفید ہو گیا ہے کہ تم ایک غیر کو اپنے بھائی کے خلاف اُکسا رہے ہو''۔

تو حضرت مصعبؓ نے فرمایا:

''نہیں تم غلط کہہ رہے ہو، تم میرے بھائی نہیں ہو بلکہ میرا بھائی تو وہ ہے جو تمہیں باندھ رہا ہے''۔

اسی غزوہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے عبد الرحمن بھی غزوۂ بدر میں کفار کی جانب سے شریک تھے۔ بعد میں یہ مسلمان ہو گئے تو ایک دن بیٹے نے باپ کو بتایا کہ آپ غزوہ بدر میں میری تلوار کی زد میں آ گئے تھے لیکن میں نے حقِ پدری کا لحاظ کر کے چھوڑ دیا، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا:

''اگر تو میری زد میں آ جاتا تو میں تجھے قتل کر دیتا اور بیٹا ہونے کا بالکل لحاظ نہ کرتا کہ میری محبت کا مظہر تو نہیں بلکہ اسلام، اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ہیں''۔

اس معرکہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا اور کفار کو شرم ناک شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ کفار کے ۷۰/افراد قید ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے بارے میں اپنے اصحابؓ سے مشورہ کیا۔ صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہر شخص اپنے عزیز کو قتل کرے، علیؓ کو حکم دیں کہ وہ اپنے بھائی عقیل کی گردن ماریں اور مجھ کو اجازت دیں کہ میں

اپنے فلاں عزیز کی گردن ماروں اس لیے کہ یہ لوگ کفر کے پیشوا اور امام ہیں"۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اسی ایمانی غیرت اور دین ہی کی بنیاد پر سب کچھ لُٹا دینے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات اور جہادات اپنی ہی قوم اور اپنے ہی خویش و اقارب اور اپنے ہی اعزا اور احباب ہی سے تو تھے، کسی غیر ملکی اور اجنبی قوم سے تو نہ تھے۔ جنگ بدر میں مہاجرین کے سامنے کسی کا باپ تھا اور کسی کا لخت جگر اور کسی کا بھائی اور کسی کا چچا اور کسی کا ماموں اور عام رشتہ داری تو سبھی سے تھی۔ محض اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دین کے لیے صحابہ کرامؓ کی تیغ بے دریغ بے نیام تھی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ واہ واہ ایمان ایسے ہی عشق کا نام ہے جس کے سامنے لیلیٰ اور مجنوں کی تمام داستانیں گرد ہیں اور قرآن وحدیث میں جو ہجرت کے فضائل سے بھرے پڑے ہیں اس ہجرت کا مطلب یہی تو ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے ماں اور باپ اور بیوی اور بچوں اور خویش و اقارب سب کو چھوڑ دینا، قوم اور وطن کا توڑ کر ہی کیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب ہجرت کی تو جس کی رفیقۂ حیات اور محبوب بیوی نے کفر کو اسلام کے مقابلے میں ترجیح دی اور کفر کی حالت میں قوم اور وطن کی سکونت کو اختیار کیا تو اس صحابیؓ نے عمر بھر کی رفیقۂ حیات کو طلاق دے دی اور بیوی بچوں اور مال و دولت اور گھر اور بار چھوڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوئے اور مدینہ کا راستہ پکڑا رضی اللہ عنہم وحشرنا فی زمرتہم واماتنا علی حبہم وسیرتہم آمین یارب العالمین۔

اے میرے عزیزو! اے میرے دوستو! قومیت اور وطنیت ایک فتنہ ہے، بت پرستی کے بعد قوم پرستی اور وطن پرستی کا درجہ ہے۔ اور کفر دون کفر اور شرک دون شرک اور ظلم دون ظلم کا مصداق ہے۔ انما المومنون اخوۃ اور ان الکفرین کانوالکم عدوا مبینا کو پیش نظر رکھ کر مسلمانوں کو اپنا بھائی اور روئے زمین کے کل کافروں کو اپنا ایک دشمن سمجھو"۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: رمضان، مومنِ صادق کے لیے حیاتِ نو

ایصالِ ثواب کی برکت:

ماشاء اللہ! اتنے آدمی روزے رکھ رہے ہیں اور قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور تہجد پڑھ رہے ہیں، لیکن یہاں کے لوگوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں؟ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ کچھ حصہ ان کا بھی ہونا چاہیے، اس سے اللہ تعالیٰ ان کو بھی اجر عطا فرمائے گا، آپ کو بھی ترقی اور مزید کی توفیق عطا فرمائے گا۔ اس سے آپ کی زندگی میں برکت ہو گی، ان شاء اللہ۔ اس لیے کہ وہ اللہ کے بڑے صادق اور مخلص بندے تھے، اور ان کی وجہ سے دین کا بڑا فروغ ہوا۔

کیا خبر یہ آخری رمضان ہو!

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق دے کہ اس رمضان کی قدر کریں، اللہ اس کے بعد آپ کو بہت سے رمضان نصیب فرمائے، لیکن آپ کے ذہن میں یہ ہونا چاہیے کہ اس رمضان میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔ اس خیال سے کہ رمضان تو ابھی بہت کرنے ہیں، نہیں! بلکہ اسی رمضان میں ایسا کریں کہ جیسے معلوم نہیں اس کے بعد موقع ملے یا نہ ملے، کیا ہو! صرف عمر ہی کا مسئلہ نہیں، صحت کا مسئلہ بھی ہوتا ہے اور بعض حوادث کا مسئلہ بھی ہوتا ہے۔ ان سب سے اللہ آپ کو بچائے اور آپ کو بہت رمضان نصیب فرمائے۔ مگر اس رمضان کی قدر کریں اور اس میں جو زیادہ سے زیادہ ہو سکے وہ کر لیں۔

درود پاک کی کثرت:

اللہ سے دعائیں مانگ لیں، استغفار کر لیں، قرآن شریف پڑھیں، ایصالِ ثواب کریں، اور درود شریف کا اہتمام رکھیں۔ یہاں کے قیام میں نمازوں کے بعد، قرآن مجید کی تلاوت کے بعد، سب سے زیادہ اہتمام درود شریف کا ہونا چاہیے۔ کم سے کم ایک تو درود جو مسنون ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ایسے ہی اہلِ ایمان کے لیے دعا: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ کا اہتمام کریں۔

اور پھر اللھم اغفرللمومنین والمومنات، الاحیاء منھم والاموات، اس کا بھی ورد رکھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق دے، اور یہ رمضان ہماری زندگی میں ایک انقلاب انگیز رمضان ثابت ہو، آمین۔

وصلی اللہ علی نبینا محمدوعلی آلہ وصحبہ اجمعین

☆☆☆☆☆

جہاد کے لیے صدقہ کرنے کے فضائل

مولانا سید ولی شاہ بخاری

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک درہم ایک لاکھ درہم سے آگے نکل گیا!'' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تعجب سے فرمایا: ''یارسول اللہ! یہ کیسے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص کے پاس دو ہی درہم تھے اور اس نے ان میں سے ایک صدقہ کر دیا، جب کہ ایک دوسرا شخص اپنے کُل مال کے ایک چھوٹے سے حصے کی طرف بڑھا اور اس میں سے ایک لاکھ درہم نکال کر صدقہ کر دیے'' (چنانچہ پہلا شخص کم دینے کے باوجود آگے نکل گیا)۔ (نسائی: کتاب الزکاۃ، باب جھد المقل)

مسند احمد اور ابوداؤد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ:

ای الصدقۃ افضل ''سب سے افضل صدقہ کون سا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھد المقل... ''وہ صدقہ جو کم مال والا تکلیف اٹھا کر دے''۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں:

ایک صحابیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مہار والی اونٹنی لے کر حاضر ہوئے اور فرمایا: ھذہ فی سبیل اللہ ''یہ اللہ کی راہ میں (صدقہ) ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لك بها یوم القیامة سبع مائة ناقة كلها مخطومة ۔''تیرے لیے اس کے بدلے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ہوں گی جو تمام کی تمام مہار والی ہوں گی''۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من انفق زوجین فی سبیل اللہ دعاہ خزنة الجنة، کل خزنة باب: ای فل ھلم

''جس شخص نے اللہ کی راہ میں جوڑا (یعنی دو چیزیں) خرچ کیں، اسے جنت کے دربان بلائیں گے، ہر دروازے کے دربان کہیں کہ کہ اے فلاں! ادھر آؤ''۔ (بخاری: کتاب الجھاد والسیر، باب فضل النفقة فی سبیل اللہ)

صحیح مسلم کی ایک حدیث کے آخری ٹکڑے میں ایک صحابیؓ اپنی اہلیہ کو ایک مجاہد کی ضروریات پر مال خرچ کرنے پر ابھارتے ہیں اور فرماتے ہیں:

لاتحسبی عنہ شیأ افواللہ لاتحسبی منہ شیأ فیبارك لك فیه

''اس (مجاہد) کو دینے سے کوئی مال بچا کر نہ رکھنا، اللہ کی قسم اس میں سے کوئی چیز نہ روکنا تاکہ تمہارے اس مال میں برکت ڈال دی جائے''۔ (مسلم: باب فضل اعانۃ الغازی فی سبیل اللہ بمرکوب)

اسی طرح ابن ماجہ کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''جس شخص نے اللہ کی راہ میں مال بھیجا اور خود گھر میں رُکا رہا تو اسے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ملیں گے۔ اور جس شخص نے خود اللہ کی راہ میں جنگ کی اور اسی راہ میں مال بھی خرچ کیا تو اسے ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم ملیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: واللہ یضاعف لمن یشاء ''اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے (اجر) دوچند کیے دیتا ہے''۔ (ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

من جھز غازیا فی سبیل اللہ فقد غزا

''جس شخص نے اللہ کی راہ میں لڑنے والے کا سازوسامان پورا کر دیا تو گویا وہ خود لڑا''۔ (بخاری: کتاب الجھاد والسیر، باب فضل من جھز غازیا أو خلفه بخیر)

اس طرح ایک اور حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ

من جھز غازیا فی سبیل اللہ کان له مثل اجرہ من غیر ان ینقص من اجر الغازی شیئاً

''جس شخص نے اللہ کی راہ میں لڑنے والے کا سازوسامان پورا کر دیا اسے بھی لڑنے والے کے برابر اجر ملے گا بغیر اس کے کہ اس لڑنے والے کے اجر میں کوئی کمی واقع ہو''۔ (ابن ماجہ: کتاب الجھاد، باب من جھز غازیا)

[بقیہ صفحہ ۹۶ پر]

مَّن ذَا الَّذِی یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا

عبید اللہ غازی

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (الحجرات:۱۵)

''ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر، پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے، وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے''۔[ترجمہ: شیخ الہندؒ]

رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ یعنی دسمبر ۲۰۰۱ء میں جب صلیبی کفر B-52 طیاروں، ڈیزی کٹر بموں اور کروز میزائلوں کے ذریعے افغانستان میں تورا بورا کے پہاڑوں میں موجود چند سو اہل عزیمت کو ملیامیٹ کر دینے کے درپے تھا تو ایسے میں تورا بورا کے مضافات میں ایک چھوٹی سی مسجد کے صحن میں ایک ۸۰ سالہ بوڑھا افغان دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے حسرت سے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ یونہی آسمان کی طرف تکتے ہوئے اُس نے اپنے پاس موجود اپنے پوتے سے کہا:

''میری لاٹھی پکڑو اور بندوق کی طرح امریکی جہازوں کی طرف اٹھا کر رکھو تاکہ اگر میرا کوئی اور بس نہیں چلتا تو کم از کم روزِ محشر اپنے رب کو تو یہ کہہ سکوں گا کہ ''اے میرے مالک! میں نے بے بسی کے عالم میں تیرے اور تیرے دین کے دشمنوں کے خلاف اپنی لاٹھی ضرور بلند کی تھی اور میں شدید بے بسی کے عالم میں یہی کر سکتا تھا''۔

جواب دہی کے احساس سے معمور اس بوڑھے نے تو اپنے روزِ محشر کے لیے زادِ راہ اکٹھا کر لیا۔ وہ دن جس کے متعلق خود اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ

وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا (مریم:۹۵)

''اور ہر ایک ان میں آئے گا اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا''
[ترجمہ شیخ الہندؒ]

سو ہر ایک کو اُس کے دربار میں اکیلے اکیلے کھڑے ہو کر ہی حساب دینا ہے۔ لہٰذا آج اگر ہر ایک قلب مسلم میں اُس ضعیف افغان بزرگ جیسا ایمان اور رب کے حضور جواب دہی کا احساس پیدا ہو جائے تو یہی کامیابی کی کلید اور فلاح کی ضمانت ہے۔ اس احساس کے بیدار ہونے کے بعد ہر مومن کے لیے راہِ عمل ایک ہی رہ جاتی ہے اور وہ ہے منہج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق جہاد و قتال کے میدانوں کا رخ کرنا۔

آج جب کہ عراق، افغانستان، فلسطین، کشمیر، چیچنیا اور دوسرے مقبوضہ ممالک کی سرزمین خونِ مسلم سے رنگین ہے، قبلۂ اول مسجد اقصیٰ آٹھ دہائیوں سے یہود کے ناپاک پنجوں میں جکڑی ہوئی ہے۔ پاکستان میں بھی مساجد، مدارس اور آبادیوں پر دشمن کے میزائل حملے معصوموں کے چیتھڑے اڑا رہے ہیں اور خلافت کے سقوط کو ایک صدی مکمل ہونے کو ہے...

ایسے میں 'عالمی تحریک جہاد' آج کفر کی عالمگیر یلغار کے بالمقابل، دفاعِ امت کے لیے سینہ سپر ہے۔ امت کے اہل عزیمت بیٹے بے سروسامانی کی حالت میں صرف نصرت خداوندی اور جذبہ شہادت کے بل بوتے سترہ سال سے افغانستان میں دشمن کو ناک رگڑنے پر مجبور کیے ہوئے ہیں۔ آج طاغوت اپنے تمام تر وسائل، گولہ بارود، ٹیکنالوجی اور اپنی نام نہاد تہذیب اور جمہوریت سمیت ذلیل ورسوا ہو کر زخمی سانپ کی طرح خود کو زمین پر پٹخ رہا ہے۔

آج جب کہ ہر مسلمان پر جہاد فرض عین ہو چکا ہے، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ میدانِ جہاد کی طرف نکلے۔ میدان میں اتر کر کافروں کا مقابلہ کرے، اُن کی گردنیں مارنے کی سعادت حاصل کرے، پھر اپنی جان بھی اللہ کے سامنے پیش کر دے اور یوں اپنا مقصود اصلی یعنی رضائے الٰہی پا جائے۔ امت کے ہر پیر و جواں پر ہر قسم کے حالات میں جہاد کے اس مبارک عمل سے وابستہ ہونا ناگزیر ہے۔ اس جہادی قافلے کی ہم راہی اختیار کرنا ہی ایمان کا اولین تقاضا بھی ہے اور آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بھی۔ پس آج جہاد میں شرکت کی موثر ترین صورت یہی ہے کہ ہم ان گرم محاذوں کا رخ کریں اور دیگر مجاہدین کے شانہ بشانہ دشمنانِ دین کا مقابلہ کریں۔

اس صلیبی جنگ میں مجاہدین کے مورچوں کو مضبوط کرنا اور اُن کے لیے وسائل بہم پہنچانا بھی اہم ترین فرائض میں شامل ہے۔ امت کے سکون، چین، راحت، آسودگی، علو اور برتری کے لیے متاعِ جان سمیت ہر طرح کی قربانی پیش کرنے والے ہی ہمارے اموال کے سب سے زیادہ حق دار اور ہمارے وسائل کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ مجاہدین کو

تائید الٰہی کے بعد اسباب کے ذیل میں بھی جو دو اساسی چیزیں درکار ہوتی ہیں وہ افرادِ کار اور مالی وسائل ہی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث 'جہاد پر خرچ کرنے پر ابھارتی ہیں۔ اسی طرح ابن ماجہ کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"جس شخص نے اللہ کی راہ میں مال بھیجا اور خود گھر میں رُکا رہا تو اسے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ملیں گے۔ اور جس شخص نے خود اللہ کی راہ میں جنگ کی اور اسی راہ میں مال بھی خرچ کیا تو اسے ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم ملیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: واللہ یضاعف لمن یشاء "اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے (اجر) دوچند کیے دیتا ہے"۔ (ابن ماجہ)

مجاہدین کو سازوسامان فراہم کر کے ان کے برابر اجر کمانے کا یہ دروازہ خواتین کے لیے بھی کھلا ہے۔ وہ غیور اہل ایمان خواتین جن کے دل جہاد میں حصہ لینے کے لیے تڑپتے ہیں، جو اس عظیم عبادت سے کسی طور محروم نہیں رہنا چاہتیں، انہیں چاہیے کہ اپنے مال و اسباب مجاہدین فی سبیل اللہ پر لٹا کر اس عظیم اجر کو حاصل کریں۔ مسلمانوں کی پوری تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جہاں مسلمان خواتین نے اپنا سب کچھ لٹا کر جہاد کو تقویت بخشی۔ غزوہ تبوک میں جب کہ مسلمانوں کا مقابلہ اس وقت کی سب سے بڑی سلطنت سے تھا اور مسلمان مالی تنگی کا سامنا کر رہے تھے، صحابیات رسول نے بھی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مجاہدین کو سامان فراہم کرنے میں حصہ ڈالا۔ حضرت ام سنان اسلمیہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ

"میں نے غزوہ تبوک کے موقع پر دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کپڑا بچھا ہوا ہے جس پر کنگن، بازوبند، پازیب، بالیاں، انگوٹھیاں اور بہت سے زیورات رکھے ہوئے ہیں"۔ (ابن عساکر)

یہ محض ماضی بعید کے قصے ہی نہیں، آج بھی الحمدللہ امت میں ایسی مائیں بہنیں موجود ہیں جن کی قربانیاں اسلام کی یاد تازہ کر دیتی ہیں۔ شیشان میں شہید ہونے والے قائد ابو جعفر یمنی رحمہ اللہ علیہ کی ہمشیرہ کی مثال ہمارے سامنے ہے جنہوں نے اپنا سارا زیور بیچ کر اپنے بھائی کا اسلحہ و دیگر ضروری سامان پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ پھر سے اس امت کو حضرت خنساء رضی اللہ عنہا جیسی مائیں اور حضرت خولہ رضی اللہ عنہا جیسی بہنیں عطا فرمائے۔ آمین

موجودہ صلیبی جنگ میں مجاہدین تو اللہ کی نصرت اور تائید سے کامیابی سے ہم کنار ہو چکے ہیں۔ افغانستان سے صلیبیوں کی پسپائی کا آغاز ہو چکا ہے۔ مجاہدین اس سترہ سالہ جنگ میں سرخرو ہوئے ہیں... اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں اُن کے شامل حال ہیں... وہ اپنی منزلوں کی جانب بلاخوف و جھجک بڑھ رہے ہیں... کفر دَم سادھے عساکرِ اسلام کی پیش قدمی دیکھ رہا ہے اور خوف سے اندر ہی اندر گھُل رہا ہے... ایسے میں جسے اس نفع بخش سودے میں اپنا حصہ ڈالنا ہے، ڈال دے...

اللہ تعالیٰ غنی عن العالمین ہے... اُس نے نانِ جویں کھا کر پیٹ بھرنے والے ضعفا کے ہاتھوں دنیا کے فراعین کو نیچا دکھایا ہے... ان غربا اور اجنبیوں کے لیے تو اُس نے جو مراتب مقرر کر رکھے ہیں... یہ اپنی جانیں وار کر اُن فضیلت والے مراتب کو پا رہے ہیں... مسئلہ تو پیچھے بیٹھ رہنے والوں کے لیے ہے کہ وہ اپنے وسائل اور جان و مال بچا بچا کر رکھتے ہیں یا اُنہیں راہِ خدا میں لُٹا کر منعمین کی رفاقت کے حق دار قرار پاتے ہیں۔

پس آج مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا کی صدا پر لبیک کہنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں، برکتیں اور مغفرتیں منتظر ہیں۔ مجاہدین اللہ ہی سے مدد کے طلب گار ہیں اور امت مسلمہ سے بجا طور پر یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جان و مال سے اُن کی نصرت کے فریضے پر توجہ دیں۔ جو بہترین مال آپ اپنے لیے پسند کرتے ہیں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔

اور یہ ادائیگی بھی صرف ایک بار کر دینا کافی نہیں بلکہ جہاد کے لیے اپنی آمدن میں سے ایک حصہ مستقلاً مقرر کر لیں اور اس کو مجاہدین تک پہنچائیں۔ اللہ ہمیں جہاد جیسی عظیم عبادت میں اپنے جان و مال کے ساتھ شرکت کرنے اور صالح اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

قاری ابو عمارہ

ہم شاہجہاں کے حالات کا ایک اجمالی جائزہ دیکھ چکے ہیں۔اب اس سلسلے کے دونوں مرکزی کرداروں کا بھی جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ ہم اس ماحول سے واقف ہو جائیں جو شیخؒ کے بعد ہندوستان کی سرزمین پر دوبارہ لادینیت یا وحدتِ ادیان کے نام سے غالب آرہا تھا۔

شاہجہاں کا سب سے بڑا لڑکا دارا شکوہ ہے جو ۱۰۲۴ھ کو پیدا ہوا اور اس کی شادی صبیہ بانو سے ہوئی،اسی سے اس کے دو بیٹے سلیمان شکوہ اور سعید شکوہ پیدا ہوئے۔عربی اور فارسی زبان اس نے بہترین اساتذہ سے سیکھی تھی اور اہل زبان کی طرح ان پر عبور رکھتا تھا۔سنسکرت کی تعلیم اس نے بنارس میں رہ کر ہندو پنڈتوں سے حاصل کی اور اس میں بھی کمال حاصل کرلیا۔اس کے قیام کے لیے بنارس میں ایک خاص عمارت تعمیر کی گئی۔

یہ کیونکہ سب سے بڑا لڑکا تھا اور ایک بیٹے کی وفات کے بعد پیدا ہوا تھا،اس لیے اس کو باپ کا بہت زیادہ لاڈ پیار ملا۔اس سے اس کی بدقسمتی کا آغاز ہوا۔لاڈ پیار میں پلا ہوا شہزادہ یہ سمجھنے لگا کہ ساری سلطنت میں اس سے زیادہ ہوشیار، سمجھ دار اور صاحب الرائے کوئی نہیں ہے۔دوسرے بھائی جب سنِ شعور کو پہنچے اور اپنے کاموں سے اردگرد کے لوگوں کو متوجہ کرنا شروع کیا تو اس کو یہ ناگوار ہوا اور اس نے ہر ایک کے ساتھ ضد اور دشمنی شروع کردی۔ان بھائیوں میں اورنگ زیب سب سے زیادہ عقلمند، با اثر اور دور اندیش تھا،اس لیے دارا کی دشمنی سے سب سے زیادہ حصہ بھی اسی نے پایا۔

اورنگ زیب اپنے ایک خط میں اس کا خاص تذکرہ کرتا ہے۔

> ”شاہزادگی کے زمانے میں ہم امراسے ایسا سلوک کیا کرتے تھے کہ سب ہم سے خوش تھے اور ہمارے سامنے اور پیچھے ہماری تعریف کیا کرتے تھے۔اس کے باوجود کہ برادرِ نامہربان کو بہت زیادہ اقتدار حاصل تھا مگر اس وقت بھی کچھ امرانے ان کی ملازمت ترک کرکے ہماری رفاقت اختیار کرلی تھی۔اور جن لوگوں نے برادرِ نامہربان کے اشارہ سے نامناسب حرکتیں کی تھیں ان کو ہم نے اغماض و تحمل کے تازیانے سے متنبہ کیا“[1]

ایک اور جگہ پر شاہجہاں اور دارا کی گفتگو کا حوالہ ہے:

”اعلیٰ حضرت نے ایک روز خلوت میں دارا شکوہ سے فرمایا:”امرائے بادشاہی کے حق میں بدگمان مت رہا کرو ان کو اپنے انعام واکرام میں شامل رکھا کرو اور باتیں بتانے والوں کی غرض آلود باتوں پر توجہ نہ دیا کرو“۔

ایک اور جگہ ذرا تفصیل سے اس سارے معاملے کا تذکرہ ہے۔

”ایک روز اعلیٰ حضرت نے علی مردان خاں اور سعد اللہ خاں کو بطورِ خاص خلوتِ خاص کی عزت سے سرافراز فرمایا اور کہا:”ملک ومال کا بندوبست فہم وفراست پر مبنی ہے۔معاذاللہ اگر کوئی بادشاہ فہم وفراست سے عاری ہوگا تو وہ پورا ملک برباد کردے گا،اس کا یہ فعل رعایا کی پریشانی، خلق اللہ کی بے سروسامانی، آمدنی کی کمی اور ویرانی ملک کے لیے ایک وثیقہ بن جائے گا۔ آپ دونوں صاحبان' خدا کے واسطے علماو صلحا کی صحبت میں حاضری دیتے ہوئے پانچوں نمازوں کے بعد دعا کرواتے رہو کہ ہماری سلطنت کی رونق نہ گھٹے، کوئی شخص ہمارے متعلق بری بات زبان پر نہ لائے اور ہمارے بعد جو بھی لڑکا فرماں روا ہو اس کو اچھے کام کی توفیق ہو۔ بعض وقت خیال ہوتا ہے کہ مہیمن پور خلافت (سب سے بڑا لڑکا دارا شکوہ مراد ہے) شان و شوکت تحمل صولت وغیرہ کے اسباب بہت کچھ رکھتا ہے مگر نیکوں کا دشمن اور بدوں کا دوست ہے۔ شہزادہ شجاع میں صرف ایک وصف ہے یعنی سیر چشمی۔ شہزادہ مراد کے متعلق کوئی فیصلہ ہی مشکل ہے وہ ہر وقت شراب میں مست رہتا ہے مگر یہ لڑکا (مراد اورنگ زیب) صاحبِ عزم اور مآل اندیش نظر آتا ہے خیال ہوتا ہے کہ وہ ریاست وسلطنت کے بار گراں کو برداشت کرسکے گا“۔

حمید الدین خاں نیمچہ جو شاہجہاں کا درباری ہے ایک جگہ لکھتا ہے۔

”دارا شکوہ کسی امیر کے ساتھ عداوت اور کسی کے ساتھ غرور تکبر کا رویہ اختیار کرتا مگر اورنگ زیب ہر ایک کے ساتھ خاص تعلق رکھتے تھے اور یہ امرا بھی آپ کے پسِ پشت پوری محبت کے ساتھ لوازم مع دوستی پر عمل پیرا رہتے۔اعلیٰ حضرت (شاہجہاں) کو دل ہی دل میں بہت گرانی ہوتی۔ دارا شکوہ کو نصیحت و فہمائش کرتے مگر جب دیکھا کہ اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا تو خواہش ہوئی کہ محمد اورنگ زیب تمام امراسے یکساں سلوک نہ

[1] یعنی ان پر کوئی گرفت کرنے کی بجائے نظر انداز کرنے اور معاف کرنے کا رویہ اپنایا۔

کریں بلکہ ان میں تفاوت برتیں۔ چنانچہ دستخط خاص سے ایک تحریر ارسال فرمائی "بابا سلطان اور فرزندان سلطان کو چاہیے کہ عالی ہمتی کو کام میں لائیں اور بلند فطرت ہوں۔ سنا گیا ہے کہ تم ہر ایک نوکر کے ساتھ بہت ہی پست ہو کر سلوک کرتے ہو اس پست فطرتی سے مذمت کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا"۔ اورنگ زیب نے اس کے جوب میں لکھا: "بندہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث پر عمل کرتا ہے جس کے بموجب جو اللہ کے لیے خود کو ذلیل کرتا ہے اللہ اس کو عزت عطا کرتا ہے"۔

دارا شکوہ کی تعلیم کے لیے وقت کے بہترین اساتذہ بلائے گئے۔ مولانا عبد اللطیف سلطان پوری، ملا میرک شیخ اور عبد الرشید دیلمی جو خطاطی کا ماہر تھا۔ تصوف میں اس کو خاص ذوق تھا۔ سنسکرت بنارس میں رہ کر سیکھی۔ قدرت نے اس کو ترقی کا بہترین موقع دیا تھا مگر وہ اپنی خود پسندی کی وجہ سے اسلام کی بجائے الحاد کی جانب مائل ہوتا رہا۔ اس کی تصانیف کی ترتیب صاف طور پر بتاتی ہے کہ وہ کس طرح بتدریج الحاد کی جانب گامزن تھا۔

اسکی پہلی کتاب "سفینۃ الاولیاء" ہے جو اس نے ۲۵ سال کی عمر میں لکھی۔ یہ کتاب ۱۰۴۹ھ میں ختم ہوتی ہے اس میں چار سو گیارہ برگان دین کے حالات کا مختصر تذکرہ ہے اور یہ دو فصلوں میں منقسم ہے۔ اس میں اس نے اپنے نام کے ساتھ حنفی قادری کے الفاظ بڑھا دیے ہیں۔

تین برس بعد اس نے دوسری کتاب "سکینۃ الاولیاء" لکھی۔ یہ کتاب اس کے دادا پیر حضرت میاں میرؒ کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں وہ الہام یا ندائے غیبی کا تذکرہ بھی کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا:

"میں نے ایک ندا سنی کہ مجھے وہ چیز حاصل ہو گی جو آج تک کسی بادشاہ یا شہزادے کو حاصل نہیں ہوئی"۔

اس کی تعبیر وہ یوں کرتا ہے:

"چنانچہ میں نے حضرت ملا شاہ بدخشانی کے ہاتھ پر بیعت کی"۔

اگلی تصنیف رسالہ "حق نما" ہے جس میں واصل الی الحق ہونے کے مختلف مدارج بتائے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ اس کتاب کو صرف ایسے شخص کو پڑھنا چاہیے جس کی ہدایت کے لیے ایک مرشد موجود ہو۔

پھر لکھتا ہے کہ

"اہل اللہ اور عارف اس رسالہ کو پڑھیں گے تو حیران ہوں گے کہ کیسے حق تعالیٰ نے مجھ پر اسرار و رموز اور کشف و حقائق کے کیسے کیسے ابواب کھول دیے ہیں اور ایک شہزادہ ہونے کے باوجود اور بغیر کسی ریاضت کے کیسے مجھ پر علم و عرفان کا دروازہ کھولا ہے"۔

یہ رسالہ چار فصلوں میں ہے۔ اس میں بھی آواز غیبی کا تذکرہ ہے۔

"خواب میں میں نے ایک آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ جو نعمت تجھے دی گئی ہے وہ روئے زمین کے سلاطین میں سے کسی کو نہیں دی گئی"۔[2]

اسی زمانے میں اس نے اعلانیہ ایسے جملے استعمال کرنا شروع کر دیے جو شریعت کی نظر میں قابل اعتراض تھے۔ چنانچہ جب چہ مہ گوئیاں شروع ہوئیں تو اس نے رسالہ "حسنات العارفین" (شطحیات) لکھا۔ اس میں اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اصحابِ کبار کے موضوع اقوال اور صوفیا کے حالتِ جذب کے جملوں کو جمع کیا ہے، جن سے بظاہر منصوری دعوے کی تائید ہوتی ہے۔ اس کتاب کا مقصد لوگوں پر یہ ثابت کرنا تھا کہ دارا اس مقام پر پہنچ گیا ہے کہ جہاں (عوام کے عقائد باطلہ کے مطابق) کفر و اسلام کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔

لیکن در حقیقت اس کتاب نے دارا کا پردہ فاش کر دیا ہے۔ صوفیاء کے مکاشفات اور مشاہدات میں بعض اوقات ایسی کیفیت پیش آتی ہے کہ اس کو بیان کرنا عام الفاظ کے احاطہ سے باہر ہوتا ہے اور زیادہ تر یہ کیفیت بے اختیاری کی ہوتی ہے۔ چنانچہ الفاظ کا جامہ پہننے کے بعد اس کیفیت کا بیان کچھ اور ہی رنگ اختیار کر لیتا ہے جس پر شریعت گرفت کرتی ہے۔ مگر صوفیا کے ہاں بھی ایسے جملے اور الفاظ اختیاری طور پر کسی طرح جائز نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے کسی نے بھی ان شطحیات کو اکٹھا کر کے ان سے دلیل لینے کی کوشش نہیں کی، سوائے دارا شکوہ کے۔

اگر منصور کا "انا الحق" ہی اسلام ہے تو پھر شریعت کی گنجائش ہی کہاں رہتی ہے۔ لیکن دارا شکوہ کا یہ غرور تھا کہ وہ ہر ایک سے بلند رتبہ حاصل کر چکا ہے، اسی غرور نے اس کو آمادہ کیا کہ وہ یہ جرأت کرے اور اپنے باطل جملوں کے لیے دلیل کے طور پر ان شطحیات کو پیش کرے جن کو خود صوفیا کے ہاں تسلیم ہونے کے باوجود دلیل تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اسی غرور سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے قبل کی اس کی باتیں جن میں وہ حنفی و قادری کی نسبت کرتا ہے بناوٹی تھیں۔

دارا کی آخری تصنیف جو اس کے عقائد و نظریات پر ایک قطعی دلیل کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے "مجمع البحرین" ہے۔ یہ کتاب ۱۰۶۵ھ میں لکھی گئی اور یہ دارا کے عقائد و خیالات

---

[2] حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کو مد نظر رکھیں اور اس دعوے کو دیکھیں

کو عریاں کر کے سامنے لاتی ہے۔ اس کتاب کا مقصد ہندوؤں کو اپنی جانب متوجہ کرنا ہے۔ اس میں دارا نے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ اسلامی تصوف اور ویدانتک فلسفہ اپنی تعلیمات، اصول اور اور اپنی حقانیت کے حوالے سے ایک ہی ہیں اور جو شخص بھی حق کو حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ان میں سے کسی بھی راستے کو اختیار کرے تو وہ منزل مقصود تک پہنچ جائے گا۔[3] اس کو خطرہ ہے کہ مسلمان اس کتاب کو اچھی نظر سے نہیں دیکھیں گے اس لیے وہ لکھتا ہے

''یہ کتاب میں نے اہل بیت اور راز درون خانہ کے لیے لکھی ہے اور عوام اور ہر شخص کے لیے نہیں ہے''۔[4]

وہ لکھتا ہے:

''فقیر بے اندوہ محمد دارا شکوہ کہتا ہے کہ حقیقت الحقائق معلوم کر لینے اور صوفیا کے مذہب حق کے رموز و حقائق کی تحقیق اور اس عطیہ عظمیٰ پر فائز ہونے کے بعد اس کے درپے ہوا کہ ہندوستان کے توحید پرستوں اور ہندو قوم کے محققوں کے مشرب کو معلوم کروں۔ ہندو قوم کے چند کاملین کے ساتھ جو ریاضت، تحقیق، فہمید گی، اور انتہا درجہ کے تصوف اور انتہا درجہ کی خدا رسید گی اور سنجید گی میں آخری درجہ پر پہنچے ہوے ہیں بار بار ملاقات کی۔ لفظی اختلاف کے علاوہ یافت اور شناخت میں کوئی فرق نہیں پایا۔ اسی لیے اس کتاب میں فریقین کی باتوں کو ایک دوسرے پر منطبق کیا ہے۔ اور بعض وہ باتیں کہ طالبان حق کے لیے ان کا جاننا ضروری اور فائدہ بخش ہے اس کتاب میں جمع کی ہیں''۔

اسی وقت سے حنفی قادری کی نسبت بھی غائب ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ اس قسم کی کتابیں اپنے ملازمین سے بھی لکھواتا ہے۔ ان میں مشہور وہ کتاب ہے جو ''مکالمہ دارا شکوہ اور باب لعل'' کے نام سے چندر بھان نے لکھی ہے۔ چندر بھان' دارا کا سیکرٹری تھا۔ اس مکالمہ میں مجمع البحرین کے بنیادی خیال کو بہت زور و شور کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ یعنی حق و صداقت کسی ایک مذہب کی ملکیت نہیں ہے۔ دوسری کتاب جوگ بشسٹ ہے۔ اس کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ خاص دارا کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس کا دیباچہ خود دارا نے تحریر کیا ہے دیباچہ میں وہ لکھتا ہے

''اس کتاب کے انتخاب کا ترجمہ جو شیخ صوفی کی جانب منسوب ہے ہم نے کیا تو رات کو ایک خواب دیکھا کہ دو بزرگ قبول صورت ایک اونچے پر اور دوسرے کسی قدر نیچے کھڑے ہیں۔ اونچے پر بشسٹ کھڑے تھے اور نیچے پر رام چندر جی۔ میں بے اختیار بشسٹ کی خدمت میں حاضر ہوا، بشسٹ نے نہایت مہربانی سے میری کمر پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا'' اے رام چندر! یہ سچا طالب حق اور سچی طلب میں تیرا بھائی ہے اس سے بغل گیر ہو''۔ رام چندر جی مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اس کے بعد بشسٹ نے رام چندر جی کے ہاتھ میں مٹھائی دی اور کہا کہ وہ مجھے کھلائیں۔ میں نے مٹھائی کھائی۔ اس خواب کو دیکھنے پر اس کتاب کے ترجمہ کی خواہش اور زیادہ ہوئی اور دربار عالی کے حاضرین میں سے ایک شخص اس خدمت پر مقرر ہوا اور ہندوستان کے پنڈتوں سے اس کتاب کے لکھنے میں اہتمام و انصرام کروایا گیا''۔

عالمگیر نامہ میں دارا کے عقائد و خیالات پر فرد جرم اس طرح لگائی گئی ہے۔

''اباحت و الحاد اس کی طبیعت میں جم چکا تھا اور اس کو وہ تصوف کہا کرتا تھا۔ آخری حالت میں فقط اباحت و الحاد کے اظہار پر ہی قناعت نہیں کی بلکہ ہندوؤں کے دین اور ان کے رسم و رواج کا گرویدہ ہو گیا۔ برہمنوں جوگیوں اور سنیاسیوں کے ساتھ ہمیشہ صحبت رکھتا اور ان کو مرشدان کامل، عارف اور خدا رسیدہ سمجھتا تھا۔ وید کو کتابِ آسمانی اور خطابِ ربانی سمجھتا تھا اور سب سے پہلا آسمانی مصحف مانتا تھا۔ عقیدہ باطل اس انتہا کو پہنچ گیا تھا کہ جو قیمتی جواہرات وہ پہنتا تھا ان پر ہندی نام پر بھو کندہ کروایا تھا اور خداوندِ عالم کے اسمائے حسنیٰ کی بجائے اسی کو متبرک سمجھتا تھا اور اسی سے برکت حاصل کرتا تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ عبادت و ریاضت ناقص لوگوں کے لیے

---

[3] معلوم ہوتا ہے کہ دارا تک عیسائیوں کی پہنچ نہیں تھی ورنہ شاید یہاں ویدانتک فلسفہ ہی نہ ہوتا بلکہ اقانیم ثلاثہ کا فلسفہ بھی شامل ہوتا۔ اکبر کے دین الٰہی کی مبادیات پر نظر ڈالیں اور دارا کی کتابوں کو دیکھیں تو وہی تدریج یہاں بھی نظر آتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ اکبر خود بادشاہ تھا جبکہ دارا ابھی شاہزادہ تھا مگر اس نے اپنا کام شاہزادگی کے زمانے میں ہی شروع کر دیا تھا۔

[4] اس کا اس کے سوا کی امطلب ہو سکتا ہے کہ نہ علماء اور نہ ہی صوفیاء بلکہ غیر مسلم اکثریت کو متوجہ کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی گئی تھی۔ جمع بین الاسلام والشرک صوفیاء اور علماء دونوں کے لیے قابل قبول نہیں۔ یہ عقیدہ مکالمہ بابا لعل و دارا شکوہ اور جوگ بشسٹ میں مزید واضح ہو جاتا ہے

ہے اور جو لوگ یقین کے درجے پر پہنچ گئے ہوں ان کو عبادت کی ضرورت نہیں آیت کریمہ ''واعبد حتیٰ یاتیك الیقین'' کا اپنے باطل خیال کے بموجب یہی مطلب سمجھتا اور لکھتا تھا۔ لہٰذا نماز روزہ اور جملہ تکالیف شرعیہ کو انہی باطل خیالات کی وجہ سے خیر باد کہہ چکا تھا''۔

''حسنات العارفین'' سے لے کر ''جوگ بشسٹ'' تک نظر دوڑائیں اور اس فردِ جرم کو دیکھیں تو واضح ہوتا ہے کہ وہ معرکہ جو اکبر کے وقت میں شروع ہوا تھا اب اپنے عروج کو پہنچ چکا ہے۔ دارا نے اپنے ایک خط میں بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ یہ خط شاہ دلربا کو لکھا گیا ہے۔ ان کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔ خط کے الفاظ یہ ہیں:

''الحمد للہ الحمد للہ اس طائفہ شریفہ کی صحبت کی برکت سے جو مکہ مکرمہ سے آیا تھا، اس فقیر کے دل سے اسلامِ مجازی رخصت ہوا اور کفرِ حقیقی جاگزیں ہوا اور اس کفرِ حقیقی سے واضح ہوا کہ میں واقعتاً فنا فی اللہ کے درجہ پر پہنچ گیا ہوں''۔

اس مدعی فنا کا دعویٰ ہی رہا نہ تو وہ اپنی خواہشات کے چنگل سے باہر نکل سکا نہ ہی اس کی ہوس نا کی ختم ہوئی اور نہ ہی اس کے دل سے جاہ پسندی اور اقتدار کی خواہش ختم ہوئی جیسا کہ تاریخ گواہ ہے۔ اس کے تینوں بھائیوں کا الزام یہ ہے کہ یہ نہ صرف مرتد تھا بلکہ اس کا ارتداد اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ اس کو اسلام 'کفر اور کفر 'اسلام نظر آتا تھا۔ جنگ برادران کی وجوہات تاریخ میں درج ہیں۔

یہاں ہم حضرت مجددؒ اور ان کے خلفا کی خدمات پر ایک بار پھر غور کرنے کی تکلیف ناظرین کو دیں گے تا کہ اس مساعی جمیلہ کے دور رس نتائج سے ہم واقف ہو سکیں جو ایک صدی پہلے شروع کی گئی اور جس نے ایک صدی بعد اورنگ زیب جیسا بادشاہ پیدا کیا جس نے اکبر کے دینِ الٰہی کے نئے انداز کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا۔

یہ واضح ہو چکا ہے کہ دارا کی تباہی کا اصل سبب اس کے عقائد و نظریات تھے جو واضح کیے جا چکے ہیں۔ ان عقائد و نظریات نے حکومت کے سنجیدہ طبقہ کو اس سے متنفر کر دیا تھا۔ ان متنفرین میں پیش پیش خانقاہ مجددی کے متوسلین تھے جو شاہجہاں کے خیر خواہ تھے مگر دارا کی حد سے بڑھی ہوئی محبت نے جب شاہجہاں کو نیک و بد کی تمیز سے بھی محروم کر دیا تو یہ لوگ کھل کر اورنگ زیب کی حمایت میں کھڑے ہو گئے۔ اس کی تفصیل سے پہلے ایک نظر اورنگ زیب کی زندگی پر بھی ڈال لی جائے تو تصویر واضح ہو جائے گی۔

پروفیسر جدوناتھ سرکار[5] اپنی تاریخ ''اورنگ زیب'' کی تمہید یوں باندھتے ہیں:

''اورنگ زیب کی تاریخ خود ہندوستان کی چھ سو سالہ تاریخ ہے۔ اس کا اپنا عہد حکومت جو سترہویں صدی کے نصف آخر پر حاوی ہے (۱۶۵۷ء تا ۱۷۰۷ء) ہمارے ملک کی تاریخ کا اہم ترین زمانہ ہے۔ یہ اسی بادشاہ کا ورود مسعود تھا جس میں حکومت مغلیہ اپنے عروج کو پہنچی اور ابتدائے عہد تاریخ سے لے کر برطانوی عہد کے قیام تک کے زمانہ میں یہ واحد حکومت تھی جو اتنی وسیع ہوئی۔ غزنی سے چاٹگام تک اور کشمیر سے کرناٹک تک تمام ملک ایک ہی بادشاہ کے زیر نگین تھا۔ اور مالابار جیسے دور دراز مقامات پر اسی بادشاہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ برصغیر میں اسلام کی آخری سب سے بڑی ترقی کا زمانہ بھی یہی ہے۔ اس طرح سے جو حکومت قائم ہوئی وہ عملی طور پر ایک سیاسی وحدت تھی، اس کے مختلف قطعات پر مختلف بادشاہوں کا تسلط نہ تھا بلکہ سب بلاواسطہ بادشاہ کے ماتحت تھے۔ اور اس حیثیت سے اورنگ زیب کی ہندوستانی حکومت اشوک، سمدر گپت یا ہرش وردھن کی حکومت سے وسیع تر تھی۔ اس وقت تک کسی صوبہ کے گورنر نے سر نہ اٹھایا تھا۔ اگرچہ کہیں کہیں عَلَمِ بغاوت بلند ہو جاتا تھا مگر کسی صوبہ میں بھی کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو شہنشاہ دہلی کے احکامات سے سر تابی کر سکتا''۔

شاہجہاں کی کل اولاد سولہ ہے، ان میں سے ممتاز محل اس کے چودہ بچوں کی ماں تھی۔ اور اورنگ زیب کو ان میں ترتیب کے حساب سے چھٹا نمبر حاصل ہے۔ اورنگ زیب کی ولادت اور موت دونوں گھر سے دور پردیس میں ہوئیں مگر اس کی زندگی بھی دارالسلطنت سے دور ہی گزری۔

جہانگیر احمد نگر کے سپہ سالار ملک عنبر کو شکست دے کر آگرہ کی جانب آ رہا تھا کہ ہفتے کے دن ۱۵ ذی قعدہ ۱۰۲۷ھ بمطابق ۲۴ اکتوبر ۱۶۱۸ء کو ہندوستان کے سب سے بڑے تاجدار نے شاہجہاں کے گھر میں جنم لیا۔ شاہجہاں چونکہ جہانگیر کے ساتھ تھا اس لیے اس نے نومولود کو باپ کی خدمت میں پیش کیا اور ایک ہزار اشرفی نذر گزران کر اس کا نام

---

[5] یہ خراجِ تحسین' ایک ہندو مصنف کی جانب سے ہے مسلمان تو تعریف ہی کریں گے مگر ایک ہندو کی زبان سے اورنگ زیب کی تعریف ذرا مشکل کام ہے۔ انگریز دور کی حکمت عملی ''تقسیم کرو اور حکومت کرو'' کے تحت لکھی گئی تواریخ کے برعکس اس نے غیر جانب داری سے اورنگ زیب کی حکومت کا تجزیہ کیا ہے۔

رکھنے کی سفارش کی۔ جہانگیر نے نومولود کا نام اورنگ زیب رکھا۔ گویا کارکنان قضاوقدر نے دادا کے منہ سے اس پیش گوئی کو ظاہر کر دیا جو چالیس سال بعد پوری ہونے والی تھی۔

ابتدائی طور پر میر ابو المعالی خواقی خاں کی اہلیہ نے اس کو دودھ پلایا۔

اورنگ زیب کے اساتذہ میں مندرجہ ذیل حضرات کے نام آتے ہیں:

۱۔ ملا موہن بہاری

۲۔ میر محمد ہاشم گیلانی

۳۔ علامہ سعد اللہ خاں وزیر اعظم شاہجہاں

۴۔ مولانا سید محمد قنوجی

۵۔ شیخ احمد معروف بہ ملا جیون امیٹھوی

۶۔ دانش مند خاں

مغلیہ بادشاہوں کی رسم تھی کہ وہ ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتے تھے۔ ابھی اورنگ زیب کی عمر چودہ برس تھی کہ ہاتھیوں کی لڑائی کے دیکھنے کے لیے قلعہ آگرہ کے باہر جانا ہوا۔ دریا کے کنارے دو مست ہاتھی لڑنے کے لیے چھوڑے گئے سدھکر اور صورت سندر نامی ہاتھیوں کی لڑائی شروع ہوئی تو صورت سندر نامی ہاتھی ایک طرف کو بھاگا مگر سدھکر نے مجمع کا رخ کیا۔ سب سے آگے تینوں شاہزادے گھوڑوں پر سوار تھے۔ مجمع میں ہلچل ہوئی مگر اورنگ زیب نے سدھکر پر تلوار کا وار کر کے اس کو زخمی کر دیا۔ چوٹ کھا کر ہاتھی اور غضب ناک ہوا اور اس نے اورنگزیب کے گھوڑے پر اپنے دانتوں سے حملہ کیا اور اورنگزیب کو زمین پر گرا دیا۔

دارا تو دہشت کھا کر بھاگ نکلا مگر چودہ سالہ اورنگ زیب اُچک کر کھڑا ہوا اور تلوار سونت لی۔ دوسری جانب سے شجاع اور راجہ جے سنگھ نے ہاتھی پر حملہ کیا اسی اثنا میں دوسرا ہاتھی بھی اپنے حریف پر حملہ کرنے پہنچ گیا اور اس کو دھکیل کر دور لے گیا۔ اورنگ زیب فتح مندی کے ساتھ باپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو شاہجہاں نے بہت انعام و اکرام سے نوازنے کے بعد اس کو کہا:

"خدانخواستہ معاملہ الٹ ہو جاتا تو کیسی رسوائی ہوتی"۔

اورنگ زیب نے جواب دیا:

"مرنے میں کیا رسوائی ؟رسوائی تو یہ تھی جو بھائی صاحب سے سرزد ہوئی"۔

یہ عالمگیر کے عہد طفلی کا واقعہ ہی دارا اور اس کی رقابت کا نقطہ آغاز بن گیا۔

ایک سال بعد شاہجہاں نے اورنگ زیب کو لوکہ بھون کا پرگنہ جاگیر میں عطا کیا اور دو ہزاری ذات و چار ہزاری سوار عَلَم و نقارہ کے علاوہ سرخ خیمہ لگانے کی اجازت دی۔ سرخ خیمہ معتمد ترین لوگوں کو عطا کیا جاتا تھا۔

۱۰۴۵ھ میں اورنگ زیب کو تمام دکنی صوبوں کا گورنر بنا دیا گیا۔ اس وقت اورنگ زیب کی عمر اٹھارہ برس دس روز تھی۔ عالمگیر نامہ کے الفاظ یہ ہیں:

"خلاصہ یہ کہ جملہ علوم و فنون کو مکمل طور پر حاصل کرنے کے بعد عربی فارسی ترکی اور ہندی زبانوں میں مکمل مہارت پیدا کی۔ عربی و فارسی خط میں کمال حاصل کیا۔ اسی کے ساتھ فنون حربیہ، ملکی آئین، طریق حکومت اور دستور فرمانروائی کا وہ ملکہ پیدا کیا کہ اس ننھی سی عمر میں دکن جیسے پر آشوب صوبے پر ایسی کامیابی سے حکومت کی کہ بعد میں بڑے بڑے کہنہ مشق افسر بھی نہ کر سکے"۔

اورنگ زیب نے تجوید و قرأت بھی سیکھی تھی۔ مگر اس کا اصل کارنامہ 'حفظ کلام مجید کی سعادت حاصل کرنا ہے۔ یہ سعادت اس نے عمر کے تینتالیسویں سال میں حاصل کی جب وہ بادشاہ بن چکا تھا۔ اور یہ واقعی قابل تحسین ہے۔

اگرچہ خواجہ محمد سعیدؒ صاحبزادہ حضرت مجددؒ 'اورنگ زیب کے اصرار پر دہلی آئے تھے مگر اورنگ زیب کی بیعت حضرت خواجہ معصومؒ سے تھی۔ اور انہوں نے اپنے صاحب زادے سیف الدینؒ کو اورنگ زیب کی باطنی تربیت کے لیے دہلی بھیجا تھا۔ اس وقت سیف الدینؒ کی عمر ۲۵ برس تھی۔

یہ اورنگ زیب کی فنائیت کا ایک زریں باب ہے کہ خود سے سترہ برس چھوٹے شیخ سے تربیت حاصل کی۔ خواجہ معصومؒ نے سیف الدینؒ کے نام مکتوبات میں اورنگ زیب کی کیفیات پر مسرت اور اطمینان کا اظہار کیا ہے۔

مندرجہ بالا اوصاف و کمالات کے باوجود ایک چیز اورنگ زیب کے حصے میں بہت کم آئی وہ تھی باپ کی محبت اور شفقت۔ جس میں سب سے زیادہ حصہ دارا کو ملا تھا۔

دارا 'خوشامدی، چرب زبان، سنجیدگی اور متانت سے محروم، بے موقع ہنس دینے والا اور خود باپ سے بھی مخلص نہ تھا (جیسا کہ آئندہ ثابت کیا جائے گا) مگر عیاری میں وہ لاجواب تھا۔ اس نے آخر تک تختِ شاہجہانی کو اپنا مقصد بنائے رکھا اور خود شاہجہاں کو اپنا معتقد رکھا۔ اگر کبھی اس کا فریب کُھل بھی جاتا تھا تو وہ اپنی ظاہر داری سے اس کی تلافی کر دیتا تھا۔

عالمگیر خلوص و صداقت سے اس عیاری کا توڑ کرنا چاہتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ صداقت پسند شاہجہاں بالآخر دارا کو پہچان لے گا مگر ایک وقت ایسا آگیا کہ بات اس کی ذات سے بڑھ کر ملک وملت اور خود اسلام کے لیے خطرہ بن گئی چنانچہ اس کو اپنی تلوار بے نیام کرنا پڑی۔

اورنگ زیب آٹھ سال تک دکن کا گورنر رہا۔ اس عرصے میں اس نے رہزنوں اور باغیوں سے اس علاقے کو پاک کر دیا۔ بلکہ اس میں مزید علاقے کا اضافہ بھی کیا۔ یہ صوبہ آئے دن کی بغاوتوں اور شورشوں کی وجہ سے نہایت برے حال میں تھا مگر اورنگ زیب نے اسی صوبے کو ہندوستان کا امیر ترین صوبہ بنادیا۔

آٹھ برس بعد جہاں آرا بیگم کی سالگرہ کے موقع پر آتش زدگی ہوئی اور اس میں خود جہاں آرا بھی جل گئی جبکہ اس کو بچاتے ہوئے دو کنیزیں بھی ماری گئیں۔ جہاں آرا بیگم کافی دوڑ دھوپ کے بعد صحت یاب ہوئی تو اورنگ زیب بہن کی مزاج پرسی کے لیے آگرہ آیا۔ ابھی اس کو آئے تین ہفتے بھی نہیں ہوئے تھے کہ اس نے اپنی گورنری سے استعفادے دیا اور ترکِ دنیا کا ارادہ کر لیا۔ اس پر شاہجہاں کو برہمی ہوئی اور شاہی عتاب بھی اس پر نازل ہوا۔ مگر پھر جہاں آرا بیگم کی سفارش سے عتاب ختم ہوا اور گجرات کا گورنر بنادیا گیا۔ اورنگ زیب نے ترکِ دنیا کا ارادہ کیوں کیا؟ اس پر معتوب کیوں ہوا؟ اور پھر معافی کس بات کی ملی؟ یہ ایک معما ہے۔ اس کا انکشاف دس سال بعد کے ایک خط سے ہوتا ہے جو جہاں آرا بیگم کو لکھا گیا ہے۔ اس خط کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

> "مشفقہ من، اگرچہ فدوی مریدان بادشاہی اور بندگان مقرب میں خود کو داخل نہیں سمجھتا بلکہ اپنے تئیں ایک غلام شمار کرتا ہے لیکن چونکہ ہمیشہ اس دولت کے زیر سایہ عزت و آرام کی زندگی بسر کی ہے اور ذاتِ شاہانہ کہ احسانات اور نوازشات سے پرورش پائی ہے۔ طرح طرح کے احسانات مجھ پر ہوتے رہے ہیں حتیٰ کہ دکن کی صوبہ داری بھی کسی درخواست کے بغیر میرے پیر ومرشد نے اپنے خسروانہ لطف و کرم سے خود ہی مجھے عنایت فرمادی ہے۔ مگر مجھے تعجب ہے کہ پھر یہ عدمِ التفات اور بے توجہی جو شانِ مرید پروری اور بندہ نوازی کے قطعی مخالف ہے اور اس فدوی کی توہین اور عدم استقلال کا سبب ہے، آخر کیوں ہے؟
>
> یہ عقدیت سرشت جو ایزد جاں آفرین عز شانہ کے بعد قبلہ و کعبہ کی ذات والا صفات کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں رکھتا بلاوجہ کیوں معتوب ہے۔ اگر کسی کی خاطر یا کسی مصلحت سے طبع مبارک کی مرضی یہ ہے کہ یہ فدوی اس قسم کی توہین آمیز زندگی گزارتے گزارتے آخر کار کسی نا مناسب صورت سے تباہ برباد ہو جائے تب بھی اطاعت سے گریز نہیں۔ لیکن چونکہ اس طرح مرنا اور جینا دشوار ہے اور بالکل بے لطف۔ فانی اور ناپائیدار امور کے لیے نہ تو تکلیف و مصیبت ہی برداشت کی جاسکتی ہے نہ ہی خود کو دوسروں کے حوالے کیا جاسکتا ہے، لٰہذا یہی بہتر ہے کہ اعلیٰ حضرت کے حکم سے ایسی زندگی کے ننگ وعار سے رہائی پالوں تاکہ مقصدِ ملکی بھی فوت نہ ہو اور بہت سے دل بھی اس فکر وپریشانی سے آسودگی حاصل کر لیں۔
>
> اس مرید نے دس سال پہلے ہی اس بات کو معلوم کر کے اور خود کو مخل مقصود سمجھ کر استعفاپیش کیا تھا۔ پھر محض پیر و مرشد حقیقی کی خوشنودی کے لیے جو اس مرید کا حقیقی مقصد ہے پھر اس کام میں مشغول ہو گیا۔ جو کچھ برداشت کرنا تھا کیا۔ بہتر تھا کہ اسی وقت معاف فرمادیتے تاکہ گوشہ نشینی اختیار کر کے کسی کے لیے غبار خاطر نہ ہوتا اور اس کشمکش میں نہ پڑتا۔
>
> اب بھی اس کام کی تدبیر اعلیٰ حضرت کی رائے مبارک پر موقوف ہے بہر حال جو کچھ اس مرید کے لیے مناسب ہو حکم فرمایا جائے تاکہ مرضی مبارک سے آگاہ ہو کر اس کے لیے کوشش کروں"۔

گجرات میں ڈیڑھ سال گزارنے کے بعد عالمگیر کو بلخ و بدخشاں کی فتح پر مامور کر دیا گیا۔ یہاں پہلے شاہزادہ مراد کو متعین کیا گیا تھا مگر وہ فتوحات کے باوجود جنگ کو ادھورا چھوڑ کر چلا آیا تھا کیونکہ اس کو ہندوستان کی یاد ستا رہی تھی۔ اس درمیانی عرصہ میں مغلوں کے خلاف ایک متحدہ محاذ بن چکا تھا اور نسل کا سوال پیدا ہو گیا تھا۔ عالمگیر کے پاس مراد سے نصف فوج تھی مگر اس کو فتح حاصل ہوئی اور عبد العزیز خاں والی بخارا نے خود صلح کی پیش کش کی جس کو عالمگیر نے قبول کیا۔ اس صلح کا اصلی سبب عالمگیر کا مذہبی استقلال ہے۔ جنگ کے دوران ظہر کا وقت آگیا تو عالمگیر نے نماز کا حکم دیا، اس پر سالاروں اور امیروں نے جنگ کی وجہ سے معذرت کی مگر عالمگیر آگے بڑھا اور اطمینان سے نماز کے فرائض و سنن حسب معمول ادا کیے۔ عبد العزیز خاں کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے صلح میں ہی عافیت جانی۔ بدخشاں اور بلخ کی جنگ کامیاب رہی مگر عالمگیر کے لیے ایک نئی پریشانی کا باعث بن گئی۔ کیونکہ جنگ کے اخراجات کے سلسلہ میں عالمگیر کا جو مطالبہ شاہی خزانے پر باقی رہ گیا تھا وہ وجہ نزاع بن گیا۔ اور اس کے پردے میں مخالفوں کو جھوٹی سچی باتیں لگانے کا موقع مل گیا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

سیکولرازم کی تباہ کاریاں اور اس سے بچنے کی تدابیر

مولانا حذیفہ وستانوی

سیکولرازم، اصل میں لاطینی زبان کا لفظ ہے، جس کا عربی میں "علمانیۃ" اور اردو میں "لادینیت" ترجمہ ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت نے ایسے حیرت انگیز اور معجزانہ علمِ وحی سے مالامال کیا تھا کہ جس کی روشنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت مبارکہ سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام فتنوں سے امت کو باخبر کر دیا تھا، تاکہ امت ضلالت اور گمراہی سے مکمل اجتناب کرے، الحاد اور بے دینی جو سیکولرازم کے نام سے اس وقت دنیا میں فتنہ برپا کیے ہوئے ہے، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ روایت منطبق ہوتی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دعاة على ابواب جهنم من اجابهم اليها قذفوه فيها

"(ایک زمانہ میں امت پر ایسا وقت آئے گا جس میں)شر پسندوں کے ٹولے جو جہنم کے دروازے پر کھڑے ہوں گے،(انسانوں کو اور خاص کر مسلمانوں کو اس کی طرف بلائیں گے،)جو ان کی بات تسلیم کر لے گا، وہ اسے اس میں یعنی جہنم میں جھونک دیں گے"۔

قربان جائیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعبیر بیان پر، کتنے مختصر الفاظ میں کتنی عظیم خبر دی، لفظ "دعاۃ" کے ذریعہ بے دین ملحد، زندیق، سیکولر دین دشمنوں کی کثرت کی طرف اشارہ کیا، جس کا دنیا مدتوں سے مشاہدہ کر رہی ہے۔ غالب گمان یہ ہے کہ اس حدیث سے اسی سیکولرازم کے داعیوں کی طرف اشارہ ہے، لہٰذا اہم سردست سیکولرازم کے بارے میں مختصر معلومات پیش کرنے جا رہے ہیں، امید ہے کہ دل کے آنکھوں سے اس کا مطالعہ کر کے سیکولرازم کے فتنے سے اپنے آپ کو اور پورے معاشرہ کو بچانے کی فکر کریں گے۔

اللهم وفقنا لما تحب وترضى واجعل آخرتنا خيرا من الاولى۔

سیکولرازم کیا ہے؟

سیکولرازم دراصل ایک ماسونی یہودی تحریک ہے، جس کا مقصد "حقوقِ انسانی، مساوات، آزادی، تحقیق و ریسرچ، قانون دولی (International Law) اور تعلیم" کے نام پر، دین کو زندگی کے تمام شعبہ ہائے حیات سے نکال دینا، اور مادیت کا گرویدہ بنا کر، روحانیت سے بے زار کر دینا ہے۔ یہ کہہ کر کہ دین کی پیروی انسانی آزادی کے منافی ہے، لہٰذا سیاست اور دین، معیشت اور دین و معاشرت اور دین یہ سب الگ الگ ہیں۔ دین، طبیعت اور فطرت کے خلاف ہے، لہٰذا کسی بھی دین کی پیروی درست نہیں۔ ان کی صورت حال ایسی ہی ہے، جیسا کہ قرآن کا ارشاد ہے:

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا (النساء: ٦١)

"جب ان سے کہا جاتا ہے آجاؤ اس چیز کے طرف جو اللہ نے نازل کی ہے (یعنی دین اسلام) اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی (تعلیمات) کی طرف (یعنی شریعت پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونے کی طرف تو (اے مسلمان) تو دیکھے گا، منافقوں کو کہ وہ لوگوں کو آپ (یعنی شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کرنے سے روک رہے ہوں گے"۔

یہاں قرآن کریم کا مضارع کا صیغہ "یصدون" لانا اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک خاص نہیں بلکہ استمرار کے ساتھ ہر زمانہ میں ایسا ہو گا، اور پھر آگے "صدودا" کہہ کر اشارہ کیا کہ وہ اس پر مُصر بھی ہوں گے۔

سیکولرازم کا آغاز کہاں اور کیسے

سیکولرازم دراصل یورپ کی پیداوار ہے، اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب اسلام نے آکر علم کے دروازے کھولے اور اسلام کا اثر و رسوخ مشرق سے نکل کر مغرب میں غرناطہ اور بوسنیا تک پہنچا، تو اہل مغرب کی آنکھیں کھلیں، اس لیے کہ سولہویں صدی عیسوی تک یورپ میں کنیسا اور چرچ کو مکمل اثر و رسوخ حاصل تھا، جب سترھویں صدی میں اہلِ یورپ نے مسلمانوں کی علمی آزادی اور ترقی کو دیکھا اور عیسائی پادریوں اور بادشاہوں کی تنگ نظری اور تعصب کو دیکھا اور اس کے نتیجہ میں علمی تحقیقات پر پابندی اور کوئی رائے پیش کرنے والے کو ظلم کا شکار ہوتے دیکھا تو انہیں ایسا محسوس ہوا کہ عیسائیت ہی دراصل ہماری ترقی کے لیے روڑا اور رکاوٹ ہے۔ لہٰذا سترھویں صدی میں اہل مغرب نے مذہب سے بے زاری کا اعلان کر دیا، اور یہ پسِ پردہ دنیا کی خفیہ ترین تخریبی تحریک ماسونیت کی کارستانیوں اور سازشوں کا نتیجہ تھا، اس طرح جب ان سیکولرازم کے حاملین کو کامیابی ملی، تو انہوں نے اعلان کیا کہ

"اب عقل کو آزادی ہو گی اور مذہب کے قید و بند سے انسان آزاد ہو گا اور طبیعت اور نیچیریت کا بول بالا ہو گا"۔

جب یورپ میں سیکولرازم کو غلبہ حاصل ہوا، تو اب وہ دنیا پر راج اور سلطنت کے خواب دیکھنے لگے، اس طرح انہوں نے مشرق کا رُخ کیا اور ۱۷۸۹ء میں مصر پر حملہ کیا اور انیسویں صدی کے آنے تک پورے مشرق کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، کچھ ناعاقبت اندیش، مادہ پرست مسلمانوں کو بھی اپنے چنگل میں لے لیا۔

مشرق ومغرب میں سیکولرازم کے علمبردار:

سیکولرازم کو پھیلانے میں جن بدباطن اور کج فکر، لوگوں نے اہم کردار ادا کیا، ان میں سے، مغرب میں ڈارون جس نے تحقیق کے نام پر ''نظریۂ ارتقاء'' کی بنیاد ڈالی، جو دنیا کا سب سے بڑا فریب شمار کیا جاتا ہے۔اسی طرح فرائیڈ نے ''نظریۂ جنسیت'' پیش کیا۔اسی طرح ڈارکایم نے ''نظریۂ عقلیت'' پیش کیا۔جان پول سارتر نے ''نظریۂ وجودیت'' کی تحدید کی۔ پھر ایڈم اسمتھ نے ''کیپٹل ازم'' سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد ڈالی۔کارل مارکس نے ''کمیونزم'' کی بنیاد ڈالی، جو پچھلے تمام مادی افکار کا نچوڑ اور خلاصہ تھا..اور مشرق میں کمال اتاترک، طہٰ حسین، جمال عبدالناصر، انور سادات، علی پاشا، سرسید، چراغ علی، عنایت اللہ مشرقی، غلام پرویز، غلام قادیانی وغیرہ نے انہی افکار کو مشرق میں عام کرنے کا بیڑا اٹھایا۔اوراب اسی کو گلوبلائیزیشن یعنی ''عالمگیریت'' کا نام دے دیا گیا ہے۔

سیکولرازم کا ہدف:

سیکولرازم کا اصل ہدف امتِ مسلمہ کو موجودہ دور میں اسلام سے بے زار کر کے، مادیت سے وابستہ کرنا ہے، تاکہ مغرب کی بالادستی، برابر اس پر باقی رہے، اس لیے کہ اسلامی فکر، اسلامی روحانیت اوراسلام سے وابستگی یہی مسلمانوں کی کامیابی اور بالادستی کی شاہِ کلید ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اپنی پوری توجہ، ایمان اور اس کے تقاضوں پر مرکوز کرنا چاہیے، نہ کہ مادیت کے مکروفریب کے جال میں پھنسنا۔

اللہم انانسئلک العفو والعافیة فی الدین و الدنیا و الاخرة۔

سیکولر فکر رکھنے والوں کی اقسام وانواع:

سیکولرازم سے متأثر افراد کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

پہلی قسم:ان کافراور بے دین لوگوں کی، جو صراحتاًاوراعلانیۃً اسلام کا ہی نہیں،کسی دین کا انکارکرے، اگروہ مسلمان ہو اورایسی بات کرے تو مرتد شمار ہو گا۔

دوسری قسم:ان منافقوں کی، جونام کے مسلمان ہویعنی بظاہر اسلام کو تسلیم کرتے ہوں، مگر دل میں کفر کو چھپائے ہوئے ہوں۔ان کا پورامیلان اندر سے اسلام مخالف، بلکہ اسلام دشمن نظریات کی جانب ہوں۔اس وقت مسلم معاشرہ میں یہ لوگ بکثرت پائے جاتے ہیں، چند نشانیوں سے ان کو پہچانا جاسکتا ہے، وہ نشانیاں یہ ہیں :

(الف) وہ اپنے آپ کو مصلحِ ملت، مفکرِ اسلام یا مجدد ٹھہراتے ہوں، حالانکہ اسلام اور اسلام کی بنیادوں کوڈھانے کی کوشش کررہے ہیں۔ان کی حالت اسلامی تعلیمات اور مطالبات کے بالکل برعکس ہو،یہی لوگ اسلام اور مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

(ب) وہ یہ آواز لگاتے ہوں کہ اسلامی تعلیمات، عصرِحاضر میں جاری کرنے کے قابل نہیں،اس لیے کہ (العیاذ باللہ)وہ فرسودہ ہیں،وہ قابلِ اعتبار نہیں، لہٰذا عالمی قانون کو مسلمان تسلیم کرلے، اس لیے کہ (العیاذ باللہ)وہی مسلمانوں کے لیے شریعتِ اسلامیہ کے مقابل زیادہ نفع بخش اور مفید ہے۔

(ج) وہ اباحیت پسندی کے شکار ہوں، حرام کو حلال کرنے اور حلال کو حرام کرنے کے درپے ہوں، اوران کو اپنے گناہ کی سنگینی کا احساس بھی نہ ہو۔

(د)دین پر عمل کرنے والوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں اور دینی شعائر مثلاً، ڈاڑھی، ٹوپی، کرتہ وغیرہ کا مذاق اڑاتے ہوں اور دین دار کو کم عقل تصور کرتے ہوں۔

(ھ)اس کے فکری رجحان کی کوئی سمت متعین نہ ہو، جدھر کی ہوا اُدھر کا رُخ، اس کی طبیعتِ ثانیہ ہو، مثلاً جب تک روس کو غلبہ تھا کمیونزم کے حامی، اور اب امریکہ کو غلبہ حاصل ہے، تو سرمایہ داریت اور جمہوریت کے شیدائی ہوں۔

تیسری قسم: ان مسلمانوں کی ہے، جو سیکولرازم اور جمہوریت، حقوقِ انسانی، آزادیٔ نسواں، آزادیٔ رائے، دین اور سیاست میں تفریق جیسے اصطلاحات سے متأثر ہوں، جن کو آج کل ''مغربیت زدہ مسلمان'' کہا جاتا ہے۔ یہ اسلام کو مانتے ضرور ہیں، اس کی حقیقت کے بھی قائل ہیں، مگر دینی علم سے دوری یا کمی کی وجہ ان خوشنما اصطلاحات سے متأثر ہو گئے ہوں۔

سیکولرازم کو عام کرنے کے اسالیب:

اسلام دشمن طاقتوں نے خاص طور پر صہیونی، صلیبی اشتراک، جس کوماسونیت بھی کہا جاسکتا ہے، سیکولرازم کو مسلمانوں میں عام کرنے کے مختلف طریقے اپنائے۔

ا۔الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ یہ پروپیگنڈہ کرنا کہ اسلام، یہ دور انحطاط کی کھوج ہے، اور اس کی تعلیمات ٗروایاتِ قدیمہ کی حامل ہے،(العیاذ باللہ)۔مادی ترقی کے دور میں قابل عمل نہیں رہا۔

حالانکہ ایسا ہرگز نہیں، الحمدللہ!کسی بھی زمانہ میں انسان کی حقیقی ترقی، جس کو روحانی ترقی سے بھی تعبیر کیا گیا ہے، اس کا حامل اگر ہے تو یہی اسلام۔اس لیے کہ انسان کی حقیقی ترقی یہ ہے کہ وہ اپنے خالق ومالک کو راضی کرلے، اور دنیا میں اس کا تقرب حاصل کرلے، قرآن کا اعلان ہے:

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ(الحجرات:۱۳)

"تم میں سب سے زیادہ مکرم و معزز و برگزیدہ اللہ رب العزت کے نزدیک وہ ہے، جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو"۔

یعنی گناہوں سے اسی طرح لوگوں کو اور مخلوق کو تکلیف دینے سے مکمل اجتناب کرتا ہو، یہ ہے اصل ترقی کا زینہ۔

۲۔العیاذ باللہ یہ پروپیگنڈہ کرنا کہ اسلام خونی مذہب ہے، یعنی اس کی تاریخ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہے، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

اگر تاریخ کا غائرانہ مطالعہ کریں، تو معلوم ہوگا کہ پچھلے سو سال میں جمہوریت اور سیکولرازم کے نام پر دنیا میں جتنا ظلم ہوا اور قتل و غارت گیری ہوئی، اسلام میں، اس کی ایک بھی نظیر نہیں ملتی۔ایک سروے کے مطابق "اوریا مقبول جان" مشہور صحافی تحریر فرماتے ہیں کہ پچھلے سو سال میں تقریباً ستر ہ کروڑ انسانوں کو جمہوریت کے بھینٹ چڑھا دیا گیا۔اس سے قبل سولہویں صدی میں ریڈ اینڈ یںز کو سو ملین کی تعداد میں نئی دنیا کی دریافت کے نام بے قصور موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، غرناطہ میں تیس لاکھ مسلمانوں کو صلیبیت کے نام پر قربان کر دیا گیا، فلسطین میں لاکھوں مسلمانوں اور یہودیوں کو عیسائیوں نے بلاجرم قتل کر دیا۔جب کہ اسلامی تاریخ میں مسلمان امراء کی فراخ دلی، رعایا سے ہمدردی اور انصاف کوئی پوشیدہ چیز نہیں، نیک مسلمان سلطانوں اور امراء نے تو ظلم کیا ہی نہیں، بلکہ فاسق و فاجروں بھی نے کیا بھی ہوگا، تو وہ اس ظلم کے سوواں حصہ کیا، ہزارویں حصہ کے برابر بھی نہیں ہے۔ ہماری تاریخ خونی اور ظالمانہ نہیں !اگر ظالمانہ تاریخ ہے، تو انہی سیکولرازم کی نعرہ دینے والوں کی ہے، مگر اپنا عیب چھپانے کے لیے وہی اپنا قصور مسلمانوں پر تھوپ دیا۔

۳۔قرآن و حدیث کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ کرنا کہ وہ ایک خاص جماعت اور نسل کے لیے نازل کیا گیا تھا.یا یہ کہنا کہ قرآن و حدیث کی، العیاذ باللہ کوئی حقیقت نہیں، وہ تو انسان ہی کا مرتب کردہ ہے،

جب کہ حقائق اس کا صراحت کے ساتھ انکار کرتے ہیں، قرآن کا اعلان ہے

کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَیۡكَ(ابراہیم: آیت ۱)

"یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے"

وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ۞ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی (النجم:۳،۴)

"اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے"۔

(۴)ایمان بالغیب کا انکار کرنا اور اس کا مذاق اڑانا اور یہ کہنا کہ نیچریت اور طبیعت اس کو تسلیم نہیں کرتی، اور اس کے بارے میں یہ کہنا کہ ملائکہ، جن، جنت، دوزخ، حساب، برزخ، قدر، معراج، معجزات، انبیاء وغیرہ...یہ سب محض خرافات ہیں۔

اس کی کوئی حقیقت نہیں، حالانکہ قرآن نے پہلے پارے کے پہلے ہی رکوع میں متقی مسلمانوں کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا"یُومنون بالغیب"(البقرۃ: آیت ۳) وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔اور اس طرح نقل کو عقل پر ترجیح کے قائل ہیں۔

(۵)مسلمان معاشرہ میں موجود اخلاقی قدروں کو ملیامیٹ کرنا اور اباحیت پسندی کو فروغ دینا، تعلیمی نصاب میں ایسا مواد سمو دینا، جس سے ابنائے قوم 'طفولیت ہی سے ایمان باللہ، ایمان بالقیامۃ سے محروم رہے۔اور جنسیت، مادیت، فیشن پرستی کا دلدادہ ہو جائے، ماحول ایسا بنا دیا جائے کہ عشق بازی، حیاسوزی، نوجوانوں کی عادت بن جائے، ایسی ایسی فلمیں اور سیریلیں بنائی جائیں، جس میں مار پیٹ، لڑائی، جھگڑا، فتنہ، فساد، عشق و محبت، بداخلاقی و بدکرداری کو فروغ حاصل ہو۔

حالانکہ بداخلاقی، بدکرداری، عشق بازی، فتنہ فساد سے، تعلیمات اسلامیہ مکمل اجتناب کا درس دیتی ہیں۔

(۶)توحید کے مقابلہ میں روشن خیالی، مزعوم اعتدال پسندی کو جس کو دوسرے لفظوں میں **Modernism** کہا جاسکتا ہے، ہر طبقہ میں عام کرنے کی مکمل کوشش کی جارہی ہے۔

جو سراسر اسلامی تعلیمات کے منافی اور معارض ہے۔

(۷)اسلام کے خلاف جاری فکری یلغار کو "ثقافت اور تبادلۂ ثقافت "کا نام دیا جارہا ہے، تاکہ فکری یلغار کا احساس زندہ نہ ہو، اور مسلمان مِن و عَن مغربی ثقافت کو دلجمعی کے ساتھ قبول کرلے۔

(۸)بلادلیل و برہان اسلام کو "دہشت گرد"اور مسلمانوں کو متعصب اور ظالم، قاتل و سفاک اور بے رحم ثابت کیا جارہا ہے، تاکہ لوگ اسلام اور مسلمان سے متنفر رہے، اور اسلام کو فروغ حاصل نہ ہو۔

(۹)شراب، جوا، سود اور محرمات کو خوشنما اور نئے نئے ناموں سے مسلمانوں میں متعارف اور عام کیا جارہا ہے، تاکہ حلال و حرام کی تمیز باقی نہ رہے، اور مسلمان بے دھڑک اس کی خرید و فروخت اور استعمال میں مشغول ہو جائے۔

(۱۰)اسلام اور اس کی تعلیمات مثلاً حدود، تعزیرات وغیرہ اور اسلامی شخصیات، مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ، مجاہدین وغیرہ سے استہزاء اور ان کی زندگیوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرکے مشکوک کرنا وغیرہ۔

اللہ ان ملعون حرکات کرنے والوں کو غارت کرے اور مسلمانوں کے دلوں کو اسلام، اسلامی شخصیات اور اس کی تعلیمات کی محبت سے لبریز کر دے۔ آمین یارب العالمین!

(۱۱) مغربی باطل نظریات کو خوب عام کرنا، اور ہر ممکن یہ کوشش کرنا کہ ان باطل نظریات کے حاملین کو علم و تحقیق کے باب میں بلند ترین مقام دینا، اور یہ کہنا کہ یہی لوگ حقیقت میں دنیائے علم و تحقیق کے درخشندہ ستارے ہیں اور انہوں نے دنیا پر بڑا احسان کیا۔

حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، کیوں کہ علم و تحقیق کے نام پر انہوں نے دنیا کو گمراہ کیا، مثلاً ڈارون، فرائیڈ، مارگولیتھ، کارل مارکس، ایڈم اسمتھ، دورکایم، جان پول، وغیرہ یہ ائمہ ضلال تو ہوسکتے ہیں، مگر محسن نہیں ہوسکتے۔ لعنة علیهم و الملائکة والناس اجمعین!

سیکولرازم کے بارے میں شرعی فیصلہ:

علمائے اسلام اور فقہائے عظام نے سیکولرازم کو ایک مستقل مذہب قرار دیا ہے، جس کو "دہریت" کہا جاسکتا ہے، لہٰذا وہ کفر صریح ہے، اور مسلمانوں کو اس کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ مسلمانوں میں سیکولرازم فکر کے ان حاملین کو منافقین کہا جائے گا، جو اسلامی تعلیمات کا انکار کرے، سیکولرازم کو حق بجانب تصور کرے، اسلامی محرمات کو حلال گردانے۔

سیکولرازم کے دنیا پر اثرات:

سیکولرازم نے سب سے زیادہ نقصان عالم اسلام کو پہنچایا، اس لیے کہ سیکولر فکر کے حاملین نے، جس میں کمال اتاترک جیسے لوگ شامل ہیں، خلافتِ اسلامیہ کے سقوط کے سبب بنے، اور عظیم دولت عثمانیہ اسلامیہ کو تقسیم در تقسیم سے دوچار کیا، یہاں تک کہ وہ پچاس حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ اسرائیل کا ناپاک وجود اسلامی ریاستوں کے بیچ عمل میں آیا۔ دنیا میں فحاشی، بدکاری، اور ہر برائی کو پھیلانے کے راہیں ہموار ہوگئیں، اور پوری دنیا کو جمہوریت اور عالمگیریت کے نام پر جہنم کدہ بنادیا گیا۔

اسلام کے غلبہ کی راہیں کیسے ہموار ہوسکتی ہیں؟

ہم مسلمان، ہیں ہمارا دین، دین برحق ہے ہمارا رب اللہ ہے، جو قادر مطلق مالک الملک الہ واحد اور ذوالجود والکرم ہے اور ہمارے رسول خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور ہماری تعلیمات ہر زمانہ میں انصاف امن وسلامتی کی ضامن ہیں، اسی کو حق ہے کہ وہ دنیا پر قیادت وسیاست کرے، مگر ہم نے اس کی قدر نہ کی ذلت و مسکنت کے شکار ہوئے، اب ہمیں کرامت اور غلبہ کیسے دوبارہ ہوسکتا ہے، اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے، تو آیئے ہم اسی پر روشنی ڈالتے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے ایمان میں رسوخ پیدا کریں کیوں کہ قرآن کا اعلان ہے:

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران:۱۳۹)

"تم ہی سربلند رہوگے اگر مؤمن رہو"۔

مؤمن کس کو کہتے ہیں؟ دل و جان سے اسلام کو تسلیم کر کے، اس پر عمل کرنے اور اس پر سب کچھ قربان کر دینے کا نام ہے ایمان اور مؤمن ہونا۔

۲۔ کتاب اللہ اور سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہر حالت میں ہم مضبوطی کے ساتھ تھام لیں، یعنی ہمارا ہر قول اور ہر عمل قرآن وسنت کے منشاء کے مطابق ہوجائے، حدیث میں ہے: ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی ابدا۔

۳۔ تقویٰ، یعنی ہر حالت میں اللہ سے ڈرنے لگ جائیں، اور ہر طرح کے منکر اور حرام سے مکمل اجتناب کریں، اور ہر فرض وسنت کو اپنی زندگی کا لازمی جز بنائیں۔

۴۔ اسلامی تعلیمات کو خوب عام کریں، اور یقین رکھیں کہ کامیابی اسی پر عمل کرنے میں ہے نہ کہ کسی اور چیز میں۔

۵۔ دعا کا التزام کریں، اپنے لیے پوری امت کے لیے، رو رو کر اللہ کے دربار میں دعائیں کریں، خاص طور پر یہ دعا کریں کہ اللہ امت کو منافقین کے شر سے نجات دے اور بچائے اور اسلام پر ثابت قدم رکھے۔

۶۔ غفلت سے بیدار ہو، اور دشمنوں کے مکر وفریب سے اور ان کے سازشوں سے واقف ہوں اور اس سے بچنے کی تدابیر کریں، اللهم اجعل کیدہم فی تضلیل۔

۷۔ اس وقت سب سے بڑی ضرورت اسلامی تعلیمات سے واقف ہونا ہے، لہٰذا اس جانب توجہ دیں، تاکہ حلال حرام کی تمیز ہوسکے، علماء سے اپنے مسائل میں رجوع کریں، اور اپنے بچوں کی اسلامی تربیت کی فکر کریں۔

۸۔ ٹیلی ویژن کی نحوست سے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو، کوسوں دور رکھیں، فلم، کھیل کود اور فضول چیزوں میں وقت صرف نہ کرکے اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔

اللہ ہماری ہر طرح کے شر سے حفاظت کرے اور ہر طاعت کے کرنے کی توفیق دے اور پوری امت کو اسلام سے وابستہ کر دے۔ آمین یارب العالمین!

☆☆☆☆☆

الجھائی گئی ہے!

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ ٹرمپ کروٹ کروٹ افغان جنگ سے جان چھڑانے کو اظہارِ بیزاری کر رہا ہے ۔ ۲/ اپریل کو طالبان سے معاملات طے پانے کی امید ظاہر کرتے ہوئے اس جنگ کو 'بدنصیبی' اور 'مضحکہ خیز' قرار دیا! قبل ازیں سالانہ خطاب میں بے پناہ امریکی جانی و مالی نقصانات کا ذکر کرتے ہوئے جب کہا کہ "بڑی قومیں ختم نہ ہونے والی جنگیں نہیں لڑتیں" تو امریکی سرکار اور جرنیلوں نے تا دیر کھڑے ہو کر (اپنے اوپر) تالیاں بجاتے تائید کی! اسی ۱۸ سالہ المیے اور تاریخی حقیقت کی تائید سورۃ البروج کر رہی ہے۔ یہ سورۃ رواں تبصرہ ہے وحشت بھری اس پوری جنگ پر۔ انجام کار وہی ہے جو ہر دور کی متکبر سپر پاوروں (بڑی قوموں) کا ہوا۔ بات صرف ایمان بالقران، عمل اور یقین کی ہے، جو آج ناپید ہے ۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝ فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝ وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ (البروج ۱۷۔۲۰)

"کیا تمہیں لشکروں کی خبر پہنچی ہے ؟ فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی؟ مگر جنہوں نے کفر کیا ہے وہ جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں، حالانکہ اللہ نے ان کو گھیرے میں لے رکھا ہے"۔

ٹرمپ نے 'بدنصیبی اور مضحکہ خیزی' کا ذکر کیا، اس کی تصویر CNN نے دکھائی ہے۔ باگرام اڈے پر کھڑی قطار اندر قطار دیوہیکل قلعہ نما گاڑیاں۔ افغانستان کے طول و عرض میں پھیلی لاکھوں امریکی گاڑیاں (یا ان کے قبرستان) جنہیں اب اربوں ڈالر خرچ کر کے واپس گھر جانا ہے۔ ساٹھ فی صد "سپر اتحادی" پاکستان کے ذریعے تھکی ماندی (کراچی بندرگاہ) جائیں گی! نہتے طالبان لشکر کے ہاتھوں شکست خوردہ! اربوں ڈالر ڈکار گئیں، لاحاصل! حق و باطل کے معرکے کی مبہوت کن کہانی... ٹیکنالوجی کی، ایمان کے مقابل بے چارگی!

ایک اور تصویر ان پانچ طالبان رہنماؤں کی ہے جو ۱۳ سال دست و پابستہ گوانتاناموبے کی جیل میں تشدد، تحقیر، ظلم سہتے رہے۔ یہ دمکتے چہرے اب مذاکرات کی میز پر امریکی جرنیلوں، سی آئی اے اہلکاروں، امریکی، قطری افسران کے مقابل بیٹھے ہیں۔ سپر پاور ان سے امن کی بھیک مانگتی ہے۔ یہ ہے تقدیر اور حالات کا جبر! مرکزی اہمیت کے حامل، سابقہ قیدی ملا خیر خواہ کہتے ہیں:

"میں یہ نہیں سوچتا کہ انہوں نے میرے ساتھ کیا کیا، جواب میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ میرے نزدیک ملکی مفادات اور مقاصد کا تحفظ اہم تر ہے"۔

یہ تصویر، مذاکرات اور مکالمے تاریخ ساز ہیں! طالبان چھ ماہ میں امریکی انخلا کو ناگزیر قرار دے رہے ہیں۔ زلمے خلیل زاد تکنیکی وجوہات کی بنا پر انخلا کو سست رفتار اور پیچیدہ عمل قرار دیتے ہیں۔ جو شاید مذکورہ لدے پھندے اڈوں سے سائنس اور ٹیکنالوجی کے لات و منات، ہبل اور عزیٰ (وہ بت جنہیں ہم نے بھی ۱۸ سال پوجتے امریکہ کا ساتھ دیا) لاد کر واپس لے جانے کا عمل ہے !

؎ دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے
لو جا رہا ہے کوئی شبِ غم گزر کے! مقامِ عبرت!

۱۳ سال قید و بند کی آزمائش کے بعد ان چہروں کی طمانیت، سکینت، نورانیت دیدنی ہے۔ شاید اسی لیے الجزیرہ تا نیویارک ٹائمز سبھی نے عالمی میڈیا میں جگہ دی ہے۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ شرعی حلیئے، متشرع باریش چہرے! دہشت گردی کے نام پر گھڑے افسانوں پر پانی پھیرتے، ذرائع ابلاغ کے پراپیگنڈے کا منہ چڑا رہے ہیں۔

اس طویل ترین جنگ نے دنیا بھر کو ہمہ گیر طریقے سے چرکے لگائے ہیں۔ عقل و شعور، دل دماغ ہوش گوش سے کام لینے والوں کے لیے اس میں بے شمار نشانیاں اور اسباق ہیں۔ امریکی فوجی جہاں مفلوج اور نفسیاتی و ذہنی مریض بن کر اپنے معاشروں میں عبرت نشان بن کر لوٹے ہیں۔ وہاں اب ایک اور عارضہ بھی سامنے آ رہا ہے اور وہ ہے 'سیسہ زہر خورانی (Lead Poisoning)' کا! نیو یارک ٹائمز میگزین نے اس رپورٹ کو شائع کیا ہے ۔ ایسا ہی ایک فوجی تشخیص ہونے سے پہلے ۷ سال گوناگوں بیماریاں لیے ہسپتال ہسپتال مارا مارا پھرتا رہا۔ امریکہ جیسے ہائی فائی طبی سہولیات والے ملک میں مایہ ناز سپوت کو تشخیص کے لیے اتنی جوتیاں چٹخانی پڑیں۔ تا آنکہ وجہ ہاتھ آئی۔ ان کیسز میں سے ایک ماسٹر سارجنٹ ڈارڈیا جو کورس کرواتا تو ۲ ہفتے کے دوران فی فوجی ڈیڑھ لاکھ راؤنڈ فائر کرواتا۔ ۳ سالوں میں ایسے ۱۶ کورسز کا نتیجہ اس نے سیسہ زہر خورانی کی صورت بھگتا۔ جس سے ہائی بلڈ پریشر، دردِ شقیقہ، جھٹکے، بانجھ پن، دو دو نظر آنا (ایک طالب کی جگہ ۲ طالبان!) جسمانی عدم توازن، پٹھوں کی کمزوری، دماغ ماؤف ہونا، دل کی بے ربط دھڑکن، تھکاوٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بھی پتہ چلا کہ اتنا بے پناہ اسلحہ ہواؤں فضاؤں میں جو اثرات چھوڑتا ہے اس سے فوجی علاقوں میں رہنے والے بچے بھی محفوظ نہیں۔

یہ سوال اٹھنے پر شدید اضطراب پیدا ہوا ہے جسے دبانے چھپانے کی حتیٰ الوسع کوششیں جاری ہیں! تاہم یہ سوال اپنی جگہ ہے کہ پورے گلوب میں بارود اور سیسہ اتارنے والے عالمی چوہدریوں نے دنیا کو ناقابل رہائش بنا دیا ہے۔ اس تناظر میں افغان، شامی، فلسطینی، عراقی، یمنی جنگ زدہ آبادیاں ہمارا مقدر؟ فضائی آلودگی کا بھیانک جرم بین الاقوامی سلامتی کے اداروں کے کان پر جوں تک نہیں رینگنے دیتا۔ عالمی موسمیاتی تبدیلیاں، بڑھتا

ہوا درجۂ حرارت، گلیشئر پگھلنے کے اسباب، سمندروں تک میں پانی گرم ہونے سے آبی حیات کولاحق خطرات!

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (الروم:۴۱)

''خشکی اور تری (بحروبر) میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے ان کو ان کے بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آئیں''۔

فکر و نظر رکھنے والے ان حقائق پر شدید متوحش اور احتجاج کناں ہیں۔ پاکستان اپنی معاشی بدحالی کے ہاتھوں سر اٹھانے کے قابل نہیں۔ سو ہر ایشو پر ہمارا ردِ عمل حد درجے غلامانہ، فدویانہ، غیرت اور وقار سے عاری ہوتا ہے۔ گھوٹکی میں دو بچیوں کے آزادانہ بلا جبر و اکراہ قبولِ اسلام اور نکاح کے معاملے پر ہمارا رویہ اتنا معذرت خواہانہ اور گھگیاہٹ کا مارا ہوا ہے کہ عدل و انصاف بھی گہنا جائے۔ حتیٰ کہ ہسپتال سے ہڈیوں تک کا ٹیسٹ کروایا گیا کہ کسی طرح (ہندوؤں کے وکیل کی خواہش کے مطابق) کم عمری ثابت کی جاسکے۔ وہاں سے بھی بچیاں ساڑھے اٹھارہ اور ساڑھے انیس سال عمر کا سرٹیفکیٹ لے آئیں۔ بھارت الگ واویلا مچا رہا ہے۔

حالانکہ سادہ حقیقت تو تاریخ کے آئینے میں بھی یہی ہے کہ اسلام دین فطرت ہے۔ اپنے اندر فطری کشش اور جاذبیت رکھتا ہے۔ (لاشعور میں پیوست اللہ کے روبرو کئے وعدۂ الست کی بنا پر) آخر ہندوستان بھر کی مسلم آبادی میں باہر سے (عرب محمد بن قاسمؒ، افغان اور وسط ایشیائی) آکر آباد ہونے والے تو صرف ۱۵ فی صد ہیں۔ ۸۵ فی صد تو (انہی بچیوں کی طرح) ہندو، سکھ ہی سے مسلمان ہوئے تھے۔ یہ جو سرحد کے آر پار وہی ذاتیں ہیں۔ راجپوت، جاٹ، ارائیں! وہی تارڑ، چیمے، چٹھے دونوں جانب، تو یہ قبول اسلام ہی کا نتیجہ ہے!

اب اسے جبر قرار دینا لایعنی ہے۔ سو نہ بھارت کو چڑھ دوڑنے کی ضرورت ہے نہ ہمیں بچیوں کو عدم تحفظ کا شکار کرنے کی۔ کل وہ ہندو تھیں تو مسلم ریاست میں حقوق اور تحفظ دینا ہمارا فرض تھا۔ اب انہوں نے اسلام قبول کیا ہے تو وہ ہماری عزت مآب باوقار بیٹیاں ہیں، بہوئیں ہیں۔ حکومت انہیں بھرپور تحفظ فراہم کرے جبکہ وہ عدالت میں بیان دے چکیں۔ ہماری عدلیہ حسینہ واجد یا السیسی کی عدلیہ تو نہیں جہاں فیصلوں کی بنیاد حق و انصاف کی جگہ کفر نوازی اور اسلام دشمنی ہو!

؎ کہانی آپ الجھی ہے کہ الجھائی گئی ہے

فتنہ دجال قدم بہ قدم آگے بڑھ رہا ہے۔ حالات واقعات مسلم دنیا میں ابتری، انتشار پھیلانے، پس پردہ سفید فام انتہا پسند، دہشت گرد گروہوں کی تنظیم سازی اور منظم کارروائیاں۔ ٹرمپ کا وقتاً فوقتاً نسل پرستانہ بیانات یا ٹوئیٹس کی صورت پھٹ پڑنا۔ مسلمانوں کے نظام تعلیم سے (سامراجی تسلط کے بعد سے) نسل در نسل اسلامی تاریخ خارج از نصاب رہی۔ لہٰذا ہم نے دنیا کو گورے ہی کے زبان و بیان کے مطابق جانا اور سمجھا۔ اسی کی لکھی مسخ شدہ تاریخ نے ہماری ذہن سازی کی۔

ہم حق گوئی کی جسارت کریں تو فوراً نفرت انگیزی (**Hate Speech**) کی فرد جرم عائد ہوتی ہے۔ لیکن ٹرمپ، مودی حق رکھتے ہیں۔ سفید فام برتری کے جیالوں اور بی جے پی کے جنگجوؤں کو بھڑکانے کا! تاریخ کے اوراق میں جھانکیے تو نامور برطانوی وزیر اعظم چرچل کو خود اسی کے اپنوں نے کٹر سامراجی اور خالص کھرا نسل پرست قرار دیا ہے۔ برصغیر کی آبادی کے لیے نفرت سے بھرا ہوتا تھا۔ ۱۹۴۳ء میں بنگال کے قحط میں جب ۴۰ لاکھ مارے گئے، اس وقت خوراک کا رخ بھارتی شہریوں کا نوالہ چھین کر اپنے خوش خوراک برطانوی فوجیوں کی طرف موڑ دیا۔ حتیٰ کہ یونان و دیگر جگہ سٹاک بھرنے کو بھجوانے کا حکم ہوا۔ جب اس پر اعتراض ہوا تو چرچل نے نخوت سے کہا:

''قصور ان کا اپنا ہے۔ قحط سے مرتے ہیں۔ آخر کیوں خرگوشوں کی طرح بچے پیدا کرتے ہیں''۔ (ڈان بحوالہ واشنگٹن: ۴ فروری)۔

ایسی ہی نفرت کا اظہار فلسطینیوں بارے بھی ملتا ہے۔ سو سامراجی ذہنیت جو کل تھی سو آج ہے۔ نیوزی لینڈ میں مساجد پر حملے کے پیچھے ایک عالمی تیاری کا سماں منظر عام پر آیا ہے۔ جو آنے والے وقتوں کی خبر دے رہا ہے۔ بلقان کے علاقے میں مسلم کش انتہا پسند قاتل تیار کرنے کی نرسری نما تنظیموں کا فارم ہاؤس تیار ہے۔ اطلاعات کے مطابق ۸ نسل پرست انتہا پسند مسلم دشمن بلقانی علاقے میں سرگرم ہیں۔ یہاں انتہا پسند نظریات پروان چڑھانے، منصوبہ بندی کا پورا نظام کار فرما ہے۔ یاد رہے کہ ماضی میں سرب درندوں نے مسلم بوسنیا کوسوو میں جو درندگی مچا رکھی تھی، یہ وہی علاقہ ہے۔ یورپ میں مسلمانوں کی بڑھتی آبادی پر متوحش یہ تنظیمیں، جرمنی، فرانس، بیلجئم، ہالینڈ، اٹلی، سویڈن اور یونان کی ہیں۔

انتہا پسندوں کی ان سالانہ اجتماعات میں شرکت آسٹریا، ڈنمارک، سوئٹزرلینڈ، سپین سے بھی رہی۔ نیوزی لینڈ کے قاتل نے بھی یہاں رہ کر تربیت پائی دورے کے دوران جس کا تذکرہ آتا رہا۔ نیوزی لینڈ میں مساجد میں حملے کے بعد اگرچہ حکومتی سطح پر مسلم دوستی کا اظہار کیا گیا۔ اس کے باوجود یہ طبقہ اپنے عزائم پر کمربستہ ہے۔ ٹرمپ کی تصویر والی شرٹ پہنے ایک انتہا پسند نے دو مرتبہ النور مسجد کے باہر مغلظات بکیں، لوگوں کو ہراساں کیا جسے بعد ازاں گرفتار کر لیا گیا۔

ادھر ٹرمپ وقتاً فوقتاً تعصب کی آگ بھڑکا کر انتہا پسندوں کو اکسانے کا کام کرتا ہے۔ حال ہی میں، پہلی مسلمان باحجاب کانگریس وومن، الہان عمر کے ایک جملے کی رائی کا پہاڑ بنا کر

امریکہ میں تنازعہ کھڑا کر دیا۔ سوشل میڈیا، اخبارات میں دھڑا بندی کی فضا بن گئی۔ مقصود بھی اس شر پسند پر اپیگنڈے کا یہی ہے کہ 'اسلاموفوبیا' کو ٹھنڈا نہ پڑنے دیا جائے۔ بر سر زمین ناروے میں مسجد کو آگ لگا کر جلا ڈالا۔ عالمی میڈیا بلقان میں دہکائے جانے والے تنور بارے خاموش ہے۔

یورپی ممالک میں کئی سیاست دان ٹرمپ کی طرح بیانات جملے بڑھکاتے رہتے ہیں۔ نیوزی لینڈ واقعے کے بعد گارڈین کی رپورٹ کے مطابق (۲۲ مارچ) برطانیہ میں نفرت آمیز جرائم میں فوری ۵۹۳ فیصد اضافہ ہوا۔ مسلمانوں کے خلاف آن لائن مغلظاتی دھمکیاں مسلمانوں کے خلاف حملے ایک ہفتے میں ۴۰ اور روبرو واقعات ۴۵ رپورٹ ہوئے۔ ۵ مساجد پر حملہ ہوا۔

سو یہ منصوبے کے تحت جاری ہے۔ یورپی یونیورسٹیوں میں مسلم طلباء کو (بالخصوص پابندِ دین نوجوان) کھلم کھلا تعصب اور نفرت کا نشانہ بنانے کی شکایات روز افزوں ہیں۔ زمین ان پر تنگ ہو رہی ہے۔ مسلم دنیا میں انتہا پسندی کی آڑ میں ملک اجاڑنے آبادیاں دربدر کرنے والے، ہمیں مکالمہ، رواداری، سافٹ امیج، ترقی پسندی پڑھانے والے جغادری (عالمی و مقامی دانشور) عالمی لیڈر اقوام متحدہ کیا فرماتے ہیں؟ اب سفید فام جنگجوؤں کی انتہا پسندی بارے؟ ہمارے "پیغام پاکستان" کی طرح "پیغامِ بلقان" بھی تیار کرنے کی ضرورت ہے امنِ عالم کے لیے؟

ادھر اسرائیل، امریکہ کی پشت پناہی میں فلسطینی علاقوں، مساجد کی بربادی، بے حرمتی میں خوب جری ہو چکا ہے۔ مسجد ابراہیمی اور سکول کو بموں سے اڑانے کی سازش جو فلسطینیوں نے بر وقت پکڑلی۔ مقبوضہ مغربی کنارے کے سکولوں کے درجنوں طلبا فائرنگ اور آنسو گیس شیلوں نے زخمی کر دیئے۔ شمالی فلسطین میں تاریخی مسجد الاحمر (۱۳ ویں صدی عیسوی سے قائم) کو اسرائیلیوں نے شراب خانے اور نائٹ کلب میں بدل دیا ہے۔ ایک لال مسجد پر ہم نے قہر ڈھایا تھا۔ ایک "لال مسجد" کی یہودیوں نے بے حرمتی کی انتہا کر دی! یوں بھی مسلم دنیا کو دیکھنے کی فرصت کہاں کہ اقصیٰ کی بیٹیوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

لیبیا، تیونس، الجزائر، یمن کے بعد اب سوڈان میں بحران، تنازعہ، خانہ جنگی تیار ہے۔ مصر میں عوام انقلاب کے نتیجے میں مقبول عام مرسی کی جمہوریت کا تختہ کشت و خون سے الٹا گیا۔ اسلام پسندوں کے بلڈوزوں سے پسندے بنا کر، جیلیں پھانسیاں دے کر عبد الفتاح السیسی امریکہ اسرائیل نوازی کا شاہکار بن کر مسلط ہوا۔ اب باری ہے سوڈانی جنرل عبدالفتاح البرہان کی۔ جس پر یکایک امریکہ اور امریکہ نواز ممالک سوڈان پر مہربان ہو رہے ہیں۔ سوڈان کا نام بلیک لسٹ سے نکالا جانا، سیسی کا بغلیں بجانا، ہوا کا رخ متعین کر رہا ہے۔

پاکستان آج کل امریکہ جیسا ہو رہا ہے۔ موسمی تھپڑوں کے اعتبار سے۔ امریکہ میں موسلا دھار بارشیں، سیلاب، طوفان، بگولے، درخت جڑ سے اکھڑ کر جانی، مالی نقصانات کی لپیٹ میں۔ ہم امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی، اس حدیث کے مطابق کہ

الأرمع من احب

"معیت تو اسی کو ملتی ہے جس سے محبت کی جاتی ہے"۔

سو پاکستان بھی ایسے وقت بارشوں سیلابوں میں نچڑا پڑ رہا ہے۔ جب بارش فصلوں اور باغات کے لیے شدید نقصان دہ ہے۔ امریکہ دوستی کی سزا مل رہی ہے؟ معیشت کو لگے چرکوں کے بیچ اسد عمر سے استعفیٰ اور فواد چوہدری کا بدلا جانا بھی ٹھہر گیا۔ ملکی منظر نامہ عجب افراتفری، پھسوڑی (Total Chaos) کا ہے۔ انتشار و افتراق کی جو کیفیت مذکورہ بالا مسلم ممالک نے سہی، اللہ اس سے ہمیں بچائے۔ دنیائے کفر ہمارے لیے کہیں بھی سویلین حکمرانی پسند نہیں کرتی۔ یوں تو اس وقت پوری دنیا ہی ایک عالمگیر اسٹیبلشمنٹ کے کنٹرول میں ہے!

خیبر پختونخواہ سے ایک دلچسپ خبر یہ ہے کہ یہ صوبہ تمام صوبوں پر بازی لے گیا! کیونکر؟ یوں کہ شدید مردانہ شعبوں میں بڑی تعداد میں خواتین بھرتی کر کے! یہ ضروری بھی تھا۔ فقیر ایپی نے روس امریکہ دونوں کو خون کے آنسو رلایا۔ افغان، پٹھان نسل! امریکی ڈرون مار مار بے چارے ادھ موئے ہو گئے۔ یہ صوبہ غیور اور اسلام پسند ہونے کی شہرت رکھتا تھا۔ غیرتِ مرحومہ کے لیے کسی زمانے میں اقبال نے کہا تھا۔

؎ غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں

پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا!

جہانِ تگ و دو میں اب ڈالر زیادہ بڑی چیز ہے۔ سو اب جبکہ درویش بھی ختم کر دیئے۔ تاج سرِ دارا نے ہیلمٹ کی شکل اختیار کر لی۔ (جو شہباز شریف پہلے ہی پنجاب میں گلابی سکوٹر خواتین میں بانٹ کر انہیں ہیلمٹ پہنانے کا اعزاز لے چکے۔ لیکن اس کا کمالِ نے نوازی کسی کام نہ آیا، نیب اس کا پیچھے چھوڑ دی گئی۔) البتہ خواتین کو مردانہ کرسیوں پر بٹھانے کے بعد یہ صوبہ مردوں کی فکر کرے۔ جس تناسب سے خواتین بھرتی ہوئیں، مرد اتنے ہی بے روزگار ہوں گے۔ (مرد کاروزن تہی آغوش!) شوہروں کے لیے ڈے کیئر سینٹر کھولے جائیں۔ (اب بچے تو کیا ہوں گے۔) کئی مردوں کو روزگار میسر آجائے گا ان سینٹرز کے ذریعے۔ جہاں تو "ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل" والی لوریاں دے کر بہلایا جائے گا۔ سینٹر میں کھوئے موزے تلاش کرنے اور کھانا گرم کرنے کی تربیت دی جا سکتی ہے، بلکہ پکانے کی بھی! تاکہ وہ ہوم کچن سروس، کے ذریعے گھر بیٹھے پردہ نشینی ہی میں کمائی کر سکیں! واقعی کے پی کے بازی لے گیا! شاید اسی کا نام 'تبدیلی' ہے۔

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

پاکستان میں غریب کے منہ سے آخری نوالہ بھی چھینا جارہا ہے!

اسامہ سعید

مہنگائی بڑھے گی اور قرضوں میں اضافہ ہوگا: عالمی بینک

عالمی بینک کی تازہ رپورٹ میں پاکستانی معیشت کی تشویشناک اور مایوس کن منظر کشی کی گئی ہے۔ پاکستانی معیشت ۲ سال زبوں حالی کا شکار رہے گی، پیداوار کم، مہنگائی اور قرضوں کا بوجھ بڑھے گا۔ عالمی بینک نے جنوبی ایشیا سے متعلق "ایکسپورٹ وانٹڈ" کے عنوان سے اپنی علاقائی رپورٹ میں میں کہا ہے کہ مالی سال ۲۰۱۹ء میں پاکستان کی اقتصادی ترقی کی شرح ۳.۴ اور مالی سال ۲۰۲۰ء میں ۲.۷ فی صد رہنے کی توقع ہے، کیوں کہ حکومت نے مالیاتی اور زرعی پالیسی میں سختی کی ہے۔ عالمی بنک کے مطابق ملک میں ہنگامی اصلاحات نافذ کی بھی جائیں تو ۲۰۲۱ء تک پاکستانی معیشت کی شرح نمو ۴ فی صد ہو سکتی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مالی سال ۲۰۱۹ء کے دوران مہنگائی میں ۷.۱ فی صد اوسط اضافہ متوقع ہے، جو کہ مالی سال ۲۰۲ میں ۱۳.۵ فی صد تک پہنچ سکتا ہے، جس کے نتیجے میں شرح مبادلہ میں مزید کمی ہو جائے گی۔

مالی سال ۲۰۱۹ء کے دوران تجارتی خسارہ بڑھتا رہے گا، جب کہ مالی سال ۲۰۲۰ء اور مالی سال ۲۰۲۱ء میں کرنسی کی قدر میں کمی، ملکی طلب کا دباؤ اور درآمدات کے حصول کو روکنے کے لئے دیگر ریگولیٹری اقدامات کیے جائیں گے۔ رپورٹ میں ترسیلات زر، تجارتی خسارے کے ۷۰ فی صد سے زائد کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ مالی سال ۲۰۱۹ء کے دوران مالی خسارے میں بھی ۶.۹ فی صد اضافہ متوقع ہے، جب کہ مالی سال ۲۰۲۰ء اور مالی سال ۲۰۲۱ء میں بھی اس میں اضافہ ہوگا، جس کی وجہ سود کی بھاری ادائیگیاں اور ملکی آمدنی میں سست روی ہوگی۔

عالمی بینک کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ساختی اصلاحات پر عمل درآمد کی فوری ضرورت ہے تاکہ مالی سال ۲۰۲۱ء اور اس کے بعد ترقی میں مدد مل سکے۔ قیمتوں میں اضافے سے شہری علاقوں میں رہنے والے غریب طبقے کے افراد زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ پاکستان میں جاری کھاتے کا خسارہ بڑھتا رہے گا۔

تاہم گزشتہ برس کے مقابلے میں اس میں استحکام ہے کیوں کہ ۲۰۱۸ء کی چوتھی سہ ماہی میں یہ جی ڈی پی کا ۵.۲ فی صد تھا۔ پلوامہ واقعے کے بعد بھارت نے پاکستان سے تمام درآمدی اشیا پر ۲۰۰ فی صد کسٹم ڈیوٹی عائد کر دی تھی۔ پاکستان میں بیرونی کھاتے کے دباؤ نے عالمی ذخائر میں کمی کی ہے جو جنوری ۲۰۱۹ء کے وسط تک ۶.۶ / ارب ڈالرز تک ہو گئے ہیں۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ آئی ایم ایف سے پیکج کے لیے پاکستانی حکومت کے مذاکرات جاری ہیں۔

۲۰۰۵ء سے ۲۰۱۸ء کے درمیان پاکستان کی برآمدی اشیا ۱۶ ارب ڈالرز سے بڑھ کر ۲۳ / ارب ڈالرز تک پہنچیں، یعنی اس میں صرف ۴۷ فی صد اضافہ ہوا، اس کے مقابلے میں بنگلا دیش میں یہ اضافہ ۲۸۶ فی صد، ویتنام میں ۵۶۳ فی صد اور بھارت میں یہ اضافہ ۱۹۳ فی صد تک ہوا۔ پاکستان میں مسابقتی عمل کے متاثر ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں۔ ان میں مہنگا کاروبار، قابل استطاعت قیمت پر بجلی کی فراہمی اور مالیات تک رسائی شامل ہے۔

تاہم تین عوامل نے برآمد کنند گان کو براہ راست متاثر کیا ہے۔ ان میں تجارتی پالیسی کا برآمدات مخالف تعصب، برآمدات کی بہتری کے انفرااسٹرکچر کا ناموزوں ہونا اور براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کے گرد مبہم ریگولیٹری نیٹ ورک شامل ہیں۔ جنوبی ایشیا میں گزشتہ دو برس کے دوران برآمدات کے مقابلے میں درآمدات میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔ ۲۰۱۷ء میں درآمدات میں ۱۴.۹ فی صد اضافہ ہوا اور ۲۰۱۸ء میں ۱۵.۶ فی صد اضافہ ہوا۔ جو کہ خطے کی برآمدات میں اضافے کا تقریباً دگنا ہے، کیوں کہ ۲۰۱۷ء میں برآمدات میں صرف ۴.۶ فی صد اضافہ ہوا تھا اور ۲۰۱۸ء میں ۹.۷ فی صد اضافہ ہوا تھا۔

ڈالر کی بلند اڑان کی وجہ آئی ایم ایف ہے:

پاکستان میں حکومتی یقین دہانیوں کے باوجود اپریل کے ابتدائی ہفتے میں پاکستان کی اوپن مارکیٹ میں ڈالر کی قدر ۱۴۸ روپے کی بلند ترین سطح تک پہنچ گئی جس کے بعد حکومت نے ڈالر کی ذخیرہ اندوزی کے خلاف کریک ڈاؤن شروع کیا۔ بہت کوششوں کے باوجود بھی مئی کے ابتدائی ہفتے میں ڈالر کی قیمت ۱۴۱ پر ہے۔ ماہرین معاشیات کے خیال میں صورت حال کے اس نہج پر پہنچنے کی سب سے بڑی وجہ آئی ایم ایف ہے۔ حکومت فیصلہ کر چکی ہے کہ آئی ایم ایف کے پاس قرض کے حصول کے لیے جانا ہے اور آئی ایم ایف کا کہنا ہے کہ پاکستان کا ایکسچینج ریٹ کافی خراب ہے اور قرضے کے حصول سے قبل اس کو درست کیا جانا ہے۔

دوسرے معنوں میں آئی ایم ایف پاکستان کو آف دی ریکارڈ اپنے ایجنٹوں (جو کہ ممکنہ طور پر پاکستان کے نئے وزیر خانہ بھی ہو سکتے ہیں) کے ذریعے مجبور کر رہا ہے کہ روپے کی قدر مزید گرائی جائے۔

ماہر معاشیات اور اکنامک ایڈوائزری کمیٹی کے رکن ڈاکٹر اشفاق حسن کا کہنا ہے کہ جس تیزی سے سٹیٹ بینک نے گزشتہ مہینوں میں ریٹ ایڈجسٹ کیا اس سے لگ رہا ہے کہ گاڑی چھوٹ رہی ہے اور آپ نے جلد از جلد اس میں سوار ہونا ہے ایسا کرتے ہوئے آپ افراتفری کا شکار ہو جاتے ہیں جب کہ عام حالات میں ایسا نہیں ہوتا۔ اور جب لوگ بھی دیکھ رہے ہیں کہ آئے روز حکومت ڈالر ریٹ ایڈجسٹ کر رہی ہے تو لوگ بھی اس صورت حال کا فائدہ اٹھائیں گے۔ لیکن بہر حال اس صورت حال کا ذمہ دار آئی ایم ایف ہے۔

سونے کی قیمت تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی:

''تبدیلی سرکار'' کے دور میں بڑھتی ہوئی مہنگائی نے عوام کے ہوش اڑا دیے، ملک میں سونے کی قیمت بھی تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی ہے۔ اپریل کے آغاز میں فی تولہ سونے کی قیمت میں ایک ہزار روپے کا اضافہ ہو گیا جس کے بعد سونے کی فی تولہ قیمت ۷۲ ہزار ۲۰۰ روپے ہو گئی ہے۔

دلچسپ امر یہ کہ صرف ۳ دنوں میں سونے کی عالمی قیمت صرف ۳ڈالر کے اضافے سے ۱۲۹۴ڈالر رہی ہے جبکہ یکم مارچ ۲۰۱۹ء سے اپریل کے آغاز تک مقامی صرافہ مارکیٹوں میں فی تولہ سونے کی قیمتوں میں مجموعی طور پر ۳۰۲۰ روپے اور فی دس گرام سونے کی قیمتوں میں ۲۶۱۵ روپے کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ مئی کے آغاز میں سونے کی قیمت میں کچھ کمی آئی۔ قیمتوں میں کمی کے بعد کراچی، حیدر آباد، سکھر، ملتان، فیصل آباد، لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، پشاور اور کوئٹہ کی صرافہ مارکیٹوں میں فی تولہ سونے کی قیمت کم ہو کر ۶۷ ہزار ۸۰۰ روپے اور دس گرام سونے کی قیمت گھٹ کر ۵۸ ہزار ۱۲۸ روپے ہو گئی ہے۔

پٹرول کی قیمت میں فی لٹر ۹ روپے اضافے کی منظوری:

رمضان المبارک سے قبل مہنگائی کا نیا طوفان آ گیا۔ پٹرول کی قیمت میں ۹ روپے جبکہ ڈیزل کی قیمت میں ۴ روپے اضافہ کر دیا گیا۔ ہائی اسپیڈ ڈیزل ۴ روپے ۸۹ پیسے، لائٹ ڈیزل ۶ روپے ۴۰ پیسے، مٹی کا تیل ۷ روپے ۴۶ پیسے فی لٹر مہنگا کر دیا گیا۔ یہ فیصلہ مشیر خزانہ عبد الحفیظ شیخ کی زیر صدارت اقتصادی رابطہ کمیٹی (ای سی سی) کے اجلاس میں ہوا۔ پٹرول کی نئی قیمت ۱۰۸ روپے فی لٹر ہو گئی۔

یاد رہے کہ چند روز قبل وفاقی کابینہ کے اجلاس کے بعد میڈیا کو بریفنگ دیتے ہوئے معاون خصوصی برائے اطلاعات فردوس عاشق اعوان کا کہنا تھا کہ ایران پر پابندیوں کی وجہ بھی تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ آئل اینڈ ریگولیٹری اتھارٹی نے پیٹرولیم مصنوعات کی فی لیٹر قیمت میں ۱۴ روپے اضافے کی سمری بھیجی لیکن وزیر اعظم عمران خان نے اسے مسترد کر دیا اور معاملہ اکنامک کو آرڈینیشن کمیٹی (ای سی سی) کو بھجوا دیا ہے۔ اوگرا نے پیٹرولیم منصوعات کی قیمتوں میں ۱۴ روپے تک اضافے کی تجویز دی تھی تاہم وفاقی کابینہ کے اجلاس میں وزیر اعظم نے قیمتوں میں فوری اضافے کو موخر کرتے ہوئے معاملہ ای سی سی کو ارسال کر دیا تھا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ اوگرا کی تجویز شدہ قیمتوں کے مطابق اضافہ نہ ہونے پر حکومت کو پیٹرول کی مد میں ۵/ ارب روپے کا بوجھ برداشت کرنا پڑے گا۔

دواؤں کی قیمتوں میں اتنا اضافہ گزشتہ چالیس سالوں میں نہیں ہوا:

پاکستان میں ۴۵۰ سے زائد ادویات کی قیمتوں میں دگنا تک اضافے کے بعد جہاں عوام کی طرف سے شدید ردعمل سامنے آرہا ہے وہاں دوائیوں کی قیمتیں طے کرنے والے ادارے نے دوا ساز کمپنیوں کے موقف کی حمایت کی ہے جس کے بعد ادویات کی قیمتوں میں حالیہ اضافے کو واپس لینا مشکل نظر آتا ہے۔

دوسری طرف وفاقی وزیر برائے ہیلتھ سروسز ریگولیشن ترجمان نے بتایا کہ ادویات کی قیمتوں میں اضافے کے معاملے پر وزیر موصوف نے ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی آف پاکستان (ڈریپ) سے بریفنگ لی ہے اور جلد ہی اس پر عوام کو اعتماد میں لیں گے۔ قیمتوں میں اضافے پر عوام کے ساتھ ساتھ کیمسٹ اور ادویات فروخت کرنے والے بھی اس پر شدید تنقید کر رہے ہیں۔

اسلام آباد کیمسٹ ایسوسی ایشن کے فنانس سیکرٹری عارف یار خان نے کہا کہ وہ گزشتہ ۴۰ سال سے اس کاروبار میں ہیں مگر آج تک انہوں نے ادویات کی قیمتوں میں یک دم اتنا زیادہ اضافہ نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ ان کے گاہک شدید پریشان ہیں خاص طور پر بلڈ پریشر، شوگر اور اس جیسے دیگر امراض میں مبتلا لوگ جنہیں ہر ماہ ادویات باقاعدگی سے لینا

پڑتی ہیں۔مارکیٹ میں ادویات کی نئی اور پرانی قیمتوں کا تقابل کیا گیا تو کچھ ادویات کی قیمتوں میں تقریباً دگنا اضافہ دیکھنے میں آیا۔

صارفین نے بتایا کہ سب سے زیادہ متاثر، ذیابیطس، بلڈ پریشر اور ایسے امراض میں مبتلا افراد ہیں جن کو باقاعدہ ادویات کھانا پڑتی ہیں اور ہر ماہ ادویات پر بجٹ کا ایک حصہ خرچ ہو جاتا ہے۔بلڈ پریشر کی دوا (ٹرائفورج) کی قیمت ۱۸۶ روپے سے ۴۸۵ روپے ہو گئی جو کہ ڈیڑھ سو فی صد اضافہ ہے اسی طرح شوگر کی دوا (گلائی سیٹ) جو پہلے ۲۷۲ روپے کا پیکٹ تھا اب ۴۶۰ روپے میں دستیاب ہے۔بلڈ پریشر کی ہی ایک اور دوا جو کونکور کے نام سے فروخت ہوتی ہے اس کی قیمت ۱۶۲ روپے سے بڑھ کر اب ۲۳۴ روپے ہو گئی ہے۔طبی ماہرین کے مطابق یہ ادویات مریضوں کو مسلسل ہر ماہ لینا پڑتی ہیں جس کی وجہ سے ان کی قیمتوں میں اضافہ ان کے ماہانہ بجٹ پر سخت اثرات ڈالتا ہے سر درد کی دوا ڈسپرین کا پیکٹ بھی ۱۳۳ روپے سے ۱۶۰ روپے کی ہو گیا ہے جبکہ جراثیم کش دوا اریتھروسین ۵۴۸ سے ۹۲۱ روپے کی ہو گئی ہے۔سر چکرانے پر دی جانے والی دوا جو 'سرک' کے نام سے بکتی ہے اس کی قیمت ۴۸۷ سے ۹۰۲ روپے ہو گئی ہے۔ہر گھر میں استعمال ہونے والا جراثیم کش محلول ڈیٹول بھی ۱۰۰ روپے سے ۱۵۰ روپے ہو گیا ہے۔ملٹی وٹامنز، فارمولہ دودھ اور روایتی ادویات کی قیمتوں میں بھی ۵۰ سے ۱۰۰ فی صد تک اضافہ سامنے آیا ہے۔

گو کہ حکومت کے عہدیداران بشمول وزرا ادویات کی قیمتوں میں اضافے پر حیران نظر آتے ہیں مگر در حقیقت قانون کے تحت ادویات کی قیمتوں میں ہر دفعہ اضافے کے لئے قانون کے تحت وزارت صحت کے ماتحت ادارے ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی (ڈریپ) سے منظوری لینا ضروری ہوتا ہے۔اس سلسلے میں ڈریپ کے ڈائریکٹر ڈرگ پرائسنگ امان اللہ سے رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ ۴۶۳ ادویات کی قیمتوں میں اضافہ ڈریپ کی منظوری سے ہوا ہے۔یہ منظوری ڈرگ پرائسنگ پالیسی ۲۰۱۸ء کے تحت دی گئی۔ڈریپ کے ڈائریکٹر نے بتایا کہ ادویہ ساز کمپنیاں گذشتہ تین سالوں سے عدالتوں میں جا کر اضافے کا مطالبہ کر رہی تھیں جس کی وجہ ان کے خام مال کی قیمتوں میں اضافہ اور روپے کی ڈالر کے مقابلے میں تنزلی تھی۔

ان کا کہنا تھا کہ پہلے ڈریپ نے پچھلے سال دسمبر میں ۴۶۳/ ادویات کی قیمتوں میں ایک فارمولے کے تحت اضافے کی منظوری دی۔اسی اعلان میں ۳۹۵/ ادویات کی قیمتوں میں کمی بھی کی گئی۔اس کے بعد ایک اور اعلان میں ڈالر کی قیمت میں اضافے کے بعد تمام کمپنیوں کو ۱۵ فی صد مزید اضافے کی اجازت دی گئی۔تاہم ان کا کہنا تھا کہ جن کمپنیوں نے قیمتیں اس سے بھی زیادہ بڑھائیں ان کے خلاف قانون کے تحت کارروائی کی جا رہی ہے۔

عوام دو کی بجائے ایک روٹی کھائیں: اسپیکر کے پی کے اسمبلی مشتاق غنی

خیبر یونین آف جرنلسٹ کے پروگرام میٹ دی پریس سے خطاب کرتے ہوئے اسپیکر کے پی اسمبلی مشتاق غنی کا کہنا تھا کہ ملک مشکل معاشی حالات سے گزر رہا ہے اور قرضوں کے بوجھ تلے دب چکا ہے،اس لیے عوام دو کے بجائے ایک روٹی کھا کر گزارا کریں، آگے وقت آئے گا جب عوام کو ڈھائی روٹی کھانے کو ملے گی۔

اس میں شک نہیں کہ عمران کی حکومت میں اکثریت جنرل مشرف کی حکومت کے لوگوں کی ہے اور گاہے بگاہے اسی فرعونیت کا اظہار کیا جاتا ہے جیسا کہ مشرف اور اس کی چھتری تلے پلنے والے بدمعاش کیا کرتے تھے۔

آپ کو یاد ہو گا کہ مشرف نے بھی ایک مرتبہ یہ بیان دیا تھا کہ اگر روٹی مہنگی ہے اور نہیں ملتی تو ڈبل روٹی کھائیے۔پاکستان تحریک انصاف کی حکومت ان حالات کا ذمہ دار مسلم لیگ ن اور پیپلز پارٹی کو قرار دیتی ہے جب کہ اپوزیشن جماعتیں ملک کی موجودہ معاشی صورت حال کا ذمہ دار تحریک انصاف کو ٹھہراتی ہے۔جبکہ حقیقت میں پاکستان پر قابض یہ بدمعاش جن میں جرنیلوں سے لے کر سیاستدان اور بیوروکریٹس سبھی شامل ہیں موجودہ حالت کے ذمہ دار ہیں۔

تھرپارکر میں غذائیت کی کمی و دیگر امراض کے باعث بچوں کی ہلاکتوں کی خبریں تو معمول کا حصہ بن چکی ہیں۔صرف اپریل میں انتقال کرنیوالے بچوں کی تعداد ۲۷/ اور رواں سال میں ۲۲۷ ہو گئی ہے۔ایسی خبریں بھی اب تواتر سے آنے لگی ہیں کہ غربت سے تنگ آئے افراد اپنے بچوں کو قتل کر کے خودکشی کر لیتے ہیں۔۸/ اپریل کے پی کے انتہائی پسماندہ ضلع ٹانک کے قاضیانوالہ میں ایک شخص نے قرضوں اور معاشی حالات سے تنگ آ کر پہلے بیوی بچوں سمیت پانچ افراد کو قتل کیا پھر خود کو بھی گولی مار کر خودکشی کر لی۔

☆☆☆☆☆

جزیرۃ العرب سے چند خبریں

سعود میمن

اسرائیلی وفد ۲۰۲۰ء میں سعودی عرب کا دورہ کرے گا:

اسرائیل کی وزارت خارجہ کی جانب سے بیان سامنے آیا ہے کہ اسرائیل نے مسلم ورلڈ لیگ کی جانب سے سعودی عرب کے دورے کی دعوت قبول کی ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہو گا کہ اسرائیلی وفد سعودی عرب کا دورہ کرے گا۔ مسلم ورلڈ لیگ کے سعودی سیکریٹری جنرل شیخ محمد بن عبدالکریم عیسی کے مطابق یہ دورہ ۲۰۲۰ء میں ہو گا۔ مڈل ایسٹ مانیٹر کی رپورٹ کے مطابق عرب دنیا میں متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب حکومت کی جانب سے سابقہ کشیدگیوں اور معاملات کو بھلا کر نئے سرے سے تعلقات کے آغاز میں پہل کی جا رہی ہے۔

گزشتہ سال سعودی حکومت کی جانب سے بھارتی فضائی کمپنی ایئر انڈیا کو یہ اجازت دی گئی تھی کہ اس کے جہاز سعودی فضائی حدود سے ہو کر تل ابیب جائیں۔ ولی عہد محمد بن سلمان کے متعلق بھی اس سے قبل ایک خبر لبنانی اخبار نے رپورٹ کی تھی کہ اس نے فلسطینی صدر محمود عباس کو دس سال کی مدت کے لیے دس بلین ڈالر کے پیکج کی پیش کش کی تھی اگر اس کے بدلے وہ امریکی امن منصوبے کو قبول کرلے اور یہ کہ فلسطین اپنا مرکز یروشلم کی بجائے ابو دیس کو بنانا قبول کرلے۔

رپورٹ کے مطابق محمود عباس نے یہ کہہ کر پیش کش ٹھکرا دی کہ یہ فیصلہ میرے سیاسی کیریئر کو ختم کردے گا۔ ۲۳/ اپریل امریکی صدر کے مشیر جیرڈ کشنر کی جانب سے بھی یہ بیان سامنے آیا تھا کہ اس کے امریکی امن منصوبے کو رمضان کے بعد سامنے لایا جائے گا۔

متحدہ عرب امارات میں سرکاری سرپرستی اور معاونت سے مندر کی تعمیر اور پوجا پاٹ

متحدہ عرب امارات میں پہلے ہندو مندر کا افتتاح ہو گیا، افتتاحی تقریب میں دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے ۲۵۰۰/ افراد نے شرکت کی ہے جن میں ۱۰۰۰ کے قریب ہائی پروفائل بھارتی شہری تھے۔ عام تقریب میں شرکت کے لیے ہندوؤں سے فی کس ۶۸۰ ڈالر لیے گئے جب کہ وہ افراد خاص مہمانوں کی فہرست میں شامل تھے جنہوں نے فی کس ایک ایک لاکھ درہم دیے تھے۔

بھارت سے خصوصی طیارے کے ذریعے آنے ''خصوصی معزز پجاریوں'' کے استقبال کے لیے اماراتی شاہی اراکین اور اعلیٰ حکومتی افسران ایئرپورٹ پر موجود تھے۔ استقبال کرنے کے لیے خود شیخ نہیان مبارک النہیان بھی موجود تھا۔ مہمانوں کو سرکاری مہمان کا درجہ دیا گیا جنہوں نے اپنے گیارہ روزہ قیام کے دوران سرکاری مہمان نوازی کا لطف اٹھایا۔ افتتاحی پوجا سے پہلے تقریب میں شریک مسلمانوں سے باہر جانے کی درخواست کی گئی اور جب ایئر کنڈیشنڈ ہال میں صرف مشرکین رہ گئے پھر پوجا پاٹ شروع کی گئی۔ پجاریوں کے سامنے طشت میں گھی، دہی، گیندے کے پھول کے علاوہ گائے کا پیشاب بھی موجود تھا۔ مندر کی بنیادوں پر پانی چھڑکنے کے لیے بھارت کے تین دریاؤں کا پانی بھی خصوصی طیارے کے ذریعے لایا گیا تھا۔ مندر کی افتتاحی تقریب کی لائیو کوریج کے لیے خصوصی ویب سائیٹ لانچ کی گئی تھی۔ دبئی شاہراہ پر بنایا جانے والا سوامی نارائن مندر ۵۵ ہزار مربع میٹر (۱۴ ایکڑ) پر مشتمل ہے۔ اس مندر کی تعمیر کے لیے پتھر بھارتی علاقے راجستھان سے منگوائے گئے ہیں جنہیں تراشنے کے بعد عمارت کی شکل میں جوڑا گیا ہے۔ تقریب میں ''برداشت کا سال'' منانے کے آغاز کے لیے شیخ زید کی تصویر کی رونمائی بھی کی گئی۔ عرب امارات میں قائم اس مندر کے لیے بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے دورے کے موقع پر دونوں ممالک نے اتفاق کیا تھا اور ابوظہبی حکومت نے ۲۰۱۵ء میں اس کے لیے زمین الاٹ کی تھی۔ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے ۱۲ فروری ۲۰۱۸ء کو مندر کا سنگ بنیاد رکھا تھا جس پر تیزی سے کام مکمل کیا گیا ہے۔

اس موقع پر بھارتی وزیر اعظم نے کہا تھا کہ یہ مندر نا صرف فنِ تعمیر میں منفرد ہو گا بلکہ اس سے پوری دینا کو یہ پیغام جائے گا کہ ہم سب ایک ہیں۔ مشرق وسطی میں قائم ہونے والا یہ مندر دہلی کے آکشر ڈاھم مندر کی شکل کا ہے اور اس کی شکل نیو جرسی میں واقعہ ایک اور بی اے پی ایس مندر جیسی بھی ہے۔ بھارتی وزیر اعظم مودی کی جانب سے مندر کے افتتاحی تقریب میں شرکت کی خبریں تھیں تاہم ان دنوں اس کے بھارتی انتخابات میں مصروف ہونے کے باعث وہ اس میں شریک نہیں ہوا۔ یہ بھی یاد دلاتے چلیں کہ متحدہ عرب امارات (یو اے ای) نے بھارتی وزیر اعظم مودی کو اپنے ملک کے سب سے بڑے سول اعزاز 'زاید میڈل' سے نوازا ہے۔ ابوظہبی کے ولی عہد شیخ محمد بن زاید النہیان نے سماجی رابطوں کی ویب سائٹ پر اعلان کیا کہ یو اے ای کے صدر شیخ خلیفہ نے نریندر مودی کو یہ ایوارڈ دیا۔ اس نے لکھا کہ

> ''بھارت کے ساتھ ہمارے تاریخی اور وسیع اسٹریٹجک تعلقات ہیں، میرے عزیز دوست وزیر اعظم نریندر مودی کے اہم کردار نے ان تعلقات کو مزید تقویت دی''۔

شامی مہاجرین کے لیے فنڈز جمع کرنے والی والی خاتون کی متحدہ عرب امارات کی جیل میں موت:

عالیہ عبدالنور جن کا تعلق متحدہ عرب امارات سے تھا اور وہ شامی مہاجرین کے لیے عطیات جمع کرنے اور بھجوانے کا کام کر رہی تھیں' کو امارات کی سیکورٹی ایجنسیز کی جانب سے گرفتار کیا گیا اور یہ الزام لگایا گیا کہ وہ دہشت گردوں کی فنڈنگ کا کام کر رہی ہیں۔ انہیں دس سال کی سزا سنائی گئی تھی۔ (بقیہ صفحہ ۱۰۱ پر)

الفتح جہادی آپریشن کے آغاز کے متعلق امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى، امابعد:

فقد قال الله تبارك و تعالى:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا

و ايضا قال تعالى

انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

صدق الله العظيم

مؤمن ہم وطنو اور مجاہد بھائیو! ہمارے ملک افغانستان میں اٹھارہ سال سے بیرونی استعمار اور اس کے حواریوں کے خلاف مسلح جہاد جاری ہے۔

یہ جہادی مزاحمت اسلام اور افغان تاریخ کی وہ قابل رشک باب ہے، جو ہماری آئندہ نسلوں کی سعادت، دیانت، خودمختاری اور سربلندی کی ضمانت فراہم کرتی ہے اور اس میں ہماری معنوی بقا کا راز پوشیدہ ہے۔

اگر افغان ملت 'انگریز، روس اور اب امریکی غاصبوں کے خلاف جہاد کی تلوار نہ اٹھاتی، تو آج ہم بھی دیگر استعمار زدہ اقوام کی طرح دنیوی عزت اور اپنے ارادے سے محروم ہوتے اور ساتھ ہی ہماری آئندہ نسلیں گمراہ اور اپنے عقائد سے اجنبی ہوتے، مگر (للہ الحمد) یہ افغان عوام پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے، جس نے ہمیں اس ابتلا میں کامیابی کی توفیق نصیب فرمایا۔ ہماری ملت کو استعمار کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور مزاحمت کی طاقت دی اور ہمیں ہمیشہ معنوی زوال اور سقوط سے بچالیا۔

مجاہد ہم وطنو!

ہماری جہادی ذمہ داری تاحال ختم نہیں ہوئی ہے۔ اگرچہ ملک کے بیشتر علاقے آزاد ہوچکے ہیں، مگر اب تک ہمارے اسلامی ملک پر استعمار کی فوجی اور سیاسی قوت برقرار ہے۔ استعمار نہ صرف ملک کے سیاسی اقتدار پر حاکم ہے، بلکہ بڑے بڑے فوجی اڈوں سے شب وروز اہل وطن پر بم باریاں کررہا ہے۔ ملکی تربیت یافتہ غلاموں کی تعاون سے چھاپے مارے جارہے ہیں، عوام کو جان و مال کی نقصان پہنچایا جارہا ہے اور مختلف طریقوں سے افغان عوام کو تکلیف میں مبتلا کیا جارہا ہے۔

اس کے ساتھ کابل انتظامیہ کے ذریعے افغانوں کے قتل عام، جارحیت کو جاری رکھنے اور اسلامی نظام کے روک تھام کے لیے ۲۱مارچ ۲۰۱۹ء کو خالد نامی آپریشن کا اعلان کیا۔ یہ عمل بذات خود اس کی گواہی دے رہا ہے کہ دشمن مزید طاقت کے ذریعے اپنے مذموم مقاصد کو پہنچنا چاہتا ہے۔ اسی وجہ سے مکمل اسلامی نظام کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی جارہی ہیں۔

اپنے دین، اپنی سرزمین، جان، مال اور عزت سے دفاع لازم ہے اور اجنبی جارحیت سے اسلامی ملک کی مکمل آزادی جہادی فریضہ ہے۔ اسی جہادی فریضے کی تکمیل کی خاطر امارت اسلامیہ نئے ہجری شمسی سال کے آمد کے ساتھ الفتح نامی جہادی آپریشن اعلان کرتی ہے اور اس حوالے سے درج ذیل چند نکات قابل توجہ سمجھتی ہے۔

ملک بھر میں (الفتح) آپریشن کے ہم آہنگ آغاز کا حکم ہوا۔ یہ کہ ہر عبادت کے شروع میں نیت اہم ہے۔ مجاہد بھائی پرخلوص اور اصلاح النیۃ کے ساتھ اس جہادی آپریشن کا آغاز کریں۔ اپنے ہدف کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر جارحیت کو محو کرنے، جارحیت اور فساد سے اسلامی ملک کا خاتمہ، اسلامی نظام کا قیام اور اپنے مؤمن ہم وطنوں کا دفاع اور خدمت کا ذریعہ سمجھیں۔

مجاہدین پابند ہیں کہ (الفتح) آپریشن کے سلسلے میں اطاعت کے اصل کو مدنظر رکھے۔ اپنے جہادی کردار کو جہادی لوائح اور اپنے امرا کی ہدایات کی روشنی میں انجام دیں، امارت اسلامیہ کے فوجی کمیشن اور دیگر ذی ربط اداروں کی جانب سے انہیں جو حکم اور وصیت کی جاتی ہے، اس کی مکمل رعایت ہونی چاہیے۔ اگرچہ وہ روزانہ جہادی امور کے متعلق ہو، یا شہری نقصانات کا روک تھام، احتیاط، نظم، باہمی تعاون، اخلاقی سلوک وغیرہ امور سے متعلق۔

یہ کہ مجاہدین للہ الحمد پہلے کی نسبت اعلیٰ جہادی عزم سے جنگی تجربات، نئی حکمت عملیوں، عوامی حمایت، دشمن کی صف میں اثرورسوخ اور جدید ہتھیاروں سے لیس ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نصرت سے بہت امید ہے کہ اس سال وسیع علاقے، قصبے اور مراکز دشمن کی موجودگی سے پاک ہوں گے۔ مجاہد بھائیوں کو چاہیے کہ جہادی امور میں غدر، دھوکہ، غبن اور دیگر ناجائز اعمال سے اپنے آپ کو بچائیں۔ ہم وطنوں کی جان و مال کی حفاظت، اسی طرح عوامی سرمایہ اور عام المنفعہ تنصیبات کی حفاظت کو اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیے۔

الفتح آپریشن کا ایک اہم حصہ دشمن کی صف سے ان ہم وطنوں کو خارج کرنا ہے، جو فوج، پولیس اور جنگجوؤں کے نام فوجی تشکیل میں بھرتی ہوئے ہیں اور انہیں استعمار اپنے

مفادات کے لیے لڑوا رہے ہیں۔ امارت اسلامیہ' باطل کی صف میں ان کے مقام کو اس پر ترجیح دیتی ہے کہ وہ برحق صف (امارت اسلامیہ) سے مل جائیں اور اپنی جان ومال کو نجات دلادیں۔ اسی بنا پر ہم دشمن کی صف میں کھڑے فوجیوں کو ایک بار پھر کہتے ہیں، کہ بے دلیل دشمنی اور بے فائدہ جنگ سے دستبردار ہو جائیں، مجاہدین سے مل جائیں اور اپنی جان ومال کی حفاظت کی ضمانت حاصل کریں۔

آخر میں ایک بار پھر مجاہد بھائیوں سے گزارش کرتے ہیں کہ بہت سنجیدگی، خلوص، توکل، بلند عزم وحوصلے کے ساتھ (الفتح) آپریشن کا آغاز اور فتوحات کی روح پرور لہروں سے صلح اور اسلامی نظام کے پیاسے اور مصیبت زدہ مؤمنوں کے دلوں پر مرہم رکھیں۔ اس پر یقین رکھیں کہ ہم حق پر ہیں اور فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ دن عنقریب ہے کہ ہمارے شہدا، زخمیوں، قیدیوں، مہاجرین اور مصیبت زدہ عوام کی جہادی آرزوؤں کی تکمیل اور آخری فتح کے حصول سے اسلام نظام قائم اور ہمارا ملک امریکی جارحیت اور شرپسند عناصر سے نجات پائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

امارت اسلامیہ افغانستان

۷/۸/۱۴۴۰ھ۔ ق

۲۳/۱/۱۳۹۸ھ۔ ش – 12/4/2019ء

☆☆☆☆☆

بقیہ: جہاد کے لیے صدقہ کرنے کے فضائل

ایک اور حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو جنت کی بشارت سناتے ہیں جو مجاہد کو وسائل جہاد فراہم کرے:

ان اللہ عزوجل یدخل بالسهم الواحد ثلاثة نفر الجنة؛صانعه الذی یحتسب فی صنعته الخیر،والذی یجهزبه فی سبیل اللہ،والذی یرمی به فی سبیل اللہ

''بے شک اللہ عزوجل ایک تیر سے تین بندوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ تیر بنانے والا جو اسے بنانے میں بھلائی کی نیت رکھتا ہو، اللہ کی راہ میں (کسی مجاہد کو) تیر فراہم کرنے والا، اور اللہ کی راہ میں وہ تیر چلانے والا''۔ (مسند احمد: حدیث عقبہ بن عامر الجھنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ام سنان اسلمیہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ:

''میں نے غزوہ تبوک کے موقع پر دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کپڑا بچھا ہوا ہے جس پر کنگن، بازوبند، پازیب، بالیاں، انگوٹھیاں اور بہت سے زیورات رکھے ہوئے ہیں''۔ (ابن عساکر: المجلد الأول)

اس کے برعکس ایک وہ شخص ہے جو کسی طرح بھی مجاہدین کی مدد نہیں کرتا۔ ایسا شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی سخت وعید کا نشانہ بنتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''جس گھرانے کا کوئی فرد بھی قتال میں شرکت کے لیے نہ نکلے، نہ ہی دھاگے یا سوئی یا اس کے برابر چاندی سے کسی مجاہد کی تیاری میں مدد کرے اور نہ کسی مجاہد (کی غیر موجودگی میں اس) کے گھر والوں کی اچھی خبر گیری کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے (دنیا ہی میں) اس پر سخت مصیبت مسلط فرما دیتے ہیں''۔ (المعجم الأوسط للطبرانی)

اسی طرح وہ شخص جو خود صاحبِ مال نہ ہو، وہ بھی اہل ثروت حضرات سے مال جمع کرکے یا انہیں جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے پر ابھار کر یہ اجر وثواب سمیٹ سکتا ہے۔ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ان الدال علی الخیر کفاعله

''بے شک نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی خود نیکی کرنے والے کی طرح ہے''۔ (ترمذی: کتاب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء الدال علی الخیر کفاعلہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد جیسی عظیم عبادت میں اپنے جان ومال کے ساتھ شرکت کرنے اور صالح اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

سرزمینِ جہاد 'افغانستان کے تازہ احوال

مصدر: امارت اسلامیہ کی اردو ویب سائٹ 'الامارہ ڈاٹ نیٹ'

جارحیت کے خلاف بہاری آپریشن بارے امریکی بیانات پر ردعمل

امارت اسلامیہ نے جارحیت کو محو کرنے، ملک کی مکمل خود مختاری اور اسلامی نظام کے قیام کی خاطر بہاری آپریشن کا اعلان کیا۔

آپریشن کے اعلان کے بعد افغانستان میں امریکی افواج کے جنگجو کمانڈر سکاٹ میلر اور ساتھ ہی امریکی وزارت خارجہ کے خصوصی ایلچی زلمے خلیل زاد نے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اسے ایک نامناسب عمل سمجھا۔ انہیں اس بات کا ادراک کرنا چاہیے کہ اس جنگ کو تم ہی نے ہم پر مسلط کی ہے۔ اپنی جان، مال، ناموس، ملک، دین اور حدود سے دفاع کرنا ہر ملک اور انسانی معاشرے کا حق ہے، خاص کر افغان قوم دنیا کے ہر ملک سے اس عمل میں حساس اور امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس بات کی یادآوری بھی کرتے ہیں کہ مذاکرات کے گذشتہ پانچ اجلاسوں میں ہر مرتبہ امارت اسلامیہ کی مذاکراتی ٹیم نے تجویز پیش کی تھی، کہ شہری نقصانات کا روک تھام کیا جائے، تمہاری بمباریاں اور رات کے چھاپے جن میں اکثریت افغان نہتے خواتین، بچے، بوڑھے، اسکول، مدارس اور یونیورسٹیوں کے طلبہ شہید اور یا قیدی ہوتے ہیں، مگر تم نے ان تجاویز پر کوئی توجہ نہیں دی۔

خلیل زاد اور میلر ہمارے جہاد اور دفاع کے خلاف اس حال میں جذبات کا اظہار کر رہے ہیں اور اس کے برعکس کابل انتظامیہ کے اعلان کردہ آپریشن کو سراہا۔

انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنے انسانی جرائم کو بند کرنے چاہیے۔ گذشتہ ۹ ماہ سے امریکی غاصبوں کی جانب سے ہر رات افغانوں کی چادر وچاردیواری کی حرمت پامال کی جارہی ہے۔ ہر رات ایسی ہوتی ہے کہ محو استراحت متعدد بچے، خواتین اور بوڑھوں کو شہید یا ہتھکڑیوں میں جکڑ کر عقوبت خانوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ روزانہ ملک کے مختلف علاقوں میں بموں کی بارش ہورہی ہے۔ مکانات، مساجد، مدارس، اسکول اور صحت کے مراکز منہدم ہورہے ہیں اور ان کے اعتراف کے مطابق قلیل عرصے میں سات ہزار بم ہماری سرزمین پر گرائے جاچکے ہیں۔

لہذا اصل غیر انسانی عمل یہی جنگی اور انسانی جرائم ہیں۔ افغانوں کی مزاحمت، دفاع اور جہاد جائز عمل ہے۔ ہم میلر اور خلیل زاد کے ردعمل کی مذمت کرتے ہیں۔ انہیں ان کے اعمال کی جانب متوجہ کرتے ہیں اور جاری جہادی آپریشن کے اعلان کے متعلق ان کے بیانات کو فضول اور بے بنیاد سمجھتے ہیں۔

اس بات کی بھی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم مذاکرات کے جاری سلسلے اور پرامن حل کے لیے سنجیدہ ہیں، مگر ایسا نہیں کرسکتے کہ استعمار اور ان کے داخلی حامیوں کی فوجی کاروائیوں اور جاری وحشت پر خاموشی اختیار کریں۔

ذبیح اللہ مجاہد

ترجمان امارت اسلامیہ

۸ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۳/ اپریل ۲۰۱۹ء

کیسی عدالت اور کون سا صدر؟

خبر ہے کہ افغان حکومت کے کٹھ پتلی صدر کو افغان عوام کے مزید قتل عام کے لیے نام نہاد سپریم کورٹ سے صدارت کی مدت میں توسیع کا حکم مل گیا ہے۔ جس کی بدولت وہ اب مزید کسی نامعلوم مدت تک امریکہ کے تلوے چاٹنے اور اس کی ہاں میں ہاں ملانے کے لیے افغان عوام پر مسلط رہے گا۔

سوچنے کی بات ہے کہ کٹھ پتلی اشرف غنی کے ماتحت اور اس کے اشارے سے اپنا قلم اور زبان چلانے والے جج اشرف غنی سے ملاقات کے لیے گھنٹوں صدارتی محل میں انتظار کرتے رہے۔ آج یہی شخص ملک کے مستقبل کے فیصلے کرنے اُٹھا ہے۔

اگر کابل انتظامیہ کی اعلیٰ عدالت واقعی اپنے فیصلوں میں خود مختار اور مُنصِف ہے تو گزشتہ دو عشروں کے دوران امریکہ اور افغان کٹھ پتلیوں کے مختلف حملوں میں شہید ہونے والے سیکڑوں نہتے شہریوں کے بارے میں کوئی آواز اٹھاتی یا کم ازکم اس کی مذمت کرتی۔

امریکہ اور اس کے اجرتی قاتلوں کے حملوں میں روزانہ کئی نہتے شہری شہید ہوتے ہیں۔ درجنوں اسکولز، مساجد اور آبادیاں ملیامیٹ کردی گئیں۔ آج تک اس نام نہاد عدالت نے ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف کوئی کیس فائل کیا ہے اور نہ کسی پر مقدمہ چلانے کی کوشش جرأت کی ہے۔ یہ عدالت صرف ان غریب عوام پر مقدمات قائم کرتی ہے، جس کے موبائل سے کوئی جہادی ترانہ برآمد ہو یا جس کے گھر میں کسی مجاہد نے چند لمحے آرام کیا ہو۔ ان نام نہاد عدالتوں میں یہ سب سے بڑا جرم تصور کیا جاتا ہے۔ جس میں اکثر لوگوں کو دس سے پندرہ سال قید کی سزائیں سنائی جاتی ہیں۔

کابل کے یہ کٹھ پتلی جج اگر اشرف غنی کی مدت صدارت میں توسیع کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو ہلمند میں پیش آنے والے اندوہناک واقعے پر آواز اٹھانے کی صلاحیت سے کیوں محروم ہیں؟ اس میں ایک گھر کے مردوں کو ان کی خواتین کے سامنے شہید کیا گیا اور خواتین کو گرفتار کیا گیا۔ ظاہر سی بات ہے کابل کی ظالم اور غلام انتظامیہ 'امریکہ کے مفادات کی خاطر اپنے عوام پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہی ہے۔ امریکہ 'افغانستان میں اپنے اہداف تک پہنچنے کے لیے ہمیشہ ایسے لوگوں کو اقتدار عطا کرتا رہا، جو اقتدار کے ملتے ہی امریکہ کے ساتھ افغان سرزمین کے مستقل استعمال کے لیے امریکہ کو اجازت نامہ فراہم کریں۔

اب اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ' عدالت میں ایسے لوگوں کو سامنے لا رہے ہیں، جو ان کے زیر سایہ اور ان کے حکم پر فیصلہ صادر کریں۔ وہ بالکل آزاد نہیں ہیں۔ یہ جج کٹھ پتلی صدر کے ماتحت اور کٹھ پتلی صدر امریکہ کا غلام ہے۔

امن کی راہ کون سی ہے؟

امریکی حکام نے افغان جنگ میں بے بسی کا اعتراف کر لیا اور کہا کہ ان میں مزید جانی و مالی نقصانات اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ جو انہوں نے اس خستہ کن جنگ میں گذشتہ اٹھارہ برسوں سے برداشت کیے ہیں۔ دوسری جانب استعمار کی جانب افغان ملت جس پر استعمار نے جنگ مسلط کی گئی ہے۔ اس ملت کو ایک آزاد، اسلامی خودمختار اور پر امن افغانستان ان کی عظیم آرزو ہے۔ تو صلح کے اس مشترک آرزو تک پہنچنے کی کون سی راہ ہے؟ آیئے عقل، منطق اور عینی حقائق کی روشنی میں اس ہدف تک پہنچنے کی راہ کا جائزہ لیں۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ افغانستان میں موجودہ جاری جنگ کا سبب بیرونی جارحیت ہے۔ جس دن سے امریکی قیادت میں بیرونی افواج نے افغان سرزمین پر جارحیت کی ہے، اس کے خلاف افغان عوام نے جہاد کا آغاز کیا۔ اسی بنیاد پر جارحیت اور جنگ علت اور معلول کی طرح طبعی تلازم کی تار سے باہم جوڑے ہوئے ہیں۔ جس میں کسی توجیہ اور بات کی گنجائش نہیں ہوتی۔

لہٰذا جنگ کے خاتمے اور امن و امان کی برقراری کے لیے سب سے بنیادی شرط جنگ کے سبب (جارحیت) کو محو کرنا ہے۔ کیونکہ اگر سبب (جارحیت) موجود ہے اور ہم جنگ کے خاتمے کی جستجو کرتے ہیں، تو ہماری یہ جستجو عقلاً بے معنی اور (علت اور معمول) کے قدرتی قوانین کے خلاف ہے۔

اگر عقلی قیاس اور طبعی قانون کے علاوہ تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے، تو افغانستان تاریخ کے ادوار میں استعمار کا مقبرہ اور سلطنتوں کا قبرستان رہ چکا ہے۔ اسے تاریخ ثابت کرے گی کہ اس ملک میں استعمار کی موجودگی میں کبھی امن برقرار نہیں ہوا ہے۔ تاریخ کہتی ہے: کہ اس سرزمین میں غاصب موجود تھا، تو ان کے خلاف مسلح جہادی بھی جاری تھا۔ لہٰذا جارحیت اور صلح کا اکٹھا ہونا، ایک ایسی بے بنیاد فکر ہے، جس طرح آگ اور پانی کا مل جانا، جس کا دراصل کوئی امکان ہی نہیں ہے۔

درج بالا انکار ناپذیر مقدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صلح کے آمد کے لیے جارحیت کا خاتمہ ضروری شرط ہے۔

جب جارحیت کا خاتمہ ہوا اور جنگ کا بیرونی سبب منقطع ہو گیا تو اس کے بعد افغانوں خاص سیاسی طبقے کو چاہیے کہ تاریخی تجربات سے عبرت حاصل کرتے ہوئے ایک دوسرے کے سامنے نرمی، لچک اور درگذر کے رویے سے کام لے۔ عوام کے مشترکہ ارمان (اسلامی پر امن نظام) کے قیام تک پہنچنے کے لیے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لے۔

امارت اسلامیہ افغان مؤمن اور مصیبت زدہ عوام کی اس آرزو کو دل کی گہرائیوں سے پابندی کرتی ہے۔ امارت اسلامیہ نے اس مد میں حقیقی اور مؤثر اقدامات کے سلسلے میں امریکہ کے ساتھ جارحیت کے خاتمے کی غرض سے مذاکرات شروع کیے ہیں، جس کا چھٹا مرحلہ مملکت قطر کے دارالحکومت دوحا شہر میں شروع ہو چکا ہے۔ افغان ملت اور تمام صلح پسند افراد کو چاہیے کہ جارحیت کے خاتمے اور پر امن افغانستان کے لیے امارت اسلامیہ کے داعیہ کی حمایت کریں اور محکم طور پر اس کا ساتھ دیں۔ اسی لیے صلح کی جانب جانے والی یہی واحد راہ ہے۔

سابقہ جنگجوؤں کی تنظیمِ نو:

سوشل میڈیا پر اشرف غنی کی ایسی تصاویر گردش کر رہی ہیں، جن میں وہ سابق کمیونسٹ دور کے بدنام زمانہ اور ہزاروں مجاہدین کے قاتلوں کے ساتھ کھڑے مسکرا رہا ہے۔ یہ تصاویر ایسے وقت منظرِ عام پر آئی ہیں، جس وقت اشرف غنی نے افغان مسئلے کے لیے ایک نمائشی جرگہ بھی منعقد کیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس نے سابقہ وحشی جنگجوؤں کو بھی میدان میں اتارنے کا فیصلہ کیا ہے، تاکہ وہ اقتدار کے بہانے دولت کے لالچ کا مداوا کر سکیں۔ کٹھ پتلی حکومت کے عہدے دار اور ان کے بہی خواہ ہمیشہ اس وجہ سے امن کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں، تاکہ ان کے بقول ترقی (امریکی جارحیت) کے لیے ان کی قربانیاں رائیگاں نہ جائیں۔ گویا غیر ملکی جارحیت کے نتیجے میں ملک میں ترقی ہوئی ہے۔ کئی مثبت کام ہوئے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ یہ کامیابیاں رائیگاں جائیں۔

اس ترقی کا ہی نتیجہ ہے، جس سے افغانستان کرپشن کے لحاظ سے دنیا میں پہلے نمبر آ گیا ہے۔ اس ترقی میں اپنے ہی کٹھ پتلی اہل کار اپنے ہی شہریوں کے گھروں کی چادر اور چار دیواری کی حرمت پامال کرتے ہیں۔ گھر کے سربراہ کو بچوں اور بیوی کے سامنے موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ یہ کٹھ پتلی اور جارحیت پسند مل کر روزانہ معصوم شہریوں پر بمباریاں کرتے ہیں۔ ان کی زندگی اور جینا حرام کر رکھا ہے۔ اس ترقی اور جمہوریت میں عہدے دار اپنے بنائے ہوئے قانون کی دھجیاں اڑاتے ہیں۔ عوام کی رائے دہی پر بھی پیسے لگتے ہیں۔ نام نہاد اپوزیشن کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ قومی اقدار کی بے حرمتی اور پامالی روز کا معمول ہے۔ قومی جرگے کو بچوں کا کھیل بنا لیا گیا ہے۔ پوری قوم کی مخالفت کے باجود حکومت میں ان چہروں کو شامل کیا گیا، جو عوام میں قاتل، راہزن اور ذلیل و پست شمار ہوتے ہیں۔ موجودہ کٹھ پتلی فوج کی جانب سے روا رکھے جانے والے قتل عام سے ان کا دل نہیں بھرا۔ اب سابقہ بدنام جنگجوؤں کی مدد سے ایک نیا مقامی جنگجو لشکر تیار کرنے کی تیاری کی جا رہی ہے۔

ہزاروں افغانوں کے قاتل افراد کو ایک بار پھر ان جنگجوؤں کی کمان سونپنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

کیا یہ امریکہ اور اس کی کٹھ پتلیوں کی گزشتہ ڈیڑھ عشرے کی کامیابیاں ہیں؟ کیا اسے کوئی ذی شعور کامیابی کا نام دے سکتا ہے؟ اس میں امریکہ بوسیدہ نظام میں موجود تمام افراد سے ناامید ہو کر اشرف غنی کے ذریعے سابقہ جنگجوؤں کو میدان میں اتارنے کا فیصلہ کر رہا ہے۔

افغان قوم نے ماضی میں بھی ایسے جارحیت پسندوں اور ان کی کٹھ پتلیوں کو عبرت ناک انجام سے دوچار کیا ہے۔ کمیونسٹ نظام کے آخری مہرے ڈاکٹر نجیب اللہ کے زوال کے ایام بھی تب شروع ہوئے، جب ان کے آقا روس نے اعتماد ختم کیا۔ جس کے بعد رشید دوستم کی بدنام زمانہ 'گلم جم ملیشیا' سامنے آئی۔ یہ ملیشیا کئی ماہ تک مسلسل ظلم کا مظاہرہ کرتی رہی۔ وہ بھی ڈاکٹر نجیب اللہ کو نہ بچا سکی۔ بالآخر نجیب اللہ کابل کے آریانہ چوک پر عوام کے غیض وغضب کے نتیجے میں جان سے دھو بیٹھا جب کہ دوستم نے فرار ہو گئے۔

اشرف غنی یہ بات ذہن نشین کر لے کہ بدنام زمانہ جنگجوؤں کو منظم کرنے کی کوشش تمہیں ایک عبرت ناک انجام سے دوچار کر سکتی ہے۔ اس ملک میں امن کی بحالی کٹھ پتلیوں کے مفادات کے لیے نقصان دہ ہی کیوں نہ ہو، لیکن یہ افغان قوم کی دلی آرزو ہے۔ امن ضرور آئے گا۔ کٹھ پتلیوں کے ان بچگانہ اقدامات سے اس کا راستہ روکا نہیں جا سکتا۔ ان شاء اللہ

ٹرمپ اپنا وعدہ پورا کرے:

امریکہ میں طالبان کے خلاف لڑنے والے امریکی فوج کے ایک ونگ کمانڈر نے ملٹری ٹائمز سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ٹرمپ اپنا وعدہ جلد از جلد پورا کریں۔ وہ افغانستان سے فوج واپس بلائیں۔ مذکورہ فوج کے افسران کا موقف ہے کہ انہوں نے اور ان کے خاندانوں نے افغان جنگ میں بڑی تکالیف اٹھائی ہیں۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں یہ جنگ ختم ہو۔ ان کا کہنا تھا افغانستان میں امریکی فوج کی موجودگی امریکہ کے مفاد میں ہے اور نہ اس سے امریکہ کی سکیورٹی صورت حال پر کوئی فرق پڑ سکتا ہے۔

امریکہ نے افغانستان میں بھرپور فوجی قوت، سیاسی دباؤ، میڈیائی پروپیگنڈے سمیت لسانی اور علاقائی تعصبات کو ہوا دینے کے لیے اپنی تمام توانائیاں استعمال کیں۔ اس کے باوجود اسے کامیابی نہیں ملی۔ دنیا کے تمام تر وسائل ہونے کے باوجود اسے سیاسی شرمندگی اور فوجی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ افغان غریب اور مظلوم قوم ہے۔ وہ دنیا کے کسی ملک کے لیے خطرہ نہیں ہیں۔ جب بھی کوئی دوسرا ان کے ملک پر چڑھ دوڑا ہے تو نتیجتاً نہتے اور عسکری قوت میں کئی گنا کم ہونے کے باوجود افغان قوم نے دشمن کے گریبان پر ہاتھ ڈالا ہے۔ کل ہی تو روس کے ٹکڑے ہوئے تھے۔ روس سے قبل انگریزوں کا غرور خاک میں ملایا گیا تھا۔ اگر امریکہ 'افغانستان کی تاریخ سے سبق نہیں سیکھتا تو اسے بھی جارحیت پسندوں کے قبرستان 'افغانستان' میں دفن ہونا پڑے گا۔ کیوں کہ یہاں ہمیشہ پرانی تاریخ دہرائی جاتی ہے۔ یہاں جارحیت پسند اور ان کے کٹھ پتلی ایسے عبرت ناک انجام سے دوچار ہوئے ہیں کہ ان کو تاریخ میں ہمیشہ بُرے الفاظ سے یاد کیا گیا۔

ٹرمپ کو چاہیے اپنے عوام کے مطالبات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنی فوج افغانستان سے نکالے اور انہیں بے وجہ موت کے منہ میں جانے سے بچائے۔ ورنہ وہ دن دور نہیں جب افغان سرزمین پر ایک اور "سپر پاور" کی طاقت کا سورج غروب ہو گا۔ ان شاء اللہ

الفتح آپریشن اور متوقع فتوحات:

امارت اسلامیہ نے موسم بہار کے آغاز کے ساتھ ہی نئے آپریشن 'الفتح' کا اعلان کر دیا ہے۔ اس کا آغاز افغانستان میں امریکی فوج کے سب سے بڑے اڈے بگرام پر مارٹر حملوں سے شروع ہوا۔ یہ سلسلہ ملک کے دوسرے علاقوں تک پھیل گیا ہے۔ مجاہدین نے آپریشن کے پہلے روز دشمن کے فوجی مراکز، حفاظتی چوکیوں، خفیہ ٹھکانوں اور فوجی قافلوں پر متعدد حملے کیے۔ جس میں دشمن کو شدید جانی اور مالی نقصانات اٹھانا پڑے۔ الامارہ ویب سائٹ کے مطابق آپریشن کے پہلے دن امریکی اور کٹھ پتلی فوج پر ملک کے طول و عرض میں ۹۳ چھوٹے اور بڑے حملے کیے گئے۔ جس کے نتیجے میں درجنوں دشمن اہل کار ہلاک ہوئے۔ کئی علاقے مجاہدین نے دشمن کے قبضے سے چھڑا لیے۔ اس کے علاوہ مجاہدین نے بڑے پیمانے پر اسلحہ اور جنگی سازوسامان بھی غنیمت میں حاصل کیا ہے۔

الفتح آپریشن کا پیغام اور ہدف واضح ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان میں ایک اسلامی نظام کے قیام اور اس ملک کی کفار سے آزادی کے لیے میدان کارزار میں مصروف ہے۔ افغان عوام نے اس مبارک مقصد کے لیے بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ اب بھی اس مقدس فرض کی تکمیل کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جا رہا۔

امارت نے بار بار واضح کیا ہے کہ یہ جنگ ہم پر مسلط کی گئی ہے۔ ہماری جنگ اسلامی اقدار کی حفاظت اور ملک کی آزادی کے لیے ہے۔ ہم نے کسی ملک پر حملہ کیا اور نہ کسی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی ہے۔ دنیائے کفر کے درجنوں ممالک کی فوجوں نے یہاں ایک منظم اسلامی حکومت کا خاتمہ کیا ہے۔ آئے روز ملک کے طول و عرض میں ہمارے شہریوں کا خون پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔

ہم اپنے ملک اور شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کو اولین فرض سمجھتے ہیں۔ ہم ملک میں اسلامی نظام کے قیام کی خاطر علمِ جہاد بلند کیے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم سیاسی طور پر بھی اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے سنجیدہ ہیں۔ اس کے لیے قطر میں دفتر کھولا گیا ہے۔ اگر امریکہ کے قول و فعل میں تضاد نہ آئے تو ہم مذاکرات کے ذریعے بھی اس مسئلے کو حل کرنے کو ترجیح دیں گے۔

مذاکرات کے آغاز کے ساتھ ہی امریکی اور کٹھ پتلی فوج نے نہتے شہریوں کے قتل عام کا ایک ظالمانہ سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ مساجد، مدارس، اسکول اور شفاخانوں کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت تباہ کیا جارہا ہے۔ ہم اپنی اسلامی اقدار، قومی مفادات، شہریوں کے جان و مال کی حفاظت اور اس کے دفاع کے لیے دستیاب تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے دشمن کو اس کی زبان میں ہی جواب دیں گے۔ الفتح آپریشن دشمن کے خلاف نئی جنگی منصوبہ بندیوں کے ساتھ ایک فیصلہ کن معرکہ ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز

وحشت اور بے غیرتی کی انتہا:

امریکہ اور کابل انتظامیہ کے ظالم اہل کاروں نے افغان عوام پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ امریکہ اور اس کے حواری روزانہ عام آبادیوں کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ نہتے شہریوں کے گھروں پر چھاپے مار کر انہیں شہید کرتے اور مختلف طریقوں سے ان پر تشدد کیا جاتا ہے۔ افغان شہریوں کے ساتھ امریکہ اور کابل کٹھ پتلیوں کا ظلم انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ گزشتہ چند دنوں میں مختلف آپریشنز کے نتیجے میں مختلف علاقوں میں ظالمانہ کارروائیوں کے دوران متعدد کلینک نذر آتش، کئی اسکول تباہ، مدارس خاکستر اور مساجد شہید کی جا چکی ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد نہتے شہریوں کو شہید اور گرفتار کیا جا چکا ہے۔

جس کی واضح مثال صوبہ ہلمند کے ضلع باباجی کا سانحہ ہے۔ اس میں امریکی اور افغان فوج نے ایک مقامی ڈاکٹر اسد کے گھر پر چھاپہ مارا۔ ڈاکٹر اسد کو گھر کے صحن میں گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔ جب کہ ان کے گھر کی خواتین کو گرفتار کر کے لے گئے۔ بڑی ڈھٹائی سے اُن خواتین کو غیر ملکی قرار دیا گیا اور دجالی میڈیا نے جارحیت پسندوں کے اس جھوٹے الزام کو خوب ہوا دی۔

تعلیم و تعلم کے دشمن امریکہ اور اس کے حواریوں نے گزشتہ رات قندھار کے ضلع پنجوائی کے علاقے تلوکان میں ایک پرائمری اسکول کے ہیڈ ماسٹر کو ان کے گھر میں شہید کر دیا۔ جب کہ علاقے سے ۵/ افراد کو گرفتار کر کے لے گئے۔ اس کے علاوہ رواں ماہ کے گزشتہ دس دنوں کے دوران دشمن کی مختلف کارروائیوں کے نتیجے میں ۱۰۰ سے زیادہ شہری شہید و زخمی ہو چکے ہیں۔ جب کہ سیکڑوں افراد کو گرفتار بھی کیا جا چکا ہے۔

یہ ظلم و سربریت کی انتہا ہے کہ جو لوگ خود کو افغان عوام کا منتخب نمائندہ سمجھتے ہیں، ملک کے لیے قربانی دینے کا نعرے لگاتے ہیں، خود کو حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ دیتے ہیں، وہ دوسری جانب امریکی وحشیوں کے ہمراہ رات کی تاریکی میں اپنے ہی ہم وطنوں کے گھر پر چھاپہ مارتے ہیں۔ چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہیں۔ گھروں میں گھس کر بچوں اور خواتین کو شہید کرتے ہیں۔ لوٹ مار مچاتے ہیں۔ حتیٰ کہ خواتین کے زیور بھی چھین لیتے ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ یہی منتخب نمائندے گزشتہ دنوں بگرام میں چار امریکی فوجیوں کی ہلاکت پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ دوسری طرف درجنوں افغان شہریوں کی شہادتوں پر ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ کابل کے حکمران افغان عوام کے منتخب نمائندے نہیں ہیں۔ وہ ان قوتوں کے منتخب نمائندے ہیں، جن کی موت پر وہ اظہار افسوس کرتے ہیں۔ ان ممالک کے نام تعزیتی پیغامات بھیجتے ہیں۔

گھاس کھاتی فوج اور جنگی جرائم:

کابل کٹھ پتلی انتظامیہ نے گزشتہ دن اعلان کیا کہ اشرف غنی نے نئے سال کے لیے جنگی حکمتِ عملی منظوری پر دستخط کر کے اسے منظور کر لیا ہے۔ کٹھ پتلی انتظامیہ کے عہدے دار ایک ایسے وقت میں جنگی منصوبوں کی منظوری دے رہے ہیں، جب امریکہ جنگ کے خاتمے کے لیے طالبان سے مذاکرات کی میز پر بیٹھا ہوا ہے۔ اسی کٹھ پتلی انتظامیہ کے کرزئی سمیت کئی سابق عہدے دار طالبان کے ساتھ مذاکرات کے لیے قطر جا رہے ہیں۔ کابل انتظامیہ کا ایسے وقت میں جنگ کی آگ کو مزید بھڑکانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ کابل ادارے کے جنگ کے ساتھ ذاتی مفادات وابستہ ہیں۔ یہ لوگ اس ملک کی تباہی کے لیے ترسے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ ۱۸ سال تک امریکہ کو اپنے ہم وطنوں کے قتل عام میں مدد دیتے رہے ہیں۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ کٹھ پتلی انتظامیہ کی جنگی کارروائیوں کا زیادہ تر ہدف عام شہری ہوتے ہیں۔ کابل فوج' طالبان کا سامنا کرنے سے کتراتی ہے۔ طالبان کا نام سن کر اس کی روح کانپنے لگ جاتی ہے۔ کابل فوج کی جانب سے طالبان کے تمام تر حملوں کا بدلہ نہتے شہریوں سے لینا اس کا شیوہ بن گیا ہے۔ شاید وہ یہی سمجھ رہے ہوں کہ اس قسم کی وحشیانہ کارروائیوں سے عوام جہاد کا نعرہ لگانا بند کر دیں گے۔ جس سے وہ مزید وقت کے لیے اقتدار کے مزے لوٹ سکیں گے۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ انہیں عوام کے ایک ایک خون کے قطرے کا حساب دینا ہوگا۔

گزشتہ پانچ دنوں کے دوران کٹھ پتلی انتظامیہ اور فوج نے امریکی جارحیت پسندوں کے ساتھ مل کر مختلف آپریشنز کے نتیجے میں درجنوں افغان شہریوں کا خون بہایا ہے۔ کچھ ہی دن قبل صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں شاخ نامی علاقے میں ایک گاؤں پر بمباری کی گئی، جس سے کئی گھر صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ اس میں درجنوں افراد شہید ہوئے۔ جن میں ۹/ افراد کا تعلق صرف ایک خاندان سے تھا۔ یہ شہید افراد ۵ بچے، ۲ خواتین اور ۲ مرد تھے۔

اسی طرح کابل قندھار شاہراہ پر ضلع قرہ باغ کے علاقے 'ملا نوح بابا' میں ایک اسکول پر کابل فوج نے مارٹر توپ کا گولہ پھینکا، جس میں ۴ طلبا اور ایک استاد شہید، جب کہ ۱۵ طلبا زخمی ہو گئے۔ اس کے علاوہ پکتیکا کے ضلع نکہ کے گاؤں عاشقی میں ۱۲/ افراد کو چھاپے کے

دوران نہایت بے دردی سے شہید کیا گیا۔ چھاپے میں ہر شخص کو گھر سے نکال کر ان کے سروں میں گولیاں ماری گئیں۔ ہلمند، غزنی اور پکتیا میں بھی گزشتہ چند دنوں کے دوران امریکی اور ان کے کاسہ لیسوں کے مشترکہ آپریشنز کے نتیجے میں ۲۶ شہری شہید ہوئے ہیں۔

کابل فوج ایسے وقت میں جنگ کا اعلان کر رہی ہے، جب کہ سیاسی انتظامیہ اپنی فوج کے ساتھ انتہائی غیر انسانی رویہ اپنائے ہوئے ہے۔ حتیٰ کہ متعدد چوکیوں میں تعینات فوجیوں کو کئی ماہ سے خوراک فراہم نہیں کی گئی۔ اب وہ اپنی بھوک مٹانے کے لیے گھاس کھانے پر مجبور ہیں۔

جب کہ ان کے اعلیٰ افسران امریکی ڈالروں میں کھیل رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے جانوروں کی طرح گھاس کھانے والی فوج سے انسانیت اور رحم کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ افسوس کہ یوناما جیسا بین الاقوامی ادارہ بھی ان کے جرائم پر پردہ ڈال رہا ہے۔ شہریوں کو پہنچنے والے نقصانات اور جنگی جرائم کا احتساب بھی امریکہ کے مفادت کی نذر ہو رہا ہے۔ امید ہے یہ ادارہ اپنی بین الاقوامی ساکھ بر قرار رکھنے کے لیے انسان دوستی کے نعرے کو عملی جامہ پہناتے ہوئے افغانستان کے مظلوم عوام کے پے در پے حملوں میں شہادتوں کا نوٹس لے گا اور اپنی خاموشی ترک کرے گا۔

حالیہ فتوحات اور دشمن کی بوکھلاہٹ:

امارت اسلامیہ کے بہادر مجاہدین نے شمالی صوبے بدخشان کے ضلع ارغنج خوا کا مکمل کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ اس علاقے سے دشمن کا مکمل طور پر صفایا ہو چکا ہے۔ اس کارروائی میں دشمن کو شدید جانی اور مالی نقصانات بھی اٹھانا پڑا ہے۔ بدخشان میں امارت اسلامیہ کے مکمل زیر کنٹرول اضلاع کی تعداد تین ہوگئی ہے۔

جب کہ صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی مرکز کے قریب بھی مجاہدین کے حملے جاری ہیں۔ وہاں دشمن کئی حفاظتی مراکز سے راہِ فرار اختیار کر چکا ہے۔ کئی اعلی فوجی عہدے دار حملوں میں مارے گئے ہیں۔ مجاہدین شہر کے مرکزی دروازے کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ یاد رہے اس سے قبل ۲۸ مارچ کو بھی امارت اسلامیہ کے سربکف مجاہدین نے صوبہ زابل کے ضلع سیوری پر رات گئے حملہ کیا، جس میں دشمن کی فوجیں پسپا ہوئیں اور مجاہدین نے اس ضلع کا کنٹرول بھی حاصل کر لیا۔ ان بڑی فتوحات کے بعد دشمن شدید بوکھلاہٹ کا شکار ہے۔ وہ محض نعروں اور میڈیا کے پروپیگنڈوں سے اپنی شکست خوردہ فوج کا مورال بلند کرنے کی کوشش میں ہے۔

کٹھ پتلی انتظامیہ کے وزیر دفاع اسد اللہ خالد نے جب سے متکبرانہ نعرہ لگایا کہ 'طالبان کی گردنیں اڑا دو' تب سے ان کی انتظامیہ نے اچھے دن نہیں دیکھے۔ جس کی تازہ ترین مثال مشہور ظالم اور وحشی جنرل دوستم پر طالبان کا حملہ ہے۔

دوستم طویل عرصے کے بعد ایک بڑے قافلے میں بلخ جا رہا تھا۔ صوبہ بلخ کے ضلع چہار بولک کے نواحی علاقے میں بلخ اور جوزجان کی مین شاہراہ پر طالبان نے ان کے قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا، جس میں ایک ٹینک، ایک رینجر گاڑی تباہ، جب کہ ان کے چار محافظ ہلاک اور 8 زخمی ہوگئے۔ جب کہ وہ خود خوف زدہ ہو کر میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہوا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ حملے سے صرف چند گھنٹے قبل اس نے میڈیا میں اعلان کیا تھا کہ 'اگر حکومت انہیں اجازت دے تو وہ صرف چھ ماہ میں شمالی صوبوں سے طالبان کا خاتمہ کر سکتا ہے'۔ یہ دعویٰ کرتے وقت اسے کیا پتا تھا کہ حالات اب دس سال پرانے والے نہیں ہیں۔ الحمدللہ! اب طالبان دفاعی پوزیشن سے اقدامی پوزیشن پر آگئے ہیں۔ مجاہدین کو عوام کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ انہوں نے جنرل دوستم جیسے وحشی کرداروں کو اچھی طرح پہچان لیا ہے۔ آج کے بعد کوئی انہیں اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال نہیں کر سکے گا۔

دشمن اپنی عادت کے مطابق صرف جھوٹے نعروں اور پروپیگنڈوں سے اپنی شکست پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے، تاکہ اپنے فوجیوں کا مورال بلند کر سکے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: جزیرۃ العرب سے چند خبریں

گرفتاری سے قبل ہی وہ کینسر کے مرض میں مبتلا ہو چکی تھیں۔ ان کی رہائی کے لیے انسانی حقوق کی برطانوی تنظیموں نے بھی بہت کوشش کی۔ ان کی زندگی کے متعلق فلم بھی بنائی گئی اور بالآخر آخری درخواست یہ کی گئی کہ انہیں طبی بنیادوں پر رہا کیا جائے تاکہ مرنے سے پہلے وہ کچھ دن اپنے اہل خانہ کے ساتھ گزار سکیں۔

اب اطلاعات ہیں کہ ان کی جیل میں ہی موت واقع ہوئی ہے۔ آخری دنوں میں وہ بیڈ پر ہی ہتھکڑی لگے ہوئے ایک ایسے تنگ و تاریک کمرے میں قید تھیں جہاں ہوا روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ نیوز بیورو کے نام سے چلنے والے سوشل میڈیا اکاؤنٹس عرب ممالک میں قیدیوں پر توڑے جانے والے مظالم کو بے نقاب کر رہے ہیں۔

ان انکشافات کے مطابق متحدہ عرب امارات کی جیلوں میں خواتین قیدیوں پر سگریٹ داغنے سے لے کر واٹر بورڈنگ جیسے حربے آزمائے جاتے ہیں، قیدی خواتین کو مسلسل ریپ کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ سعودی جیلوں کے متعلق بھی انکشاف کیے گئے ہیں کہ وہاں بھی جنسی طور پر ہراساں کرنے اور تشدد کے مختلف طریقے آزمانے کے علاوہ جادو جیسے حربے بھی استعمال کیے جاتے ہیں جس کے باعث قیدی اپنا دماغی توازن کھو بیٹھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

لویہ جرگہ ایک ڈرامہ ہے

گزشتہ دنوں کابل میں کٹھ پتلی حکومت نے جارحیت پسندوں کی ایماپر لویہ جرگہ بلایا۔ اس میں عوامی کٹھ پتلی حکومت کی سابق اور موجودہ انتظامیہ کے بھی اکثر افراد شریک نہیں ہوئے۔ سیاست دانوں کی اکثریت اور سیاسی تجزیہ کار اسے ایک فرمائشی جرگہ قرار دے رہے ہیں۔ جس کانفرنس اور جرگے کا یہ حال ہو کہ اس میں نام نہاد حکومت کے اپنے نمائندے بھی شرکت سے گریزاں ہیں تو اس سے مثبت نتائج کیوں کر نکل سکتے ہیں؟! اس قسم کے جرگے اور کانفرنسوں کا نتیجہ صرف اور صرف اشرف غنی کی مدتِ صدارت میں توسیع کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ یہ جرگہ غیر ملکی جارحیت پسندوں کے ہاتھوں افغان عوام کے مزید قتلِ عام کی اجازت فراہم کر رہا ہے۔

جرگہ ہمارے ملک کی اہم ثقافت اور قومی تاریخ ہے۔ جرگہ اس ملک سے غیروں کے قبضے، آزادی، خودمختاری اور ایک مشروع حکومت کے قیام کا مرجع ثابت ہو سکتا ہے۔ افسوس کی بات ہے ہمارے ایک اہم ثقافتی ورثے کو ماضی میں کمیونسٹ حکومت نے روس کے مفادات کے لیے استعمال کیا اور آج امریکی جارحیت کو جواز فراہم کرنے، اپنی کرسی اور ذاتی مفادات کی خاطر اسے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ جب کوئی کافر مسلمان ملک پر جارحیت کرتا ہے تو اسلام کے مطابق ان کافروں کے خلاف جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ اس ملک کے عوام پر جان ومال کے ذریعے اپنی دینی اور قومی اقدار کی حفاظت فرض ہو جاتی ہے۔

ہر قوم اپنی سرزمین، ناموس، قومی اور دینی اقدار کی حفاظت کے لیے تن من دھن کی بازی لگاتی ہے۔ افغان قوم پوری دنیا میں اپنی سرزمین اور دینی اقدار کے لیے قربانی دینے میں مشہور ہے۔ تاریخ میں افغان قوم نے آج تک کسی غیر ملکی جارحیت پسند کو سکھ کا سانس نہیں لینے دیا۔ انگریز اور روس کی شکست تاریخ میں موجود ہے۔ جب کہ امریکہ کی شکست بھی نوشتہ دیوار ہے۔

استعماری قوتوں نے ہمیشہ اپنی جارحیت کے جواز کے لیے اپنی کٹھ پتلیوں کو یہ ذمہ داری دی ہے کہ وہ جارحیت پسند قوتوں کے ہر ظلم و ستم کو کسی نہ کسی پہلو سے جائز قرار دے دیں۔ افغانستان پر غیر ملکی جارحیت پسندوں کے قبضے کے بعد یہ تیسری مرتبہ ہے کہ اس ثقافتی جرگے کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امریکہ نے ۲۰۰۳ء اور ۲۰۱۴ء میں بھی لویہ جرگہ کا انعقاد کر کے اسے اپنے مفاد کے لیے استعمال کیا۔

موجودہ لویہ جرگہ میں عوام کے نمائندے موجود ہیں اور نہ یہ کسی افغان مفاد کے لیے منعقد کیا گیا ہے۔ یہ دراصل ڈرامہ ہے۔ جس کے اداکاروں کو اسکرپٹ پہلے ازبر کروایا گیا ہے۔ ہر اداکار اپنا اسکرپٹ پڑھے گا اور تماشائی تالیاں پیٹتے ہوئے انہیں داد دیں گے۔

فرمائشی جرگے سے صدر کی امیدیں:

کابل انتظامیہ کی نصف سے زیادہ سیاسی اتحادی جماعتوں نے اشرف غنی کے فرمائشی جرگے میں شرکت سے انکار کیا ہے۔ ان کا موقف ہے کہ خود ساختہ جرگہ اشرف غنی کی ایما پر بلایا گیا ہے۔ اس میں کابل کی پوری انتظامیہ سے بالکل مشاورت نہیں کی گئی ہے۔ اشرف غنی کے سیاسی مخالفین نے کہا ہے کہ یہ جرگہ افغان مسئلے کو حل کرنے کے بجائے مزید پیچیدہ بنائے گا۔ جس سے جنگ مزید طوالت اختیار کرے گی۔

دوسری طرف جرگے کے لیے اشرف غنی اور داؤد کی کوششوں سے لگتا ہے وہ اس فرمائشی جرگے میں اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا سوچ رہا ہے۔ جرگے میں صرف اپنے حامیوں کو شامل کرنے سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ وہ جرگے سے اپنے قتدار کی مدت میں توسیع کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا چاہتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کابل کٹھ پتلی فورس افغانستان کے ہر صوبے میں صرف شہر کی چند مخصوص چاردیواریوں میں محصور ہے۔ امارت اسلامیہ نے ان کی ہر قسم کی آمد و رفت معطل کر رکھی ہے۔ ان کے لیے صرف سیاسی میدان اور میڈیا کا پروپیگنڈا باقی رہ گیا ہے۔ اللہ نے رواں سال سیاسی میدان میں بھی دشمن کو ذلیل و رسوا کیا ہے۔ حتی کہ اب امریکہ بھی ان پر اعتماد کرنے اور بات سننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اب کسی بھی سیاسی مسئلے پر ان کی رائے لینے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ امارت اسلامیہ کے ساتھ امریکہ کے جاری مذاکرات کے مختلف سلسلے ماسکو اور دوحا میں سامنے آئے ہیں۔ ان کانفرنسز میں کابل انتظامیہ کو بالکل گھاس نہیں ڈالی گئی۔

جب اشرف غنی کو ہر طرف سے ناامیدی نظر آئی تو وہ مجبور ہوا کہ لویہ جرگے کے نام سے ڈرامہ رچا کر سیاسی پناہ لی جائے۔ ڈاکٹر نجیب اللہ نے بھی اپنے اقتدار کے آخری ایام میں اپنی کوما کی حالت والی حکومت بچانے کے لیے لویہ جرگہ کا اہتمام کیا تھا۔ وہ لویہ جرگہ اس حکومت کا تختہ الٹنے اور عوام کے غیض و غضب سے نہ بچا سکا۔

سیاسی فضا کو دیکھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے اشرف غنی تمام تر سیاسی شرمندگیوں کو اپنے سر لینے کی تیاری میں ہے۔ وہ کسی صورت اقتدار کی کرسی چھوڑنے کو تیار نہیں۔ وہ اپنی شعبدہ بازیوں کو عوام کے مفاد اور خدمت کا نام دیتے ہوئے ذرا بھی نہیں جھجکتا۔ عوام تو اپنے ہی کٹھ پتلیوں کے ہاتھوں روزانہ درجنوں جنازے اٹھاتے ہیں۔ گھر، باغات، مساجد اور مدارس پر حملے تو روز کا معمول بن گئے ہیں۔ اشرف غنی اسی قسم کی مزید 'خدمات' کے لیے لویہ جرگہ سے اپنے اقتدار کی مدت میں توسیع کی امید رکھتا ہے۔

ہر شخص جانتا ہے جرگے میں صرف ان لوگوں کو دعوت دی گئی ہے، جنہیں اشرف غنی نے منتخب کیا ہے۔ صرف ان لوگوں کو اظہار خیال کا موقع ملے گا، جو اشرف غنی کی تعریف کریں گے۔ اس جرگے کا متوقع اعلامیہ یہی ہو گا کہ 'جرگہ عدالت کی جانب سے اشرف غنی کی مدتِ صدارت کے توسیع کی تائید کرتا ہے'۔ اس کے علاوہ جرگے میں ایسے امن مذاکرات کی حمایت کا اعلان ہو گا، جو اشرف غنی کے مفاد میں ہوں۔

اشرف غنی کے حامی یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلے کہ اس طرح کے جرگے افغان عوام کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے۔ عوام کٹھ پتلی حکومت کے سیاہ کارناموں کو دیکھ رہے ہیں۔ مزید یہ کہ اب کٹھ پتلی حکومت کے آقا کو بھی اپنے غلاموں سے گھن آنے لگی ہے۔ ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ یہ غلام مزید یہاں مسلط رہیں۔

کابل انتظامیہ کے نصف حصے کے منعقدہ جرگے کے متعلق ترجمان کا بیان

کابل انتظامیہ کے نصف حصے کے سربرہ اشرف غنی نے ۹ثور بمطابق ۲۹/اپریل کو لویہ جرگہ کے نام سے کابل میں ایک نمائشی کانفرنس کا انعقاد کیا تھا، جو ایک قرارداد پیش کرنے سے اختتام کو پہنچا، اس کے متعلق ہم درج ذیل نکات کو بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

- مذکورہ کانفرنس میں اکثریت ان لوگوں کی رہی، جو گذشتہ اٹھارہ سالوں میں امریکی جارحیت کے ارد گرد اعلیٰ اور ادنی عہدوں پر فائز اور یا موجودہ جارحیت کے حامی رہے، جارحیت کی حمایت کرتے رہے، ڈالری تنخواہیں وصول کرتے رہے۔ اسی لیے ان کا فیصلہ بھی استعمار اور اس کے حامیوں کی حمایت کے بقا کی کوشش ہے۔
- مذکورہ کانفرنس کسی صورت میں عوامی اجتماع نہیں تھی۔ یہاں تک کابل میں رہائش پذیر سیاستدانوں کی اکثریت اور کابل انتظامیہ کے نصف حصے کے حکام نے اس سے بائیکاٹ کیا تھا۔ لہٰذا کانفرنس صرف زیادہ اخراجات کا بہانہ ڈھونڈنے، اپنی ناکامیوں سے عوام کی توجہ ہٹانے، اپنے آپ کو اہم شخصیت ثابت کرنے اور کنارہ کشی سے نکلنے کی خاطر اشرف غنی کی ایک ناکام کوشش تھی۔
- بدقسمتی سے جرگے میں تین ہزار سے زائد شرکامیں سے کسی ایک میں یہ جرأت نہیں تھی کہ وہ افغان شہریوں پر استعمار کے وحشی حملے، اہل وطن کے گھروں پر رات کے چھاپے، سویلین تنصیبات اور مقدس اماکین پر بمباری اور نہتے اہل وطن بوڑھوں، بچوں، جوانوں اور خواتین کی شہادتوں کی مذمت کرے، ان کے روکنے کا مطالبہ کرے اور بحران کے حل اور اسے دفع کرنے کے لیے استعمار پر دباؤ ڈالے۔ اسی بات سے جرگے کی حیثیت مزید تر واضح اور روشن ہو گی۔
- امارت اسلامیہ نے وقتاً فوقتاً کابل انتظامیہ کے سیکڑوں قیدیوں کو ان کے علاج معالجہ کے اخراجات اور زادِ سفر کے دینے کے بعد رہا کردیا (جس کی تازہ ترین مثال چندروز قبل صوبہ بادغیس ضلع مرغاب میں سو سے زائد اہلکاروں کی رہائی تھی) ہم نے اس عمل کو اسلامی اخلاق اور حسن نیت کی وجہ سے کیا اور یہی ہماری پالیسی ہے، جو جاری رہے گی۔ ان شاءاللہ
- حقیقت یہ ہے کہ افغانستان پر امریکہ کا قبضہ ہے۔ واضح قرانی نصوص کی رو سے افغان ملت کے ہر مسلمان شخص پر جارحیت کے خلاف جہاد فرض عین ہے۔ جب تک جارحیت کا خاتمہ نہ ہو جائے، حقیقی اور صحیح اور اسلامی نظام کے قیام کے لیے راہ ہموار نہ ہو جائے، جہاد جس طرح رہا، اسی طرح فرض رہے گا اور اس کے توقف اور تاخیر میں کسی کو اختیار نہیں ہے۔ دین اسلام کے مقدس احکام بھی ثابت اور مدون ہیں، جن کی تفسیر، تعبیر اور تشریح ہو چکی ہے۔ کسی کو ان میں انحرافی تعبیرات کا حق حاصل نہیں ہے۔
- جیسا کہ جہاد فرضی عمل اور سب سے اہم عبادت ہے۔ دیگر اوقات کی نسبت رمضان اسے جاری رکھنا زیادہ ثواب کا حامل ہے۔ رمضان اور رمضان کے علاوہ امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے عام شہریوں کی زندگی سے بہت احتیاط کی ہے اور کررہا ہے اور کسی صورت میں عوام کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔
- جارحیت کے خاتمے کے لیے امارت اسلامیہ کے نمائندے فی الحال امریکیوں کے ساتھ مذاکرات میں مصروف ہیں۔ امریکیوں سے گفتگو نتیجہ خیز ثابت ہونے کے بعد امارت اسلامیہ داخلی طبقات سے ملکی مسائل حل کرنے کی خاطر بات چیت اور افہام و تفہیم کرے گی۔

جارحیت کے زیر سایہ کابل انتظامیہ سے صلح کی گفتگو بے معنی اور جہادی امیدوں کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

ذبیح اللہ مجاہد

ترجمان امارت اسلامیہ

۲۸ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ بمطابق ۳ مئی ۲۰۱۹ء

☆☆☆☆☆

شہریوں کی اموات پر یوناما کی خاموشی

جارحیت پسندوں اور کٹھ پتلی کابل انتظامیہ نے حالیہ دنوں میں عام شہریوں پر ظلم و جبر کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ آئے روز دشمن کی بمباریوں میں عام آبادیوں، مساجد، مدارس اور اسکولوں کو ایک نئی منصوبہ بندی کے تحت مسلسل تباہ کیا جا رہا ہے۔

گزشتہ چند دنوں کے دوران دشمن کے مختلف آپریشنز کے نتیجے میں مختلف علاقوں میں سیکڑوں خواتین، بچے اور بزرگ شہید ہوئے۔ جانی نقصانات کے ساتھ لوگوں کو بھاری مالی نقصانات بھی اٹھانا پڑا۔ ان مظالم میں سے صرف چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

5مارچ کو صوبہ لغمان کے ضلع بادپش کے علاقے گروچ میں جارحیت پسندوں کے متعدد ڈرون حملوں کے نتیجے میں 9 شہری شہید ہوگئے۔

8مارچ کو صوبہ ننگرہار کے ضلع حصارک کے علاقے ناصر خیل میں دشمن نے علاقے پر چھاپہ مارا اور بمباری کی۔ جس میں ڈاکٹر نظر گل کے خاندان کے 13 افراد شہید ہوگئے۔ جس میں اکثریت خواتین اور بچوں کی ہے۔ اسی دن صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے علاقے تنگی درہ کے دو گاؤں جوی زرین اور دولت خیل پر چھاپہ مارا گیا اور بمباری کی گئی۔ جس سے دونوں گاؤں میں 7 افراد شہید ہوگئے۔ حملے میں ایک مسجد، ایک کلینک، جب کہ متعدد گھر بھی تباہ ہوئے۔

8مارچ کو ہی صوبہ غزنی کے ضلع آب بند کے علاقے دوکوہی اور اصغر قلعہ پر ڈسمن نے چھاپہ مارا۔ ظلم و سربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے علاقے کے 8 افراد کو بڑی بے دردی سے شہید کیا گیا۔ اگلے دن صوبہ پکتیا کے ضلع برمل کے علاقے رخہ میں دشمن کے چھاپے میں 8 شہری شہید ہوگئے۔

12مارچ کو دشمن فوج کے ایک وحشیانہ حملے میں صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے ٹٹنگ میں گھروں کے دروازے توڑ دیے گئے۔ لوگوں کا قیمتی سامان لوٹنے کے بعد 6 افراد کو شہید کر دیا گیا۔

12مارچ کو ہی دشمن نے صوبہ غزنی کے ضلع شلگر کے علاقے شیر کلا میں شہریوں کی ایک فلائنگ کوچ پر ڈرون طیارے سے میزائل داغا۔ جس میں 8 افراد موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ جب علاقہ مکین شہدا اور زخمیوں کو منتقل کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے تو ایک اور میزائل داغا گیا۔ جس میں 10 افراد مزید شہید ہوگئے۔ جب کہ زخمیوں کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔

14مارچ کو صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت کے علاقے سہاکو پر چھاپہ مار کر 5 شہریوں کو شہید کر دیا گیا۔ جب کہ 17 مارچ کو کابل فوج نے خوست کے مرکزی علاقے کے قریب پیر کلی گاؤں میں ایک مدرسے پر چھاپہ مار کر ایک طالب علم کو شہید، جب کہ تین طلبا کو زخمی حالت میں گرفتار کیا گیا۔

19مارچ کو صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا کے فولاد نامی گاؤں میں کلینک کے ایک ڈاکٹر عبدالحمید کے گھر پر چھاپہ مار کر اسے گرفتار کر لیا گیا۔ جب کہ اس کے بھائی کو شہید اور گھر کی دو خواتین کو زخمی کر دیا گیا۔ اگلے دن صوبہ پکتیکا کے ضلع جاربران میں وحشی دشمن نے ایک امام مسجد سمیت دو افراد کو شہید کر دیا۔

22مارچ کو قندوز مرکز کے قریب تیلاوکہ علاقے میں جارحیت پسندوں نے ایک گھر پر بمباری کی، جس میں ایک ہی خاندان کے 13 افراد شہید ہوگئے۔

23مارچ کو غزنی کے ضلع زنخان کے گاؤں گوگیر اور فقیر پر چھاپہ مارا گیا۔ گوگیر میں ایک مدرسے اور مسجد کو شہید کرنے کے ساتھ مدرسے کے 6 طلبا کو بھی شہید کر دیا گیا۔ جب کہ گاؤں فقیر میں بھی ایک مسجد اور کئی گھروں کو بموں سے اڑا دیا گیا۔

25مارچ کو صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک کے علاقے شورکی میں جارحیت پسندوں کے ایک ڈرون حملے میں ایک معمر شخص، 3 بچے اور 4 خواتین شہید ہوگئیں اسی دن صوبہ قندوز کے مرکز سے ملحق علاقوں میں دو مختلف ڈرون حملوں میں دو ائمہ مساجد کو شہید کر دیا گیا۔ جب کہ کابل کے ضلع سروبی کے علاقے قلعہ کلان میں دشمن کی بماری میں 14 نہتے شہری شہید وزخمی ہوگئے۔

30مارچ کو غزنی کے ضلع شلگر کے علاقے یرگتو میں 'ملانوح باباہائی اسکول' پر کابل فوج نے مارٹر توپ کے کئی گولے فائر کیے۔ جس میں اسکول کے ایک استاد سمیت 4 طلبا شہید ہو گئے۔

کابل میں موجود اقوام متحدہ کا ادارہ "یوناما" ہمیشہ اپنی رپورٹس میں شہریوں کی اموات کی ذمہ داری طالبان پر ڈال دیتا ہے۔ جب کہ امریکی اور کابل انتظامیہ کے مظالم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ مذکورہ بالا تمام مظالم انسانی حقوق اور یوناما تنظیموں کی افغانستان میں موجودگی میں سرزد ہوئے ہیں۔ انسانی حقوق کی ان نام نہاد تنظیموں سمیت یوناما کو چاہیے وہ امریکہ اور کابل انتظامیہ کے مظالم پر آنکھیں کھلی رکھیں۔ غیر جانب داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے حقائق دنیا کے سامنے بیان کریں۔ ان مظالم کی بین الاقوامی فورم پر مذمت اور ان کے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے آواز اٹھائی جائے۔

امارت اسلامیہ نے ہمیشہ دین اور وطن کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے اپنے مظلوم شہریوں اور اسلامی مقدسات کی بے حرمتی کا انتقام لیا ہے۔ مستقبل میں بھی مظلوم افغان

عوام کے جان ومال کے تحفظ اور ان پر ہونے والے مظالم کا حساب لیا جاتا رہے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

نہتے شہریوں کا قتل عام سنگین جرم:

امریکی اور کٹھ پتلی فوج نے ایک بار پھر ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیا ہے۔ آئے روز مختلف علاقوں میں مظلوم عوام کا خون پانی کی طرح بہایا جارہا ہے۔ گزشتہ چند دنوں کے دوران ہلمند، فاریاب، پکتیا، غزنی اور میدان وردگ میں بمباریوں، چھاپوں اور براہِ راست فائرنگ میں درجنوں شہریوں کو شہید، جب کہ متعدد کو زخمی کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کئی گھر تباہ بھی کیے گئے ہیں۔ امریکی اور کٹھ پتلی فوج اپنی شکست کا بدلہ ہمیشہ عوام سے لیتی ہے۔ وہ مجاہدین کا سامنا کرنے سے وہ کتراتی ہے۔ دشمن نے یہ درندگی بڑے عرصے سے جاری رکھی ہوئی ہے۔ دشمن ہمیشہ میڈیا پر اس قسم کی کارروائیوں کی کوریج کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر کبھی بات آگے نکل جائے اور اسے چھپانا ناممکن ہو تو عوامی نقصانات کو کئی گنا کم کر کے دکھایا جاتا ہے۔ حملے کے جواز کے لیے امریکی فوج کے پاس یہی ایک بہانہ ہے کہ متعلقہ علاقے میں طالبان موجود تھے، جس کے جواب میں یہ کارروائی کی گئی۔ حالانکہ رات کی تاریکی میں گھروں میں گھس کر بچوں کے سامنے والدین کو شہید کرنا معصوم بچوں کو ماں کی گود میں ہی نشانہ بنا کر قتل کرنے جیسی کارروائیاں بتارہی ہیں کہ حملہ طالبان پر نہیں، بلکہ براہ راست شہریوں پر کیا جاتا ہے۔

کابل کی کٹھ پتلی حکومت خود کو عوام کی نمائندہ سمجھتی ہے۔ پیش آنے والے سانحات میں درجنوں افراد ایک ہی خاندان کے شہید ہو جاتے ہیں۔ اس پر کسی قسم کا مزاحمتی بیان تک جاری نہیں کیا جاتا۔ چہ جائیکہ اسے روکنے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ دوسری جانب فلوریڈا کے نائٹ کلب حملے میں ہلاک ہونے والے امریکی ہوں یا بگرام میں طالب جان کے فدائی حملے میں واصل جہنم ہونے والے امریکی وحشی فوجی ہوں، ان پر تعزیتی پیغام اور امریکی عوام سے اظہار یکجہتی کرنا اشرف غنی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

عام شہریوں کو نشانہ بنانا ناقابل معافی جرم ہے۔ اسلام اور انسانیت کے سب سے بڑے دشمن اپنی بہادری مجاہدین کو دکھانے کے بجائے اس کا تجربہ شہریوں پر کرتا ہے۔ وہ خواتین کو معاف کرتا ہے نہ بچوں اور بزرگوں کو جینے کا حق دیتا ہے۔

یوناما کی جانب سے شہری نقصانات کی رپورٹ کے متعلق ترجمان کا بیان

شہری نقصانات کے حوالے سے یوناما نے تازہ ترین رپورپ شائع کی، جو ملک میں امریکی غاصبوں اور کابل انتظامیہ کی سیکورٹی فورسز کی جانب سے شہری نقصانات کی کثرت کی حمایت کر رہی ہے۔

یوناما کی رپورٹ میں امارت اسلامیہ کو منسوب اعداد وشمار کی حقیقت نہیں ہے۔

شہری نقصانات کے متعلق یوناما کی رپورٹ امریکی استعمار کو منسوب کردہ اعداد وشمار درست نہیں، بلکہ اس بارے میں سیاسی بغض اور روایتی دشمنی کا سلوک کیا گیا ہے۔

امارت اسلامیہ نے کوشش کی کہ اپنی جانب سے شہری نقصانات کو صفر تک پہنچا دے، جس میں بہت کامیابی ملی ہے اور اہل وطن بھی گواہ ہے۔

لیکن بدقسمتی سے ماضی کی طرح امسال بھی سال کے پہلے ربع میں بھی امریکہ کی بے دریغ بمباریاں اور رات کے چھاپے ساتھ ساتھ کابل انتظامیہ کی صفریک، صفردو، سپیشل فورس، ضربتی، کمانڈو، اربکی اور دیگر بے مہار سیکورٹی فورسز کی جانب سے شدت سے شہریوں کا قتل عام، اذیت، قید، گھربار چھوڑنے پر مجبور کرنا، گھروں، مساجد، مدارس، سکولوں اور صحت کے مراکز کی تباہی بلاروک ٹوک جاری ہے۔

مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک ملک میں عوام شب وروز امریکی غاصبوں اور ملکی کاسہ لیسوں کے انسانیت کے خلاف جرائم میں پس رہے ہیں اور ملت ان کی عینی گواہ ہیں۔

یوناما سے امارت اسلامیہ مطالبہ کرتی ہے کہ امریکی استعماری کے روزمرہ جرائم کے حوالے سے بھی غیر جانبدار فیصلہ کرے۔ افغانستان میں جاری انسانیت کے خلاف بحران، شہری نقصانات اور قتل عام کے پہلے درجے کے عامل امریکی استعمار اور اس کے بے پرواہ اعمال ہیں، مگر بدقسمتی سے اب تک جس طرح یوناما کی رپورٹ میں لازم ہوتا، اس کے اعداد وشمار میں امریکہ کی جانب سے وارد شدہ شہری نقصانات کا محاسبہ نہیں کیا گیا ہے۔

یوناما سمیت نام انسانی حقوق کی تنظیموں سے امارت اسلامیہ مطالبہ کرتی ہے کہ شہریوں کی زندگی کو لازمی اہمیت دے اور اس کے متعلق کسی سیاسی وابستگی کو پیش نظر نہ رکھیں کہ جس کی وجہ سے انسانی زندگی کو خطرہ لاحق ہوتا ہے، بلکہ جس طرح اسے غیر جانبدار ادارہ کہا جاتا ہے، اسی طرح حقیقی اور غیر جانبدار اقدامات کریں۔

ذبیح اللہ مجاہد

ترجمان امارت اسلامیہ

۱۹ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۴/ اپریل ۲۰۱۹ء

☆☆☆☆☆

فمنهم من قضى نحبه

احمد جواد

نئے مرکز میں منتقل ہونے والے سب ساتھی ایسے تھے کہ جن کو ٹھیک سے کھانا بھی نہیں پکانا آتا تھا بس جیسا بھی پکتا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرتے۔ ایک شام دوسرے مرکز سے کچھ اور ساتھی آ گئے۔ ان میں سے ایک لمبے قد کے مالک، آنکھوں پر چشمے لگائے کیمیکل انجینئر عارف (حسن مصطفیٰ بھائی) بھی موجود تھے۔ اگلے دن جب میں مطبخ کی طرف گیا تو دیکھا کہ عارف بھائی روٹیاں پکا رہے ہیں۔ بار بار انگلی پر بندھی پٹی کو درست کرتے ہیں (جو کچھ دن پہلے ایک کارروائی میں زخمی ہو گئی تھی) اور پھر روٹیاں بیلنے لگتے ہیں۔ میرے کھڑے کھڑے عارف بھائی نے روٹیوں پر گھی بھی لگانا شروع کر دیا۔ میں نے کہا واہ جی واہ آج تو پراٹھے بن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ مجاہدین پہاڑوں میں بیٹھے ہوئے بھی پراٹھوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ کہ اللہ اپنے بندوں کو جہاں چاہے جیسا چاہے رزق دیتا ہے۔ کچھ ہی دیر بعد دستر خوان پر خستہ خستہ پراٹھے چن دئے گئے۔ پراٹھے کھا کر تو لگتا تھا کہ کیمیکل انجینئرنگ نہیں پراٹھا انجینئرنگ کی ہے ہمارے عارف بھائی نے۔

دراز قد دبلے پتلے، گندمی رنگت، روشن آنکھیں یہ حسن (نعیم الحق بھائی) ہیں۔ کوئی دم ہے کہ کوئی چٹکلا ان کی زبان سے نہ نکلے۔ بس ان کا سب سے محبوب کام ساتھیوں کو چٹکلے سنانا ہے۔ ہر وقت چٹکلے سنا سنا کر ساتھیوں کو ہنساتے رہتے ہیں اور خود تو سب سے زیادہ ہنستے ہیں کہ اپنے چٹکلوں سے دوسروں سے زیادہ خود لطف اندوز ہوتے ہیں۔ کسی ساتھی کی کوئی بات پتہ تو چلے بس پھر اس کی ایسی چٹکلا کلاس ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ سمجھانے والے پر بھی کوئی چٹکلا جڑ دیتے ہیں بس کسی کے قابو میں نہیں آتے۔

بمباری کے بعد ساتھیوں کو چار چار حصوں میں تقسیم کر کے اِدھر اُدھر بھیج دیا گیا۔ حسن بھائی کو جس جگہ پر بھیجا گیا وہاں سے فوجی کیمپ آدھے گھنٹے کے فاصلے پر تھا۔ رات کو اُٹھے حنظلہ بھائی اور ایک مقامی ساتھی کو لے کر رات کے اندھیرے میں فوجی کیمپ کی طرف روانہ ہو گئے۔ فوجی کیمپ کا دفاعی حصار بہت مضبوط تھا اور فوجی اپنے دفاعی حصار کے نشے میں مست پڑے ہوئے تھے کہ ان کے کیمپ کے پہلے دفاعی مورچے پر ایک راکٹ فائر ہوا اور سیدھا مورچے پر جا لگا اور مورچہ شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ فوجیوں کی چیخنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ راکٹ چلنے کے فوراً بعد حسن بھائی اور حنظلہ بھائی کی کلاشن کوفیں شعلے اگلنے لگیں۔ تیسرے ساتھی نے دوبارہ راکٹ فائر کرنے کی کوشش کی مگر فنی خرابی کے باعث فائر نہیں ہوا۔ اسی دوران کیمپ سے شدید فائر آنا شروع ہو گیا۔ اس لیے راکٹ والا ساتھی فوراً واپس پلٹ گیا۔ حسن بھائی اور حنظلہ بھائی نے جلدی سے ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے پیچھے اوٹ لے کر فائرنگ شروع کر دی۔ ابھی دو دو مخزن (میگزین) ہی فائر کیے تھے کہ کلاشن کی بیرل سے نکلتی گولیوں کے شعلوں سے فوج کو ان کی سمت اندازہ ہو گیا۔ اس دوران حسن بھائی نے خطرے کو بھانپتے ہوئے حنظلہ بھائی سے کہا بس فوراً یہاں سے نکلو۔ پہلے حنظلہ بھائی کو نکالا اس کے بعد ان کے پیچھے خود نکلے۔ ٹوٹی دیوار کی اوٹ لے کر فائرنگ کرنے اور اس جگہ کو چھوڑنے میں صرف چند منٹ صرف ہوئے اور بمشکل دیوار سے تین چار قدم دور گئے ہوں گے کہ عین اس جگہ پر سیسے کے انگارے برس پڑے اور دیوار مٹی کا ڈھیر بن گئی۔ بے شک حفاظت فرمانے والا اللہ ہی ہے۔

شاہین اپنے نشیمن کی طرف پرواز کر چکے تھے اور آدھے گھنٹے بعد اپنے مرکز میں بیٹھ کر گولیوں اور مارٹر گولوں کے دھماکوں کی دلفریب آواز سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی کلاشن کوفیں کھول کر ان کی صفائی میں مصروف تھے۔ کئی گھنٹے تک مجاہدین کے لیے گولیوں اور بموں کے دھماکوں کی دھن کا انتظام رہا کہ مجاہدین کے تھکے ہوئے جسم اور مضطرب دل سکون حاصل کر سکیں۔

چند دن بعد پھر ایک تعارض پر جانا تھا۔ امیر صاحب نے باقاعدہ حسن بھائی کو دوسرے مرکز سے بلوایا کہ شیروں کو پھر اپنی کچھاروں سے شکار کے لیے نکل کر اپنی بندوقوں کی دھاڑوں سے دشمن کے دلوں کو دہلانا تھا۔ حسن بھائی کو کارروائی پر نکلتے ہوئے پیکا دی گئی مگر حسن بھائی کو تو راکٹ چلانا ہی پسند تھا۔ امیر صاحب سے کہنے لگے کہ امیر صاحب یہ پیکا آپ خود ہی سنبھالیں اور راکٹ لانچر اور چار راکٹ میرے حوالے کریں کہ راکٹ چلانے کا تو اپنا ہی مزا ہے۔ کارروائی کے منصوبے کے مطابق حسن بھائی اور امیر صاحب نے حملے کا آغاز کرنا تھا۔ پہلے راکٹ چلے گا پھر پیکا کے برسٹ اور پھر دائیں جانب موجود ساتھی کلاشن سے فائر کریں گے اور اس دوران امیر صاحب اپنی پیکا سے فائر کرتے رہیں گے اور حسن بھائی بھی وقفے وقفے سے راکٹ چلائیں گے۔

امیر صاحب اور حسن بھائی رات کے اندھیرے میں چاند کی ہلکی ہلکی روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کیمپ کے مرکزی دروازے سے صرف تین سو میٹر کے فاصلے پر پہنچ گئے۔ جیسے ہی رات کے گیارہ بجے کارروائی کا آغاز تکبیر کے نعرے اور راکٹ کے زوردار دھماکے سے ہوا اور ساتھ ہی امیر صاحب کی پیکا بھی شعلے اگلنے لگی۔ راکٹ اور پیکا کی آواز سن کر دائیں جانب موجود ساتھیوں نے بھی فائرنگ کا آغاز کر دیا تھا۔ پھر تو جیسے حسن بھائی کو ڈالر کے پجاری امریکی غلاموں کو سبق سکھانے کا موقع میسر آ گیا۔ ایک ہی کارروائی میں ساری کسر نکال دینا چاہتے تھے۔ پہلا راکٹ، پھر دوسرا راکٹ اور پھر تیسرا راکٹ۔ اسی دوران کیمپ سے بھی بڑا شدید فائر آنا شروع ہو گیا اور گولیاں دائیں بائیں گرنے لگی۔ اب یہاں سے نکل جانا ہی مناسب تھا کہ دشمن کی جوابی فائرنگ میں شدت آ گئی تھی اور یہ دونوں لوگ تو بالکل کیمپ کے گیٹ کے ہی سامنے تھے۔

امیر صاحب نے کہا کہ بس اب واپس چلیں مگر اس دمِ واپسیں پر حسن بھائی نے اپنی کمر کے ساتھ بندھا آخری راکٹ بھی فائر کرنے کا پروگرام بنایا۔ مگر جیسے ہی آخری راکٹ فائر کیا اور پیچھے ہٹے تو پتھر سے پاؤں ٹکرایا اور حسن بھائی کمر کے بل گرے۔ اسی لمحے کے مپ سے سے دھا برسٹ آیا اور حسن بھائی کے سر سے پانچ گز کے فاصلے پر زمین میں جذب ہو گیا۔ حسن بھائی کے گرنے اور گولیون کی بوچھاڑ کے درمیان سیکنڈ کے ہزارویں حصے کا سا فاصلہ تھا۔ ادھر حسن بھائی زمین پر گرے اور ادھر ان کے پیٹ کی اونچائی پر سے گولیوں کی باڑ گزر گئی۔ امیر صاحب انا للہ وان الیہ راجعون پڑھتے ہوئے حسن بھائی کی طرف بڑھے کہ شاید گولیاں ان کے سینے میں اتر گئی ہیں۔ مگر اسی دوران حسن بھائی ہنستے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے بھیا شہید نہیں ہوا پتھر سے پاؤں اس بری طرح اٹکا کہ بے قابو ہو کر گر گیا تھا۔ باقی آج ان گولیوں پر تو میرا نام ہی نہیں لکھا ہوا تھا۔ گرنے کی وجہ سے پنڈلی پر کچھ چوٹ آئی تھی۔ اس کے بعد حسن بھائی نے ایک ہفتہ خوب آرام کیا۔ دن بھر ہم کام کرتے تھے اور حسن بھائی آرام۔ حسن بھائی، عارف بھائی، حسین بھائی اور دیگر چار ساتھی ۱۱ دسمبر ۲۰۰۸ء کو ایک تربیتی دورے کے لیے اکٹھے ہوئے تھے کہ وہاں بمباری ہو گئی، جس میں یہ سب شہید ہو گئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون!

سات ساتھیوں کے جسد کھلے میدان میں رکھے ہوئے ہیں۔ اس صف شہداء میں شامل مجاہدین میں یہ پہلا جسد حسن (نعیم الحق) شہید کا ہے۔ اس طرف سے چوتھا جسد حسین (زہیر قدوائی) شہید کا اور یہ پانچواں جسد عارف (حسن مصطفی) شہید کا ہے۔ مقامی لوگ اور مجاہدین بڑی تعداد میں اکٹھے ہیں۔ حاجی مزمل صاحب بھی اپنے چھوٹے بیٹے تیرہ سالہ نعمان کو ساتھ لیے شہدا کے پاس موجود ہیں۔

نعمان نے آگے بڑھ کر ایک شہید کے چادر سے باہر نکلے ہوئے پاؤں پر بوسا دے نا چاہا تو شہید کا پاؤ پیچھے کی طرف کھینچ گیا۔ وہ فوراً اپنے والد صاحب کو متوجہ کر کے کہنے لگا میں ان کا پاؤں چومنے لگا تو انہوں نے اپنا پاؤں پیچھے کھینچ لیا ہے۔ اور اس شہید کی ٹانگ واقعی پیچھے کھنچی ہوئی تھی۔ نعمان حیرت سے پوچھ رہا تھا کہ ابو ان کی ٹانگ خود بخود کیسے پیچھے ہو گئی ہے؟ حاجی صاحب متذبذب تھے کہ بیٹے کو کیسے مطمئن کریں۔ کہنے لگے کہ بیٹا اللہ میاں لوگوں کو شہداء کی عظمت اور ان کے بلند مقام کا اندازہ کروانے کے لیے اس طرح کے معجزات دکھاتا ہے اور اللہ میاں نے کہا ہے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں۔ نعمان حیرت کے سمندر میں ڈوبا کسی اور ہی دنیا میں پہنچا ہوا تھا۔ اتنے میں جنازے کے لیے تکبر بلند ہوئی اور جنازے کے بعد شہداء کو دفنانے کے مراحلے کے دوران نعمان اپنے ابو کی قمیض پکڑ کر معصومیت سے کہنے لگا کہ ابو شہید تو زندہ ہوتے ہیں پھر ان کو کیوں دفنانے لگے ہیں۔ مگر اب کہ حاجی صاحب اس بچے کو کیسے سمجھائیں کہ شہید کا زندہ ہونے کا مطلب کیا ہے۔

اپنے والد صاحب کو خاموش پا کر نعمان معصومیت سے پشتو زبان میں کہنے لگا ''ابو! زہ بہ شہید شو''(ابو میں بھی شہید بنوں گا)۔

حاجی صاحب اس وقت ہمارے درمیان موجود ہیں مگر نعمان اس دنیا میں نہیں ہے۔ ابھی چند روز پہلے حاجی صاحب نے بتایا کہ نعمان کی والدہ کا فون آیا تھا کہ نعمان کافی دن بخار میں مبتلا رہنے کے بعد فوت ہو گیا ہے۔ نعمان کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے حاجی صاحب کی آنکھیں بھیگی ہوئیں تھیں کہ نعمان کہتا تھا کہ ''ابو! زہ بہ شہید شو''(ابو میں شہید بنوں گا)۔

بہت سے منظر بدل چکے ہیں۔ مجاہدین کو اپنے اسلحے اور ٹیکنالوجی کے بل پر دیوار سے لگانے کا خواب دیکھنے والوں کی کمر خود زمین پر لگ چکی ہے، اور وہ زمین پر چاروں شانے چت پڑے ''مذاکرات مذاکرات'' کی دہائی دے رہے ہیں۔ امریکہ اور اس کے اتحادی فوجیوں کی وردیاں، جوتے، ٹوپیاں اور ہموی گاڑیوں، ٹینکوں، ہیلی کاپٹروں کا سکریپ بازاروں میں کوڑیوں کے بھاؤ بِک رہا ہے۔

یہاں اب برطانیہ اور روس کی قبروں کے ساتھ تین تازہ قبریں اور کھدی ہوئی ہیں۔ جن میں دفنائے جانے والے مردے کوئی عام مردے نہیں ہیں بلکہ ایک قبر دنیا کے واحد تھانے دار یونائیڈ سٹیٹ آف امریکہ کی، دوسری صلیبی اتحادیوں المعروف نیٹو کی، اور تیسری قبر سرمایہ داری نظام کی ہے۔ اور ان مُردوں کی تدفین آخری مراحل میں ہے۔

روس سے امت مسلمہ کے جہاد کے دوران روس کی شکست کا سبب امریکی اسٹرینگر میزائلوں کو قرار دینے والے غیر دانش مند ''دانش وروں'' کی نگاہیں پھر سے کسی بیرونی امداد کے مفروضے کی تلاش میں سرگرداں ہیں، کہ کسی طرح ایک بار پھر قوتِ ایمان و یقین، صبر و استقامت اور شہادت و قربانی کے آفتاب کو ٹیکنالوجی کی کالی گھٹاؤں میں چھپایا جا سکے۔ مگر اب کی بار اس آفتاب کے سامنے مغرب زدہ تبصرہ نگاروں اور عسکری ماہرین کے چراغ گُل ہیں۔ ان کی نگاہیں افغانستان کی سنگلاخ چٹانوں سے ٹکرا کر نامراد لوٹ رہی ہیں۔ سچائی قندھار اور تورابورا کے راکھ بنے چٹیل پہاڑوں سے دنیا پرستوں اور اسباب کے بندوں پر ہنس رہی ہے۔ جھوٹوں کے تراشے ہوئے امریکی طاقت و ہیبت کے بت حقیقت کے کنویں میں اوندھے منہ پڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔

آج خطہ خراسان کی فضائیں شہدا کے خون کی خوشبو سے مہک رہی ہیں۔ اس سارے منظر نامے کی بنیادوں میں اپنے گوشت، خون اور ہڈیوں کو بنیاد کے پتھر بنانے والے شہدا اس خاک کی تہہ میں آرام فرما رہے ہیں۔ مگر اسلام کا عَلَم سربلند اور صلیبیوں اور تہذیبوں کے تصادم کے عَلَم برداروں کی تہذیب شکست خوردہ ہے۔ والحمدللہ رب العالمین!

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ اپریل ۲۰۱۹ء میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.alemarahurdu.net پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم اپریل:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں چیغارو اور یرگٹو کے علاقوں کابل-قندہار قومی شاہراہ پر مجاہدین نے کابل سے قندہار جانے والے کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 9 اہل کار ہلاک جب کہ 12 زخمی ہوئے، 3 فوجی ٹینک اور عملہ کی ایک گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں ڈنڈ شہاب الدین کے علاقے خلازئی کے مقام پر مجاہدین نے کاروان پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس میں 4 سپلائی گاڑیاں ہونے کے علاوہ دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری شہر میں دشمن نے مجاہدین پر حملہ کیا، جسے شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس میں ایک فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی ہونے کے ساتھ دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر میں میزان روڈ پر واقع فوجی مرکز پر حملہ ہوا، جس سے مرکز فتح، 3 ٹینک، ایک رینجر گاڑی تباہ، 18 اہل کار ہلاک، 2 زخمی، ایک گرفتار، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع پشتون زرغون میں دوجوئی کے علاقے میں واقع پولیس مراکز پر حملہ ہوا، جس سے 4 اہل کار ہلاک، جبکہ 4 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ سرپل کے ضلع سوزمہ قلعہ میں پلخمان کے علاقے میں واقع اہم چوکی پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 12 اہل کار ہلاک، جبکہ 6 گرفتار اور مجاہدین نے 12 عدد ہلکے وبھاری ہتھیار غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں مرکز کے قریب واقع فوجی مراکز پر مجاہدین نے چھاپہ مارا، جس سے 2 مراکز فتح، 19 اہل کار ہلاک، جبکہ 2 گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے 4 ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، ایک رائفل گن، 13 کارمولی، اور 2 بم آفگن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت ر لیا۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں نے خانقئی کے علاقے میں آپریشن کا آغاز کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس سے 3 ٹینک تباہ، پانچ کمانڈوز، 25 فوجی ہلاک، جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے پو پلزوں اور سیدان کے مقامات پر واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے 7 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نزئی ماندہ کے علاقے مین ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع شالیکوٹ میں چنار اور شاولیکوٹ پایں کے علاقوں میں دشمن پر حملہ ودھماکہ ہوا، جس 5 اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع خاکریز میں منڈگگ کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

2 اپریل:

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں سنگور جنگ جوؤں پر حملہ ہوا، جس سے 2 اہل کار موقع پر ہلاک اور مجاہدین نے مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک میں پیر دمبال کے علاقے کے زیارت کے مقام پر واقع دفاعی چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 2 پولیس ہلاک، جبکہ 3 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع دلارام میں دھمزنگ کے علاقے میں واقع فوجی یونٹ پر حملہ ہوا، جس سے کمانڈر (عزت) سمیت 20 اہل کار ہلاک، جبکہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع دامان میں مرغان کیچئی کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے امریکی ٹینک تباہ اور اس میں سوار غاصبین ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں قلعہ شامیر کے تورئی شا کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر میں دشمن پر حملہ ودھماکہ ہوا، جس سے 3 ٹینک اور ایک گاڑی تباہ، اور کمانڈر سمیت 9 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع شولگرہ میں شیخان کے علاقے میں واقع جنگ جو کمانڈر عصمت کی چوکی پر مجاہدین نے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کمانڈر عصمت، ان کا نائب کمانڈر دلاور سمیت 6 جنگ جو ہلاک جب کہ 6 زخمی اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں کو بھی کمین گاہوں کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 5 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی اور مجاہدین نے دو کلاشنکوفیں بھی غنیمت کرلی۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں سابقہ مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں 3 فوجی ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں کو بھی نشانہ بنایا گیا، جس میں مزید 3 پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ تخار کے ضلع ینگی قلعہ میں کفتر علی کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات جنگ جو کمانڈر محبوب اللہ سمیت 8 شرپسند ہلاک وزخمی ہوئے، مجاہدین نے پانچ کلاشنکوفیں، ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، ایک ہینڈ گرنیڈ، ایک موٹر سائیکل اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں لیونی اور مشکی کے علاقوں کابل-قندہار ہائی وے پر مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 8 فوجی ٹینک اور 3 گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 19 ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے اور پیر کے روز مغرب کے وقت باران قلعہ کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں سہاک کے علاقے میں مجاہدین نے دشمن پر حملہ کیا، جس میں 14 سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔

4اپریل:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں ضلعی مرکز کے دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 چوکیاں فتح، 12 اہل کار ہلاک، 5 کمانڈوز اور 16 فوجی گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے 9 ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، 15 کارمولی بندوق، پانچ رات والے دوربین، ایک مارٹر توپ اور ایک پستول سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

5اپریل:

☆صوبہ تخار کے ضلع دشت قلعہ میں بندرآئی خانم کے علاقے میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں پولیس ہیڈکوارٹر اور جیل پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 9 اہل کار ہلاک، جبکہ 30 اسلحہ سمیت سرنڈر ہوئے۔

☆صوبہ سرپل کے صدر مقام سرپل شہر میں مربوطہ قشقرئی کے علاقے میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے چھاپہ مارا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 2 ٹینک تباہ، کمانڈر (غلام سخی) سمیت 6 اہل کار ہلاک، پانچ زخمی، ایک گرفتار، جب کہ مجاہدین نے ایک ٹینک، ایک اینٹی ائیرگرافٹ گن، ایک ہیوی مشن گن اور 2 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

6اپریل:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آب کمرئی میں مجاہدین نے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر، انٹیلی جنس آفس اور آس پاس دفاعی چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ضلعی مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر، انٹیلی جنس اسٹیشن اور 7 دفاعی چوکیاں فتح، 2 ٹینک، 4 رینجر گاڑیاں، ایک آئیلکس کار اور ایک ایمبولینس تباہ، جب کہ متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آب کمرئی میں معروف کمانڈر (دوست محمد) سمیت 26 اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالا۔ سرنڈر ہونے والوں نے مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین کے حوالے کردیا۔

7اپریل:

☆صوبہ قندوز میں دریائے آمو کے کنارے چہل کپ نامی پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح ہوئی اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ جس سے ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 6 اہل کار ہلاک جب کہ کمانڈر سمیت 7 افراد گرفتار ہوئے، مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، دوعدد راکٹ لانچر، 8 عدد کلاشنکوفیں، ایک رائفل، ایک ہینڈ گرنیڈ، ایک موٹر سائیکل اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع واشیر کے مرکز میں مجاہدین نے امریکی ڈرون طیارے کو نشانہ بناکر مار گرایا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاولیکوٹ میں اردو بلاغ کے علاقے میں فوجی کاروان پر حملہ ودھماکہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور 10 اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں چرخکیان ماندہ کے علاقے میں فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور سنگور جنگ جوؤں پر حملہ ہوا، جس سے 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

8اپریل:

☆صوبہ پکتیکا کے صدر مقام شرنہ شہر کے چینہ گاؤں کے قریب واقع پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 6 ہلاک جب کہ 2 گرفتار اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، ایک امریکی گن، 3 کلاشنکوفیں، 3 ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

9اپریل:

قندوز ضلع چاردرہ کی دفاعی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 7 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے شورابک وبولدک اضلاع کی درمیانی علاقے میں واقع اہم مراکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے یونٹ فتح، 4 کمانڈروں (خیر اللہ، میراجان، تاج محمد اور صمد) سمیت 35 اہل کار ہلاک، جبکہ 8 مزید گرفتار ہوئے۔ دشمن کے پانچ فوجی گاڑیاں تباہ اور مجاہدین نے 2 کلاشنکوف، ایک بندوق اور ایک راکٹ لانچر غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع سنگ آتش میں چشمہ دوزک کے علاقے میں فوجی یونٹ اور دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے کور کمانڈر سمیت 16 اہل کار ہلاک، 12

زخمی، جبکہ 13 گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے 3 بکتر بند ٹینک، ایک اینٹی ائیر گرافٹ گن، پانچ ہیوی مشن گن، 2 راکٹ لانچر اور 9 کارمولی بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں نام نہاد کمانڈوز نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے 5 کمانڈوز ہلاک، جبکہ 7 زخمی اور دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں ملکی سطح پر جارح امریکی فوجوں کے سب سے بڑے اڈے بگرام ایئربیس کے گیٹ نمبر 3 کے مقام پر فدائی مجاہد نصیب اللہ الیاس شہید نے بارودی بھری گاڑی کو امریکی و مقامی جنگ جوؤں کے کاروان سے ٹکرا دیا، جس کے نتیجے میں 2 امریکی ٹینک مکمل تباہ ہونے کے علاوہ 6 جارح امریکی ہلاک جب کہ 4 زخمی اور سفاک جنگ جو ظالم کمانڈر حضرت علی سمیت 3 شرپسند ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر میں باکورزوں کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شینکئی دشمن کی چوکی پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا جلدک کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع واشیر میں ضلعی مرکز کے علاقے میں دشمن نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جسے شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک ہوئے، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ سرپل کے ضلع سنگچارک میں ضلعی مرکز میں واقع شول کم نامی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے کمانڈر سمیت 7 اہل کار ہلاک، جبکہ اہم جنگ جو کمانڈر (رحیم دیوانہ) سمیت 8 زخمی ہوئے۔

10 اپریل:

☆صوبہ کابل کے صدر مقام کابل شہر میں حلقہ نمبر 21 کے مربوطہ پل چرخی بازار میں مجاہدین نے صوبہ کاپیسا ضلع تگاب کے جنگ جوؤں کے جنرل کمانڈر آغامیر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں صیاد چار قلعہ کے علاقے میں سڑک کنارے نصب بم سے پولیس رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار ہلاک جب کہ 2 شدید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع بہارک میں باغ علاقے میں مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس اہل کار فیض الرحمن ولد محبوب اللہ باشندہ ضلع وردوج کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں زرگرو کے قریب داماں کے مقام پر پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 8 ہلاک جب کہ 4 گرفتار اور 6 عدد امریکی رائفلیں، 3 عدد کلاشنکوفیں، ایک راکٹ، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین نے غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع واشیر میں پر لر کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی B-52 طیارے کو نشانہ بنا کر مار گرایا اور اس میں سوار غاصبین ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع خاص بلخ میں عالم خیل اور ضلع چاربولک کے تیمورک اور خان آباد کے علاقوں جوزجان-بلخ ہائی وے پر کابل انتظامیہ کے نائب صدر اور بدنام زمانہ گلم جم ملیشا کے سربراہ جنرل دوستم کے کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 9 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مقر میں میر حمزوں اور مزید ان کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 4 چوکیاں فتح، کمانڈر (نور محمد خوستی) سمیت 8 اہل کار ہلاک، 6 زخمی، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آب کمرئی میں مرکز میں واقع چوکیواں پر بدھ کے رات گیارہ بجے کے لگ بھگ حملہ ہوا، جس سے کمانڈر (نصرت) سمیت سات اہل کار ہلاک، جبکہ 11 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ سرپل کے ضلع سنچارک میں استناد کے علاقے میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 4 چوکیاں فتح، کمانڈر سمیت سات اہل کار ہلاک، جبکہ 8 زخمی ہوئے۔

11 اپریل:

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے 10 پولیس اہل کار مجاہدین سے آملے۔ سرنڈر ہونے والوں نے ایک ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر اور سات کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین کے حوالے کر دیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع خواجہ موسیٰ میں تنگئی قلعہ اور گدائی قلعہ کے علاقوں میں واقع دشمن کے چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، کمانڈر (ظاہر شکم پارہ) سمیت 8 اہل کار ہلاک، جبکہ 13 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں قلعہ شامیر کے علاقے کے خاک چوپان کے مقام پر واقع جنگ جوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، ٹینک تباہ اور 15 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر اور سنگین، ناوہ و گرشک اضلاع میں پولیس، فوجیوں وجنگ جوؤں پر حملہ ہوا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے کے پوھنتون کے مقام پر دشمن پر حملہ ہوا، جس سے رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔
☆صوبہ بادغیس کے ضلع مقر میں مرکز کے قریب چپ قل کے علاقے میں کمانڈر سمیت 15 اہل کار مختلف النوع فوجی سازوسامان سمیت مجاہدین سے آملے۔
☆صوبہ قندوز کے ضلع چاردرہ میں مجاہدین نے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر اور چند چوکیوں پر وسیع حملہ کرتے ہوئے چھاپہ مارا اور پولیس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر وہاں تعینات اہل کاروں کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 29 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ ڈسٹرکٹ پولیس چیف سمیت 46 زخمی، ایک رینجر گاڑی تباہ اور مجاہدین نے یک ہیوی مشین گن، دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

12اپریل:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں پانکیلیئی کے علاقے میں مجاہدین نے 2 امریکی ڈرون طیاروں کو نشانہ بنا کر مار گرایا۔
☆صوبہ غور کے ضلع شہرک میں گروہ لیلا کے علاقے میں فوجی کاروان پر حملہ ہوا، جس سے 3 ٹینک تباہ، 2 اہل کار زخمی، جبکہ 3 اسلحہ سمیت مجاہدین سے آملے۔
☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں کاریز شیخان، گنھکان اور معلم پایگل باغ کے علاقوں میں فوجی کانوائے پر حملہ ہوا، جس سے 4 ٹینک، 4 کاماز اور ایک رینجر گاڑی تباہ، جبکہ متعدد اہل کار ہلاک اور 10 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ قندوز کے ضلع چاردرہ کے خوگیانی، خلازئی، حضرتان اور غونڈی گاؤں میں آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں کو مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 9 کمانڈو ہلاک جب کہ 10 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔
☆صوبہ لغمان کے ضلع قرغی میں مشلہ کے علاقے میں کابل-جلال آباد قومی شاہراہ پر واقع چوکی پر حملے کے دوران 8 اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے اور ایک سپلائی گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

13اپریل:

☆صوبہ غور کے ضلع شہرک میں مجاہدین فوجی کانوائے پر حملہ کیا، جس سے 7 بکتر بند ٹینک و گاڑیاں تباہ اور کمانڈر (فقیر) سمیت 15 اہل کار ہلاک، جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔
☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں مربوطہ علاقوں میں گرفتار ہوئے 128 کمانڈوز، فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور جنگ جوؤں کو امارت اسلامیہ کے صوبائی گورنر مولوی عبد الکریم حفظہ اللہ کے حکم پر اسلامی وانسانی ہمدردی کی بناپر میں رہا کر دیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں شکر شیلہ، چھاردرہ، عید گاہ اور بازار کے علاقوں میں ناکام دشمن نے امریکی طیاروں ہمراہ محصور چوکیوں کے محاصرہ کے توڑنے کی خاطر آپریشن کا آغاز کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جو 8 روز تک جاری رہی، جس سے 3 ٹینک تباہ، اور 44 فوجی، پولیس اور جنگ جو ہلاک اور زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں مسلحانہ کاروائی کے نتیجے میں اہم کمانڈر (خدای رحم شاکر) سمیت 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ قندہار کے ضلع بولدک میں بولک کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 7 اہل کار ہلاک، مجاہدین نے مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ قندھار کے ضلع دامان میں زابر کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے امریکی ٹینک تباہ اور اس میں سوار غاصبین ہلاک اور زخمی ہوئے۔
☆صوبہ کابل میں کابل-جلال آباد قومی شاہراہ پر واقع چوکیوں اور کاروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 آئل ٹینکر اور 3 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 20 سیکورٹی اہل کار بھی ہلاک و زخمی ہوئے۔
☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں ڈنڈ شہاب الدین کے علاقے بالادوری کے مقام پر مجاہدین نے فوجی کاروان پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک گاڑی اور دو ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ ڈسٹرکٹ پولیس اللہ داد فدائی سمیت 7 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ننگرہار کے ضلع شیرزاد میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوار اور قریب واقع فوجی مرکز کو فدائی مجاہدین نے موٹر بموں کے ذریعے شہیدی حملوں کا نشانہ بنایا اور بعد میں مجاہدین نے وسیع حملہ کیا، فدائی حملوں کے دوران درجنوں فوجی ٹینک، گاڑیاں، تیل کے ذخائر اور دیگر گودام تباہ ہونے کے علاوہ سیکڑوں سیکورٹی اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔ ضلعی مرکز میں 130 سیکورٹی اہل کار اور فوجی بیس میں 200 تک اہل کار تعینات تھے، جن میں سے اکثریت ہلاک اور زخمی ہوئے اور معدودے چند ہی زندہ سلامت رہ سکے۔

14اپریل:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں چاہ انجیر کے علاقے میں واقع فوجی چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، ٹینک تباہ، اور 8 اہل کار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں محصور یونٹ پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں کمانڈر سمیت 28 اہل کار ہلاک، جبکہ 10 مزید زخمی ہوئے۔
☆صوبہ سمنگان کے ضلع درہ صوف میں فریدہ کے علاقے میں چوکیوں پر ہونے والے حملے کے دوران 3 چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں کرائم برانچ افسر سید ظاہر سمیت 3 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع قوش تپہ کے جرقدوق کے علاقے میں واقع نظم عامہ اہل کاروں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کرکے اس پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات 7 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں ہستوگنہ کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی اور اس سے متصل قلعہ فتح ہونے کے علاوہ 12 اہل کار ہلاک اور دو ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں درہ سر کے علاقے میں مجاہدین نے امر اللہ صالح کی پارٹی کے صوبائی صدر اور رکن پارلمان شیر زاد صافی کو اُسی کے باغ میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان میں کوڑچنار، قاضی کلے اور شہر جدید دوسرکہ کے علاقوں میں واقع دشمن کے مراکز اور چوکیوں حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 2 چوکیاں اور ایک فوجی مرکز فتح ہونے کے علاوہ 20 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ دیگر فرار ہوئے

☆صوبہ بغلان کے ضلع دوشہ میں سیاہ درہ کے علاقے میں مجاہدین نے کمانڈر حاجی سروس کی چوکی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 7 پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع جرم میں مجاہدِین نے بیاب و سوچ کے علاقوں میں دشمن کی چوکیوں پر وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ کمانڈر محفوظ اللہ سمیت 45 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے اور مجاہدین نے دو ہیوی مشین گن، دوراکٹ، 8 ایم 16 گنیں اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں چاردرہ، خان آباد، گل تپہ اور علی آباد اضلاع میں دشمن کے مراکز اور چوکیوں پر وسیع حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 5 چوکیاں فتح، 5 ٹینک تباہ، 63 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 52 زخمی اور 2 گرفتار ہونے کے علاوہ مجاہدین نے ایک ٹینک، دو گاڑیاں، ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، پانچ کلاشنکوفیں، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

15 اپریل:

☆صوبہ سرپل کے ضلع سنگچارک میں 2 اہم علاقوں پر مجاہدین نے قبضہ جمالیا۔ ارچتوں اور بازار باشئ جو پانچ ہزار خاندانوں پر مشتمل ہے سے دشمن نے فرار کی راہ اپنالی اور مذکورہ علاقوں پر مجاہدین کا قبضہ ہوگیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں 31 غربی، لوچک، پارچاو کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجیوں وچوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 ٹینک تباہ، کمانڈر (احمد شاہی) سمیت 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع گل تپہ میں مرکز کے قریب باغ شرکت ہیں، ضلعی مرکز اور زرخرید کے علاقوں میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کے خلاف حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 17 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 9 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع تشکان کے مرکز اور آس پاس چوکیوں پر وسیع حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 5 چوکیاں اور 57 بڑے گاؤں فتح ہوئے، دشمن نے جانی و مالی نقصانات اٹھاتے ہی فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ سرپل کے صدر مقام سرپل شہر کے سووغ بیل کے علاقے میں واقع چوکیوں پر ہلکے وبھاری ہتھیار اور لیزر گنوں سے حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 2 اہل کار ہلاک، 9 زخمی، 3 موٹر سائکل تباہ، جبکہ مجاہدین نے 4 کلاشنکوف اور ایک ہیوی مشن گن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

16 اپریل:

☆صوبہ تخار کے ضلع چاہ آب میں سمتی کے علاقے میں فوجی یونٹ پر مجاہدین نے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں یونٹ فتح اور وہاں تعینات اہل کار فرار ہوئے، جب کہ مجاہدین نے 3 فوجی رینجر گاڑیاں، 3 سپلائی گاڑیاں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع ہ یک میں نیاز قلعہ اور ضلع شلگر کے دلبر کے علاقوں میں مجاہدین نے خوست سے آنے والے کمانڈو پر خونریز حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 کمانڈو ہلاک جب کہ 4 زخمی اور 2 فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں اور دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ لغمان کے ضلع قرغی میں جلال آباد-کابل ہائی وے پر خیروخیل کے مقام پر مجاہدین نے فوجی کاروان پر شدید حملہ کیا، جس میں ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار بھی ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع میزان میں شربت کے علاقے میں ہونے والے بم دھاکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار کمانڈر (فواد) سمیت 7 اہل کار ہلاک ہوئے۔

18 اپریل:

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاہولیکوٹ میں سورسخر اور اردوبلاغ کے علاقوں میں دشمن پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے پانچ اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں حیدری خانہ، بورئی اور ینگ کے علاقوں میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے مذکورہ تینوں علاقے فتح، 4 جنگ جو ہلاک، اور 5 زخمی ہوئے۔

19 اپریل:

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیرو میں مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر اور آس پاس دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تمام مراکز فتح ہونے کے علاوہ وہاں تعینات اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا اور مجاہدین نے کافی مقدار میں اسلحہ وغیرہ بھی غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک میں کنسک کے علاقے میں فوجی کاروان پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 17 فوجی ٹینک اور گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 24 سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع ناوہ میں کمیس خیل اور محمد خیل کے علاقوں میں چھاپہ مار امریکی فوجوں اور کمانڈوز پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 2 امریکی اور 3 کٹھ پتلی کمانڈو ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں قلعہ گز کے علاقے میں جارح امریکی و کٹھ پتلی فوجوں، کمانڈو اور مقامی جنگ جوؤں نے آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 2 وحشی صلیبی اور 2 کٹھ پتلی کمانڈو ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں کٹھ پتلی فوجوں نے صلیبی آقاؤں کی تعاون سے ضلعی مرکز پر دوبارہ قبضہ جمانے کی خاطر پر حملہ کیا، جن پر مجاہدین کی نصب شدہ بموں کے دھماکے ہوئے، جس کے نتیجے میں 8 کٹھ پتلی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

20 اپریل:

☆صوبہ بدخشان کے ضلع خاش میں امارت اسلامیہ کے دعوت و ارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے کرز گاؤں کے رہائشی نام نہاد قومی لشکر کے 12 جنگ جوؤں اور فوجیوں نے مخالفت سے دستبرداری کا اعلان کیا

☆صوبہ قندھار کے ضلع ارغستان میں شاہین قلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے قندھار شہر جانے والے سیکورٹی فورسز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کمانڈر قدرت اللہ سمیت 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے صدر مقام ہرات شہر میں انٹیلی جنس سروس صوبائی ڈائریکٹوریٹ میں مجاہدین کی حکمت عملی کے تحت نصب کردہ بم دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں 14 مخبر ہلاک جب کہ 18 زخمی ، ایک ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ مرکز کی عمارت کا بیشتر حصہ بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ میدان کے ضلع نرخ میں صدمردہ کے علاقے میں مجاہدین نے جارح امریکی اور کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس میں 3 کٹھ پتلی اور ایک امریکی فوجی ہلاک جب کہ 3 وحشی زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیلان میں حسن اور ملاجانا کے علاقوں میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ 11 زخمی ہوئے۔

21 اپریل:

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع نجراب میں پچغان کے علاقے میں کاظم یک نامی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 7 ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع چپرہار میں غلام ڈاگ کے علاقے میں اعلیٰ حکام کے فوجی قافلے پر وسیع حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں اعلی کمانڈر ادریس مہمند، کمانڈو کمانڈر شہزاد، فوجی کمانڈر صحت اور جنگ جو کمانڈر سبحان اللہ سمیت 16 اہل کار ہلاک جب کہ 11 زخمی اور ایک رینجر گاڑی اور 2 فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

22 اپریل:

☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا میں ہزارت کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی گاڑی تباہ اور اس میں سوار کمانڈر اسلم سمیت 6 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع نجراب میں افغانیہ درہ کے علاقے اخندزادہ گان،، حاجیان اور میاخیل گاؤں پر کٹھ پتلی فوجوں نے حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 6 فوجی ہلاک جب کہ 2 زخمی اور دیگر فرار ہو گئے۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع خم آب میں مختلف علاقوں کے رہائشی نام نہاد قومی لشکر کے 7 جنگ جوؤں اور سیکورٹی اہل کاروں نے مجاہدین کی مخالفت سے دستبردار ہونے کا اعلان کیا۔

23 اپریل:

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیلان میں چیرلی کے علاقے میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز پر حملہ کیا، جس میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع مقر میں مانک کے علاقے کابل- قندھار ہائی وے پر مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس میں 2 بکتر بند ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 2 فوجی ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع نہرین میں نیاز افغان مفتوحہ علاقے پر کٹھ پتلی فوجوں کے حملوں کا سلسلہ جاری رہا، لیکن مجاہدین کی شدید مزاحمت کی وجہ سے 8 فوجی اہل کار ہلاک ہوئے اور دشمن فرار ہو گیا۔

24 اپریل:

☆صوبہ سمنگان کے ضلع روئی دوآب میں نوروز کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کی چوکیوں پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 3 چوکیاں فتح اور وہاں تعینات شرپسندوں میں سے 5 ہلاک جب کہ 3 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں شیخان کے علاقے میں مجاہدین نے کمانڈو اور فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس میں 4 اہل کار ہلاک اور ایک گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع انار درہ میں ضلعی مرکز کے قریب سیکورٹی فورسز کے کاروان پر گھات کی صورت میں حملہ کیا گیا، جس میں 10 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ایک ٹینک، ایک اینٹی ایئر کرافٹ، 3 ہیوی مشین گن، 6 کلاشنکوفیں غنیمت ہوئی۔

☆صوبہ تخار کے ضلع دشت قلعہ میں گولائی حاجی حسام الدین کے علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی کمانڈو پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 کمانڈو ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع چاردرہ میں مرکز کی دفاعی روب اور ژرندہ نامی چوکیوں پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس میں چوکی کمانڈر یار محمد سمیت 4 ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

25 اپریل:

☆صوبہ غزنی کے ضلع غزنی شہر میں منگور کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے۔

26 اپریل:

قندھار کے ضلع میوند میں جوگم کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر حملے اور دھماکے ہوئے، جس کے نتیجے میں 16 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع تختہ پل میں ماکیان کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں کو مجاہدین کی کمین گاہ کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں ابریشم تنگی کے علاقے ڈبیلی کے مقام پر مجاہدین نے فوجی کاروان کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 8 اہل کار ہلاک، 2 زخمی اور 3 گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

27 اپریل:

☆صوبہ غور کے صدر مقام چیغچران شہر میں فیروز کوہ کے علاقے میں واقع فوجی یونٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں یونٹ فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 13 ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔ 2 ٹینک بھی تباہ ہوئے۔ مجاہدین نے 2 فوجی ٹینک، ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ، 3 عدد امریکی گنیں، ایک سنائپر گن، ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، ایک وائرلیس سیٹ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی میں بلبلاق کے علاقے میں مجاہدین نے جنگ جو کمانڈر چرسی کی چوکی پر حملہ کیا، جس میں 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

28 اپریل:

☆صوبہ زابل کے ضلع سیوری میں اخند خیل کے قریب مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شملزئی میں مرکز کے قریب زرکوہ نامی چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 9 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آب کمری میں مربوطہ علاقوں میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک چوکی فتح اور دو چوکیوں سے دشمن فرار ہوا، اس کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں کوہی کے علاقے میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی اور مجاہدین نے دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ پکتیا میں ضلع وزی زردان میں سٹوکنڈاو کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ نورستان کے ضلع وانٹ وایگل کے مجاہدین نے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اور تمام سرکاری تنصیبات کو شدید محاصرے میں رکھا ہوا ہے اور دشمن پر حملوں کا سلسلہ جاری ہے، جس میں اب تک 3 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے ہیں۔

29 اپریل:

☆صوبہ بلخ کے ضلع خاص بلخ میں شرشرک کے علاقے میں واقع فوجی بیس پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں بیس مکمل طور پر فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 11 ہلاک جب کہ 5 زخمی اور دیگر فرار ہوئے اور مجاہدین نے ایک فوجی ٹینک، ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، ایک ہیوی مشین گن، 4 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع خواجہ موسیٰ میں جارح امریکی و کٹھ پتلی فوجوں نے مرکزی علاقے پر چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 3 جارح امریکی اور ایک کٹھ پتلی فوجی ہلاک جب کہ 2 کٹھ پتلی زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

30 اپریل:

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر کے ابراہیم خان قلعہ اور شکر قلعہ کے علاقوں میں جنگ جوؤں کی چوکیوں اور تازہ دم اہل کاروں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 فوجی ہلاک جب کہ 2 زخمی اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا

☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں زرغون شہر کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆☆☆☆☆

اک نظر ادھر بھی!

زاہد مصطفیٰ

اسرائیل نے مقبوضہ فلسطین کی تاریخی مسجد کو نائٹ کلب میں تبدیل کر دیا:

عربی اخبار گلف نیوز کی رپورٹ کے مطابق ایک فلسطینی مسلمان عہدے دار نے بتایا کہ شمالی فلسطین کے علاقے صفد کی مقامی انتظامیہ نے ۱۳ویں صدی میں تعمیر کی جانے والی الاحمر (لال) مسجد کو شراب خانے اور شادی ہال میں بدل دیا۔ فلسطینی اسلامی وقف کے سیکرٹری خیر طباری نے بتایا کہ ''جب میں نے مسجد کے اندر اس تخریب کاری کے پہلوؤں کو دیکھا تو میں صدمے کا شکار ہو گیا''۔ رپورٹ کے مطابق خیر طباری نے کئی سال پہلے ناصرہ کی ایک عدالت میں مقدمہ دائر کیا تھا جس میں اس مسجد کو اسلامی وقف کے حوالے کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ لیکن عدالت کی جانب سے ابھی تک اس مقدمے پر فیصلہ نہیں دیا گیا۔ خیر طباری نے بتایا کہ انہوں نے اپنی درخواست کے ساتھ اس مسجد کی ملکیت کے اصل دستاویزات اور یہاں فراہم کی جانے والی خدمات کے معاوضوں کی فہرست بھی جمع کروائی تھی۔ اور اب مذکورہ مقام کا نام تبدیل کر کے ''خان الاحمر'' رکھ دیا گیا تا کہ بطور مسجد اس کی حرمت کی طرف سے توجہ ہٹائی جا سکے۔ اس سے قبل ۱۹۴۸ء میں اسرائیلی ریاست کے قیام کے بعد متعدد مرتبہ اس مسجد کی بے حرمتی کی جا چکی ہے اور ابتدا میں اسے یہودی عبادت گاہ میں تبدیل کیا گیا تھا۔ بعد ازاں ۲۰۰۶ء میں کپڑوں کے ویئر ہاؤس میں تبدیل کرنے سے پہلے اسے اسرائیلی سیاسی جماعت 'کادیما' کے الیکشن آفس کی شکل دے دی گئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ ''اس مقام پر آنے والے مسلمانوں کو یہودی آباد کاروں کی جانب سے حملے کا نشانہ بنایا جاتا ہے''۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ یہ مسجد تاریخی اور ثقافتی اعتبار سے خاصی اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ اسے مملوک سلطان الداہر (۱۲۲۳ء۔۱۲۷۷ء) نے تعمیر کروایا تھا۔ اور مسجد کے داخلی مقام پر نصب کتبہ ۱۲۷۶ء میں مسجد کی تعمیر کا پتا دیتا ہے۔ فلسطینی وزیر اوقاف و مذہبی امور یوسف ادائیس کا کہنا تھا کہ ''یہودیوں نے اکثر فلسطینی اوقاف کے مقام اور مسجدیں بدل دیں ہیں اور ایسا زیادہ تر ان علاقوں میں کیا گیا ہے جہاں کے مقامی لوگوں کو جبری طور پر بے دخل کر کے یہودیوں نے قبضہ کر لیا ہے''۔ انہوں نے بتایا کہ ''یہودیوں نے ان مقامات کی بڑی تعداد کو نائٹ کلبس اور یہودی عبادت گاہوں میں تبدیل کیا ہے جب کہ کچھ کو تباہ بھی کر دیا ہے''۔

امریکہ اور یورپ، شام، یمن، افغانستان میں بچوں کی ہلاکتوں کے ذمہ دار ہیں: پوپ فرانسس

پوپ فرانسس نے تارکین وطن کے ساتھ ناروا سلوک کرنے پر اظہار برہمی کرتے ہوئے کہا ہے کہ یورپ 'امریکہ تارکین وطن سے آباد ہوا آج انہیں روکا جا رہا ہے، امریکہ اور یورپ، شام، یمن اور افغانستان میں بچوں کی ہلاکتوں کے ذمہ دار ہیں۔ امیر مغربی ممالک شورش زدہ علاقوں میں ہتھیار فروخت کر کے تنازعات کو ہوا دے رہے ہیں۔ ہتھیار نہ ہوتے تو شام، افغانستان اور یمن جیسے ملکوں میں جنگیں نہ ہوتیں۔ ویٹی کن سٹی میں میلان سان کارلو انسٹی ٹیوٹ کے طلبا اور اساتذہ سے خطاب کرتے ہوئے پوپ فرانسس نے تارکین وطن کے معاملے پر اظہار برہمی کیا اور کہا جو لوگ دیوار بنا رہے ہیں وہ دیوار کے اندر ہی قید ہو جائیں گے۔ پوپ فرانسس نے مشرق وسطی میں بچوں کی موت کا ذمہ دار یورپ اور امریکہ کو قرار دیتے ہوئے کہا کہ افغانستان، شام اور یمن میں معصوم بچے امریکہ اور یورپ کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ مسیحی پیشوا کا کہنا تھا اگر یہ امیر ممالک جنگ کے لیے ہتھیار نہ فراہم کریں تو معصوم لوگوں اور بچوں کی جانیں بچ سکتی ہیں۔

امریکہ 'بھارت کو ۲۴ / آبدوز شکن ہیلی کاپٹر فروخت کرے گا:

امریکہ نے بھارت کو ۲۴/ آبدوز شکن ہیلی کاپٹرز کی فروخت کی منظوری دے دی ہے۔ بھارت نے گزشتہ سال ان ہیلی کاپٹرز کی خرید کے لیے درخواست دی تھی۔ ایم ایچ 60 آر ہیلی کاپٹروں کی مالیت ۲.۶ بلین ڈالر بنتی ہے۔ ہیلی کاپٹرز امریکی کمپنی لاک ہیڈ مارٹن کا تیار کردہ ہوں گے۔ ہیلی کاپٹر آبدوزوں کو نشانہ بنانے، بحری جہازوں کو ناک آؤٹ کرنے، سرچ اور ریسکیو آپریشنز میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بھارت انہیں برطانوی ساختہ سی کنگ ہیلی کاپٹروں کی جگہ استعمال کرے گا۔ امریکی محکمہ خارجہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ بھارت امریکہ کا اہم دفاعی شراکت دار ہے، مذکورہ فروخت امریکی قومی سلامتی اور خارجہ پالیسی میں مدد دے گی، اس سے امریکہ بھارت اسٹرٹیجک تعلقات کو مضبوط کرنے میں مدد ملے گی، ہیلی کاپٹروں کی فروخت سے دفاعی شراکت دار کی سیکورٹی میں بہتری آئے گی

امریکی صدر نے یمن جنگ سے نکلنے کی کانگریس کی قرارداد ویٹو کر دی:

امریکی صدر ٹرمپ نے سعودی قیادت میں جاری یمن جنگ سے نکلنے کے لیے کانگریس کی قرارداد ویٹو کر دی۔ ٹرمپ نے کہا ہے کہ قرارداد غیر ضروری اور آئینی اختیارات کمزور کرنے کی خطرناک کوشش ہے، امریکی فوج عرب ممالک میں صرف انسداد دہشت گردی آپریشن کرتی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ قرارداد امریکیوں کی زندگیاں خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ واضح رہے کہ ٹرمپ کی جانب سے ویٹو کی گئی قرارداد میں یمن جنگ میں سعودی عرب کی مدد ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ خیال رہے کہ گزشتہ سال دسمبر میں امریکی سینٹ نے یمن میں جاری سعودی عرب کی جنگ سے اپنی فوجیں واپس بلانے کے حق میں ووٹ دیا تھا۔

برطانیہ میں پی ایچ ڈی مقالوں کی فروخت کا سکینڈل :

امریکہ کی ٹاپ یونیورسٹیوں میں سفارش اور رشوت سے داخلوں کے بعد برطانیہ میں بڑا

سکینڈل سامنے آ گیا۔ برطانوی اخبار کا دعویٰ ہے کہ ملک میں آن لائن ملز ہیں جو پی ایچ ڈی کے مقالے ۴ لاکھ سے ۱۱ لاکھ پاؤنڈ میں بیچ رہی ہیں۔ ملز کی فخریہ پیشکش ہے کہ کسی کو بھی پتا نہیں چلے گا کہ مقالہ طالب علم نے نہیں، کسی اور شخص نے لکھ کر دیا ہے، طالبعلم کا کام صرف پہلے صفحے پر اپنا نام لکھنا ہو گا، باقی مواد لکھا لکھایا مل جائے گا۔ اخبار نے مزید لکھا ہے کہ بیچنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدھی رقم دو، آدھا مقالہ خرید لو، بقیہ رقم، بقیہ مقالہ خرید لو۔ استاد کو دکھاؤ، پسند نہ آئے تو مقالہ تبدیل کرنے کی سہولت بھی فراہم کی جائے گی۔ شیکسپیئر کے ناولوں پر مقالہ ہو یا نفسیاتی امور کے تجزیوں کا، سب کچھ ملے گا۔ ایک مل نے اعتراف کیا کہ اسے روزانہ ۱۰۰ آرڈر ملتے ہیں، جن میں سے ۱۵ سے ۲۰ پی ایچ ڈی کے مقالوں کے ہوتے ہیں۔ ۸۰ ہزار الفاظ پر مشتمل پی ایچ ڈی کا مقابلہ ۴ ماہ میں تیار کر کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اخبار میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ آن لائن فرمز کینیا میں پڑھے لکھے افراد سے مقالے لکھواتی ہیں۔ کنگز اکیڈمک مل نے طلبہ کے بھیس میں بات کرنے والے صحافی کو بتایا کہ وہ سالانہ ۱۲ ہزار برطانوی طلبہ کو مقالے بیچ رہی ہے۔ ۱۲ ہزار میں سے ۵۰ خریدار آکسفورڈ اور کیمبرج میں پی ایچ ڈی کے طلبہ ہیں، تاہم آکسفورڈ اور کیمبرج نے لکھے لکھائے مقالوں پر پی ایچ ڈی ڈگری دینے کا الزام مسترد کر دیا۔ اخبار کے مطابق ۴۶ یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز نے چیٹنگ ویب سائٹس کے خلاف پچھلے برس وزیر تعلیم کو خط لکھ کر انہیں بند کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔

انتخابی ریلی میں بھارتی وزیر اعظم کی پاکستان کو دھمکیاں:

بھارتی وزیر اعظم نے کہا ہے کہ پاکستان نے ہمارا الٹی میٹم ختم ہونے سے پہلے ہی ابھینندن واپس کر دیا۔ راجستھان کے شہر برمر میں ایک انتخابی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت نے پاکستان کی دھمکیوں سے خوف زدہ ہونے کی پالیسی ترک کر دی ہے۔ ہر دوسرے دن وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس جوہری بٹن ہے ، بھارت کے پاس پاکستان کو جواب دینے کی طاقت ہے۔ پاکستان یاد رکھے کہ بھارت کے پاس بھی نیوکلیر بٹن ہے اور کیا ہم نے اسے دیوالی کے لیے رکھا ہے؟ بھارتی وزیر اعظم نے مزید کہا کہ اگر بھارتی فضائیہ کا پائلٹ ابھینندن واپس نہ لوٹتا تو پاکستان کو نتائج سے باخبر کر دیا تھا۔ انہوں نے کہا ہم نے پاکستان کو خبردار کر دیا تھا کہ اگر ہمارے پائلٹ کو کچھ ہوا تو آپ دنیا کو بتاؤ گے کہ مودی نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔

اس نے کہا کہ یہ امریکہ نے کہا کہ میرے پاس اب کہنے کے لیے کچھ نہیں ہے میں اس کے بارے میں اس وقت کہوں گا جب وقت آئے گا۔ دوسری جانب پاکستان ان دھمکیوں کو انتخابات کی روٹین کا حصہ سمجھ کر نظر انداز کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ اور یہ امید رکھے ہوئے ہے کہ الیکشن کے بعد حالات نارمل ہو جائیں گے تو یہ خوشامدانہ پالیسی سے بھارتی حکومت کو منالیں گے۔ لیکن جن احباب کی مکمل منظر نامے پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ جس جارحانہ پالیسی کو بھارت نے اختیار کیا ہے اس میں پاکستان کی جانب سے معذرت خواہانہ رویہ کسی طور فائدہ مند ثابت نہیں ہو گا بلکہ اس رویے سے پاکستان خود اپنے آپ کو بھارت کے سامنے کمزور ثابت کر رہا ہے۔

سوڈان میں فوج نے برسر اقتدار صدر عمر البشیر کا تختہ الٹ دیا:

غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق سوڈان کے ۳۰ سال سے برسر اقتدار صدر عمر البشیر سے استعفیٰ لے لیا گیا اور فوج نے انہیں گھر میں نظر بند کر دیا ہے۔ سوڈان میں کئی ہفتوں سے جاری حکومت کے خلاف عوامی احتجاج کے بعد فوج نے صدر عمر البشیر کا تختہ الٹتے ہوئے ان سے استعفیٰ لے لیا ہے جبکہ انہیں گھر میں نظر بند کر دیا گیا ہے۔ فوج نے ملکی امور چلانے کے لیے عمر البشیر کے نائب اور وزیر دفاع جنرل عوض بن عوف کی سربراہی میں عبوری کونسل تشکیل دے دی ہے۔ ملک کے کئی موجودہ اور سابق سرکاری حکام کو گرفتار کر لیا گیا ہے جن میں سابق وزیر دفاع عبد الرحیم محمد حسین، نیشنل کانگریس پارٹی کے نامزد سربراہ احمد ہارون اور عمر البشیر کے سابق نائب علی عثمان محمد اور ذاتی محافظین بھی شامل ہیں۔ سوڈان میں کئی ہفتوں سے صدر عمر البشیر کے خلاف احتجاج جاری تھا۔ صدر نے فوج کو مظاہرین کو منتشر کرنے کا حکم دیا تھا تاہم فوج نے یہ حکم تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ملک کے آئین اور انسانی حقوق کے منشور کے تحت عوام کو پرامن مظاہروں کا حق حاصل ہے۔ فوج کے افسران کا ایک گروپ سرکاری ریڈیو اور ٹیلی وژن کی عمارت میں داخل ہو گیا۔ دارالحکومت خرطوم کے ہوائی اڈے کو پروازوں کی آمد و رفت کے لیے بند کر دیا گیا۔ فوجیوں کی بڑی تعداد اور بکتر بند گاڑیاں صدارتی محل کے اطراف تعینات ہیں جب کہ محل میں آمد و رفت کا سلسلہ روک دیا گیا ہے اور خرطوم کی مرکزی شاہراہوں پر فوجیوں کی بڑی تعداد پھیلی ہوئی ہے۔ عمر بشیر کا پورا نام عمر حسن احمد البشیر ہے جو ۱۹۸۹ء میں سوڈانی فوج کے کرنل تھے اور وزیر اعظم صادق المہدی کی جمہوری حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بن گئے تھے۔ بین الاقوامی عدالت جرائم میں عمر بشیر پر بڑے پیمانے پر قتل، عصمت دری اور شہریوں کی املاک لوٹنے کا مقدمہ بھی چلا تھا۔

دوسری جانب معزول صدر عمر البشیر کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کرنے والوں کو اس بات پر غصہ ہے کہ فوج نے ملک کا اقتدار سنبھال لیا ہے۔ ان کا استدلال ہے کہ حکومت کے خلاف بغاوت اس لئے نہیں کی گئی کہ عمر البشیر کی معزولی کے بعد فوج ملک پر قابض ہو جائے۔ لہٰذا انہوں نے ملک میں رات کے کرفیو کے نفاذ کی بھی پرواہ نہیں کی اور ایک بار پھر اپنے مطالبات میں شدت پیدا کر دی۔ احتجاجی قائدین کا یہ کہنا ہے کہ عمر البشیر کی معزولی کے بعد پھر "وہی پرانے چہرے" نظر آ رہے ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ ملک کی فوج حکمران بن جائے۔

نیتن یاہو کی انتخابات میں کامیابی اور اسرائیلی عزائم:

اسرائیل میں ۹/ اپریل کو ہونے والے کنیسٹ کے انتخابات میں ایک بار پھر امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے چہیتے بینجمن نیتن یاہو نے بھاری اکثریت کے ساتھ کامیابی حاصل کی ہے جس کے بعد آنے والے دنوں میں صہیونی ریاست کی سیاسی صورت حال واضح ہو گئی ہے کہ آنے والے دونوں میں حکومت نیتن یاہو، اس کی جماعت لیکوڈ اور دیگر انتہا پسند ہی بنائیں گے۔ مرکز اطلاعات فلسطین کے مطابق اسرائیل کے انتہا پسند گروپوں کی کامیابی کے بعد تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ نیتن یاہو اور ان کے سیاسی اتحادیوں کو مقبوضہ مغربی کنارے کو صہیونی ریاست میں ضم کرنے کا ایک اور موقع مل گیا ہے۔ اسے یہ کامیابی ایک ایسے وقت میں ملی ہے جب علاقائی اور عالمی سطح پر ان کے لیے حالات ساز گار ہیں۔ موجودہ امریکی انتظامیہ کی اسے غیر مشروط اور اندھی حمایت حاصل ہے۔ یورپی یونین اور اقوام متحدہ اسرائیلی پالیسیوں کے حوالے سے لاپرواہی اور کمزوری کا مظاہرہ کر رہی ہیں جب کہ عرب ممالک ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہیں۔ حالیہ برسوں میں اسرائیلی حکومتیں مختلف حیلوں اور حربوں سے فلسطینی اور عرب علاقوں کو اسرائیل میں ضم کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا رہے ہیں۔ غربِ اردن اور دوسرے علاقوں میں یہودی کالونیوں کی تعمیر و توسیع، مشرقی بیت المقدس میں یہودیوں کے لیے تعمیرات، سڑکوں، ریلوے لائنوں کا قیام، دیوار فاصل کی تعمیر، اس کے ساتھ ساتھ متوازی طور پر فلسطینیوں کے مکانات اور املاک کی مسماری اور فلسطینیوں اور اسرائیلی آبادی میں گہری تفریق اور امتیازی سلوک تمام ایسے اشارے ہیں جو غربِ اردن کے علاقوں کو صہیونی ریاست میں ضم کرنے کی نشاندہی کرتے ہیں۔

اخبار 'ہارٹز' نے اریئیل کا مضمون شائع کیا ہے جس میں اس کا کہنا ہے کہ گرین لائن کے قریب واقع یہودی کالونیوں میں کوئی فرق و امتیاز نہیں برتی گئی۔ ایسے لگ رہا ہے کہ نیتن یاہو کی حکومت تبادلہ اراضی کے فارمولے کو بھی عملاً مسترد کر چکی ہے۔ نیتن یاہو نے نابلس میں ۲۶۰ ملین شیکل کی لاگت سے بائی پاس روڈ کی تعمیر کی منظوری دی ہے۔ یہ سڑک اپنے طور پر تعمیر کی گئی چار یہودی کالونیوں کے ۵۰۰۷ آباد کاروں کو سڑک کی سہولت کے لیے دی گئی۔

مجموعی طور پر اس منصوبے پر ۵/ ارب شیکل کے اخراجات ہیں۔ مرکز اطلاعات فلسطین کے مطابق بعض اسرائیلی دانشوروں کا کہنا ہے کہ بعض اعتبار سے نیتن یاہو اور ان کی حکومت کے لیے حالات مشکل بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر فلسطینی اتھارٹی ناکام ہوتی ہے۔ اردن اور مصر کے ساتھ جاری اسرائیلی کشیدگی اور بحران ختم نہیں ہوگا۔ یورپی یونین کی پالیسی کی بھی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ایسے میں نیتن یاہو بحران سے نکلنے کی کوشش کرے گا۔

اس حوالے سے اوسلو سمجھوتے کے بعد ۲۵ سال کا تجربہ ہمارے سامنے ہے۔ اس تجربے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسرائیل اگر ایک بحران کو ختم کرتا ہے تو دوسری طرف وہ کشیدگی کو بھی بڑھاوا دیتا ہے۔ اگر نیتن یاہو غیر سرکاری طور پر قائم کی گئی یہودی کالونیوں کو قانونی کالونیوں میں ضم کرتا ہے۔ دیوار فاصل مکمل کرتا ہے اور اردن کی سرحد پر اپنی سیکورٹی بڑھا دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ غرب اردن پر اپنی فوجی گرفت مضبوط کرتا ہے تو اسرائیل کو اس باب میں ایک پریشانی ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ اسے غربِ اردن میں فلسطینی اتھارٹی کی عدم موجودگی یا ناکامی کی صورت میں فلسطینیوں اور یہودیوں کو باہم دست و گریباں ہونے سے روکنا ایک چیلنج ہوگا۔

چین میں مسلمانوں کی جاسوسی کے لیے موبائل ایپ کا استعمال:

انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے ایک عالمی گروپ ہیومن رائٹس واچ کی ایک حالیہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ چین کے صوبے مشرقی ترکستان [سنکیانگ ' کے شمال مغربی علاقے میں چینی حکام مسلمانوں کی جاسوسی کے لیے ایک موبائل ایپ استعمال کر رہے ہیں۔ رپورٹ میں بتایا ہے کہ اس خصوصی ایپ سے مسلمانوں کے متعلق تحقیقات اور انہیں پکڑنے کا کام لیا جاتا ہے۔ ہیومن رائٹس واچ کا کہنا ہے کہ یہ موبائل ایپ عام لوگوں کے بارے میں وسیع تر معلومات اکٹھی کرتا ہے۔ جس میں ان کے خون کا گروپ، قد و قامت، یہاں تک کہ مذہبی ماحول اور سیاسی خیالات کے بارے میں بھی ڈیٹا حاصل کر لیا ہے۔ ایپ لوگوں کی نقل و حرکت کی نگرانی کرتا ہے جس کے لیے ان کے فون، موٹر سائیکل یا کار اور شناختی کارڈ پر نظر رکھی جاتی ہے اور کسی بھی قسم کے مشکوک روپے کو نوٹ کیا جاتا ہے۔ جیسے کیا زیر نگرانی شخص اپنے پڑوسیوں سے تعلقات رکھتا ہے یا نہیں یا وہ ضرورت سے زیادہ بجلی کا استعمال کر رہا ہے، یا اس کا میل جول کس طرح کے افراد سے ہے، وغیرہ وغیرہ۔

ہیومن رائٹس واچ سے منسلک چین میں تعینات تحقیق کار مایا وانگ کا کہنا ہے کہ سنکیانگ میں پولیس 'لوگوں کے قانونی حقوق کے بارے میں غیر قانونی طریقے سے معلومات اکٹھی کر کے' اسے ان کے خلاف استعمال کر رہی ہے۔ چین کے صوبے سنکیانگ میں ایک کروڑ تیس لاکھ سے زائد یغور اور دوسری مقامی نسلی اقلیتیں آباد ہیں، جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ چین کو حالیہ عرصے میں لگ بھگ دس لاکھ مسلمانوں کو خصوصی حراستی سینٹرز میں رکھنے کی اطلاعات سامنے آنے کے بعد شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ خصوصی حراستی مراکز میں اپنا مذہب تبدیل کرنے کے لیے دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ چین ان الزامات سے پہلے تو انکار کرتا رہا ہے لیکن جب بین الاقوامی میڈیا میں سیٹلائٹ تصاویر کے ذریعے اور ان جیلوں میں وقت گزارنے والے سابقہ قیدیوں نے تصدیق کی تو اب چین کا کہنا ہے کہ وہ اصلاحی مراکز اور تربیت کے ادارے ہیں۔ خبر رساں ایجنسی اے ایف پی کی

ایک حالیہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ۲۰۱۷ء میں پاکستانی تاجروں سے شادیاں کرنے والی ۴۰/ایغور مسلمان خواتین غائب ہو گئی تھیں۔ان کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ انہیں حراستی مراکز میں رکھا جا رہا ہے۔حراستی مراکز میں رکھے جانے والے افراد کو آزادی حاصل کرنے کے لیے یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ ان کی سوچ و فکر اور رہن سہن چینی معاشرے سے مناسبت رکھتا ہے۔

ایک پاکستانی تاجر نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر اے ایف پی کو بتایا کہ ''حراستی مرکز میں اس کی بیوی کو سور کا گوشت کھانا پڑا، شراب پینی پڑی اور یہ سب کچھ اسے اب بھی کرنا پڑتا ہے''۔ایک اور شخص نے بتایا کہ ''اس کی بیوی کو رقص کرنے اور مختصر لباس پہننے پر مجبور کیا گیا''۔ایک اور شخص نے کہا کہ ''اس کی بیوی کو حکام نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہا کہ اس کے خیالات انتہا پسندانہ نہیں ہیں اور یہ کہ اسے یہ یقین دہانی کرانے کے بعد ہی حراستی مرکز سے جانے کی اجازت مل سکتی ہے۔اس کی بیوی نے نماز اور قرآن پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور اس کی بجائے اب وہ چین کے بارے میں کتابیں پڑھتی ہے''۔وہ افراد جن کو ان حراستی مراکز میں رکھا جاتا ہے ان کے اہل خانہ بھی چینی حکومت کے مظالم سے نہیں بچ پاتے۔بچوں کو یتیم خانوں میں داخل کیا جاتا ہے جہاں انہیں شروع سے دہریت سکھائی جاتی ہے جبکہ خواتین کی شادیاں غیر مسلم چینی باشندوں سے زبردستی کروائی جاتی ہے۔ایسی ہی ایک اجتماعی تقریب ۴ مئی کو منعقد ہوئی جس میں ۷۷ مسلمان ایغور خواتین کی غیر مسلم کمیونسٹ چینی باشندوں سے زبردستی شادیاں کروائی گئیں۔

تائیوان میں چین کے لیے جاسوسی کا جرم ثابت ہونے پر سزائے موت کا قانون:

تائیوان کی جانب سے قانون میں ترمیم کے بعد چین کے لیے جاسوسی کا الزام ثابت ہونے پر سزائے موت کا قانون پاس کیا گیا ہے۔اس سے قبل چین کے لیے جاسوسی کے الزام میں نسبتاً ہلکی سزائیں دی جاتی رہی ہیں۔۲۰۱۵ء میں پیپلز لبریشن آرمی کے ریٹائر کیپٹن زھین زیاؤجیانگ 'جو تائیوان میں چین کے لیے جاسوسی کا نیٹورک چلا رہا تھا' کو چار سال سزا سنائی گئی تھی۔یاد دلاتے چلیں کہ چین اور تائیوان میں ۱۹۴۹ء میں علیحدگی ہوئی اور چین اب بھی تائیوان کو چین کا صوبہ بنانے کا خواہاں ہے۔

پادریوں کی معاونت سے مسیحی لڑکیوں کی چین میں فروخت:

پاکستان کی وفاقی تحقیقاتی ایجنسی ایف آئی اے نے لاہور میں آٹھ چینی اور چار پاکستانی افراد کو گرفتار کیا ہے جو شادی کے نام پر لڑکیوں کی تجارت میں ملوث پائے گئے۔اس سے قبل میڈیا میں رپورٹ ہو چکا ہے کہ بعض گروہ چینی شہریوں کے مسلمان ہونے کا ڈرامہ رچا کہ مسلمان لڑکیوں سے شادی کروا رہے ہیں اور پھر انہیں چین میں جسم فروشی کے لیے مجبور کیا جا رہا ہے اور ان کے اعضا بھی نکالے جا رہے ہیں۔

تاہم ایک حالیہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ شادی کا جھانسہ دے کر لڑکیوں کی تجارت اس سے کہیں بڑے پیمانے پر ہو رہی ہے جس میں پاکستان کے عیسائی غریب گھرانوں کو بھی ہدف بنایا جا رہا ہے۔لاہور سے ۸ چینی شہریوں کی گرفتاری کے بعد راولپنڈی سے بھی ایک گینگ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ایف آئی اے کے مطابق گینگ کے لیڈر سمیت ۷/افراد گرفتار کئے گئے ہیں۔دوسری جانب ایف آئی اے نے لاہور، فیصل آباد سمیت دیگر شہروں سے گرفتار چینی لڑکوں کی پاکستانی عیسائی لڑکیوں سے شادی کی رپورٹ ڈی جی ایف آئی اے کو ارسال کر دی ہے۔

اب تک کی تحقیقات میں لاہور، منڈی بہاوالدین، فیصل آباد، پتوکی اور ساہیوال سمیت دیگر شہروں کی لڑکیوں کے شادی کے کیس سامنے آئے ہیں۔ایف آئی اے کی کارروائی کے بعد کچھ گروہوں کے اہم افراد روپوش ہو گئے ہیں اور جو بطور ترجمان کام کرتے ہیں، ان کی تعداد بھی درجنوں میں ہے۔نیوز ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس نے ہدف بننے والی متعدد مسیحی لڑکیوں سے بات کی تو معلوم ہوا کہ چینی نوجوان چینی اور پاکستانی بروکرز اور بعض پاکستانی مسیحی پادریوں کی ملی بھگت سے یہ دھندا چلا رہے ہیں، جس میں چینی نوجوانوں کو امیر افراد کے طور پر متعارف کرایا جاتا ہے اور غریب مسیحی گھرانوں کی کم عمر لڑکیوں کے والدین کو بھاری رقوم کی پیشکش کی جاتی ہے۔چینی لڑکے دعویٰ کرتے ہیں کہ اُنہوں نے چینی مذہب تبدیل کر کے عیسائی مذہب اختیار کر لیا ہے۔

تفصیلات کے مطابق دلہنوں کے متلاشی چینی لڑکے پاکستانی پنجاب کے مختلف شہروں میں بعض عیسائی پادریوں سے رابطہ کر کے ایسی مسیحی لڑکیوں کی تلاش میں مدد کی درخواست کرتے ہیں جن کے والدین کو شادی کے تمام اخراجات کے علاوہ بھاری رقوم کی پیشکش کر کے اُنہیں راضی کیا جا سکے اور یوں لڑکیوں کو بیشتر واقعات میں اُن کی مرضی کے خلاف شادی پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔مذکورہ پادریوں کو بھی اس کام کے لیے معاوضہ ادا کیا جاتا ہے جو خود لڑکیوں کو شادی کے بندھن میں باندھ دیتے ہیں۔یہ چینی لڑکے چند دن یا چند ہفتے پاکستان میں قیام کے بعد اپنی دلہنوں کو چین لے جاتے ہیں اور وہاں پہنچ کر لڑکیوں کو معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے چینی دلہا نہ تو امیر ہیں اور نہ ہی اُنہوں نے عیسائی مذہب اختیار کیا ہے۔بلکہ بیشتر چین کے دیہات میں انتہائی چھوٹے گھروں میں رہتے ہیں اور وہاں اپنی دلہنوں کو انتہائی پابندیوں میں رکھ کر اُن سے برا سلوک روا رکھتے ہیں۔ایک اندازے کے مطابق اس ایک برس کے دوران ۱۰۰۰ سے زیادہ مسیحی لڑکیاں اس کا شکار ہوئی ہیں۔انسانی حقوق کی عالمی تنظیم 'ہیومن رائٹس واچ' نے چین اور پاکستان کی حکومتوں پر زور دیا ہے کہ وہ لڑکیوں کی اس غیر قانونی تجارت کو روکنے کے لیے پوری سنجیدگی سے اقدامات کریں۔۲۶/اپریل کو جاری ہونے والے ایک بیان میں تنظیم کا کہنا تھا کہ پاکستانی لڑکیوں کو چین لے جا کر اُن سے عصمت فروشی کا دھندا کرانے کی بہت سی شہادتیں موصول ہوئی ہیں۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ چین میں کئی دہائیوں سے جاری صرف ایک بچہ پیدا کرنے کی سرکاری پالیسی کے باعث چین میں مردوں کا تناسب بڑھ گیا ہے۔ جس کے باعث بیرونی ممالک سے لڑکیوں کو لا کر شادی کرنے کے رجحان میں مسلسل اضافہ ہوا ہے۔ 'پیسفک لنکس' نامی ایڈووکیسی گروپ کی ڈائریکٹر میمی وو کا کہنا ہے کہ ابتدائی طور پر دلہنیں زیادہ تر 'ویت نام، لاؤس اور شمالی کوریا سے لائی جاتی تھیں۔ تاہم اب پاکستان سمیت دیگر ممالک کو بھی نشانہ بنایا جارہا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ یہ سپلائی اور ڈیمانڈ کا معاملہ ہے۔ مسیحی سماجی کارکن سلیم اقبال کا کہنا ہے کہ اُسے ۷۵۰ سے ۱۰۰۰ تک ایسی لڑکیوں کے بارے میں علم ہے جن کی چینی لڑکوں سے شادی کی گئی۔ ان میں سے زیادہ تر لوگ صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں میں آباد ہیں۔ زیادہ تر مسیحی انتہائی غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

بتایا جاتا ہے کہ پاکستان سے مسیحی دلہنوں کا انتخاب کرنے والے بہت سے چینی افراد پاکستان۔ چین راہداری منصوبے کے مختلف پراجیکٹس پر کام کرنے کے سلسلے میں پاکستان پہنچے، جب کہ دیگر چینی نوجوانوں نے اس سلسلے میں چین میں رہتے ہوئے ایجنٹس کے نیٹ ورک کے ذریعے دلہنوں کی تلاش شروع کی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سلسلے میں پاکستان میں کچھ مسیحی پادریوں نے بھی پیسوں کے عوض اُن کی بھرپور مدد کی اور لڑکوں سے کسی قسم کی کوئی دستاویزات بھی نہیں مانگی گئیں جن سے معلوم ہو سکے کہ آیا اُنہوں نے واقعی مسیحی مذہب اختیار کر لیا ہے۔ ایک چھوٹے چینی ٹیلی ویژن سٹیشن آئزک ٹی وی سے منسلک صحافی اور انسانی حقوق کے کارکن اقبال کہتے ہیں کہ دلہن کی تلاش کے سلسلے میں چینی لڑکے اوسطاً ساڑھے تین ہزار سے پانچ ہزار ڈالر کی رقم ادا کرتے ہیں جن میں ایجنٹس، لڑکی کے والدین اور پادری حصہ دار ہوتے ہیں۔ ایسوسی ایٹڈ پریس نے ہدف بننے والی متعدد پاکستانی مسیحی لڑکیوں سے بات کی ہے اور لگ بھگ تمام لڑکیوں کی کہانی ملتی جلتی ہے۔

انہی لڑکیوں میں سے ایک کا کہنا ہے کہ شادی کے بعد اُس کا چینی شوہر لی تاؤ اسے چین کے چین لو نامی گاؤں میں لے گیا جہاں اس کے ساتھ مسلسل زیادتی ہوتی رہی۔ بالآخر جب اُس کے خاندان نے اسے واپس لانے کے لیے پاکستانی حکومت سے مدد کی درخواست کی تو لی تاؤ کے گھر چینی پولیس پہنچی اور اسے واپس پاکستان لایا گیا۔ مذکورہ لڑکی کے دادا ادریس مسیح نے نیوز ایجنسی کو بتایا کہ اسی لڑکی کی مدد سے اُس نے ایک فون ایپ کے ذریعے چین میں موجود ایسی کئی پاکستانی لڑکیوں سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ سب سخت مشکل میں ہیں اور اپنے گھروں کو لوٹنا چاہتی ہیں۔

میانمار فوج کی روہنگیا آبادی پر بمباری:

اقوام متحدہ نے کہا ہے کہ میانمار فوج کے ہیلی کاپٹر سے روہنگیا آبادی پر بمباری میں ۳۰ روہنگیا مسلمانوں کی شہادت کا خدشہ ہے۔ بین الاقوامی خبر رساں ادارے کی رپورٹ کے مطابق میانمار کی ریاست رخائن میں میانمار فوج نے اقلیتی گروہ روہنگیا کی آبادی پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ۳۰/افراد شہید اور متعدد زخمی ہوگئے۔

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے ہائی کمشنر نے کہا کہ میانمار فوج کے حملے میں جاں بحق ہونے والوں کی درست تعداد جاننے کی کوشش کی جارہی ہے تاہم غیر مصدقہ طور پر ۳۰ کے لگ بھگ ہلاکتوں کا خدشہ ہے۔ دوسری جانب میانمار حکومت نے صرف ۶/افراد کے جاں بحق ہونے کی تصدیق کرتے ہوئے میڈیا کو بتایا کہ واقعے میں ۹/افراد زخمی بھی ہوئے تھے۔ یہ کارروائی شدت پسند جماعت 'اراکان آرمی' کے جنگجوؤں کی موجودگی کی اطلاع پر کی گئی۔ ادھر اراکان آرمی کے ترجمان نے میانمار فوج کی کارروائی کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ میانمار فوج نے متاثرہ علاقے میں گولہ باری کی اور اندھا دھند فائرنگ کی تاہم اس کارروائی میں جاں بحق و زخمی ہونے والے تنظیم کے جنگجو نہیں بلکہ عام شہری ہیں۔ ۹مئی موصولہ اطلاعات کے مطابق بو تھیڈ وانگ گاؤں میں مسلمان آبادی پر ایک ہجوم نے حملہ کرکے ۱۴۰دکانیں ، ایک ایلیمینٹری سکول اور ایک مدرسے کو نذرِ آتش کر دیا۔

ریکوڈک کیس میں اربوں ڈالر جرمانے کا بوجھ وفاق کی بجائے بلوچستان حکومت پر:

وزیر اعلیٰ بلوچستان جام کمال خان نے کہا ہے کہ ریکوڈک کا کیس عالمی سطح پر چل رہا ہے، اس کا ایک فیصلہ ہمارے خلاف آچکا ہے لیکن اب تک ہر جانے کی رقم طے نہیں ہوئی، قوی امکان ہے کہ ہم پر اربوں ڈالر کا جرمانہ عائد کیا جائے گا، یہ رقم وفاق نے نہیں بلکہ صوبے نے ادا کرنی ہے اور اس کا سارا بوجھ حکومت بلوچستان پر آئے گا۔ سی پیک کی مانند ریکوڈک اور معدنیات کے حوالے سے غیر ملکی کمپنیوں سے کیے جانے والے معاہدوں میں کیا شرائط ہوتی ہیں یہ ہمیشہ ہی صیغہ راز میں رہتی ہیں۔ عوام الناس کو اس متعلق تب پتہ چلتا ہے جب ان کے متعلق کوئی خبر میڈیا میں آتی ہے۔ ریکوڈک کا شمار دنیا کے پانچویں اور ایشیا کے سب سے بڑے سونے اور تانبے کے ذخائر میں ہوتا ہے۔ ۲۰۰۲ء میں اطالوی کمپنی ٹی سی سی نے ذخائر کی ایکسپلوریشن کے لیے بلوچستان حکومت سے معاہدہ کیا تھا۔ ۲۰۰۶ء میں مزید تین سال کی تجدید کی گئی تھی لیکن سال ۲۰۰۸ء میں پی پی پی کی مخلوط حکومت نے معاہدے میں بے قاعدگیوں کے سبب اس کو منسوخ کر دیا تھا اور سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی اس فیصلے کو برقرار رکھا تھا۔ بعد ازاں اطالوی کمپنی یہ معاملہ عالمی ثالثی کی عدالت میں لے گئی۔ جس میں ذخائر کی دریافت پر ہونے والے اخراجات کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

مئی ۲۰۱۵ء میں اس وقت کے وزیر اعلی عبد المالک بلوچ کی جانب سے بیان آیا کہ عالمی ثالثی عدالت نے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ حکومتی بیان کے مطابق اطالوی کمپنی خام مال ملک سے باہر لے جانا چاہتی تھی اور اس صورت میں پاکستان کو اربوں ڈالر کا

نقصان ہوتا۔ واضح رہے کہ ریکوڈک کے تین لاکھ سینتالیس ہزار ایکڑ رقبے پر محیط منصوبے کو وفاقی حکومت کی جانب سے ایکسپورٹ پروسیسنگ زون قرار دیے جانے کی وجہ سے یہ منصوبہ مالیاتی اداروں کے آڈٹ سے بھی مبرا قرار دیا گیا تھا۔

ایک رپورٹ کے مطابق چینی سینڈک سے پچھلے ۲۰ سال سے یومیہ ۱۲۵۰۰ ٹن کان کنی کر رہے ہیں، اور سونا اور تانبا الگ الگ کرنے کے لئے نیم مصفہ تانبا چین بھیج رہے ہیں۔ خالص سونے اور تانبے کی مقدار پر حکومت پاکستان کا کوئی اختیار نہیں۔ حکومت نے ۱۰ ارب ڈالر کے اس قومی خزانے کی نگرانی پر صرف دو مستقل اور آٹھ عارضی ملازم تعینات کر رکھے ہیں۔ ٹیتھیا کاپر کمپنی نے ۵۶ سال تک سالانہ دو ارب ڈالر مالیت کے سونے اور تانبے کی کان کنی کے لیے ۳.۳ارب ڈالر کا تخمینہ لگایا تھا۔ چینیوں کی طرح وہ بھی چاہتے تھے کہ ریکوڈک سے تانبے اور سونے کی حامل مٹی کا گارا، ۱۰۰۰ کلومیٹر لمبی پائپ لائن کے ذریعے گوادر پہنچایا جائے، اور وہاں سے صفائی کے لیے آسٹریلیا۔

اب دوبارہ خبر آئی ہے کہ پاکستان عالمی ثالثی عدالت میں کیس ہار گیا ہے اور اسے ہرجانہ ادا کرنا ہوگا۔ تو سوال یہ ہے کہ اربوں ڈالر کا جو ہرجانہ صوبہ بلوچستان ادا کرے گا جو پہلے ہی تباہ حال اور پسماندہ ہے، اس کی ذمہ داری ان نااہل حکمرانوں پر عائد نہیں ہوتی جنہوں نے پہلے قومی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر معاہدے کیے (غالب گمان ہے بھاری کمیشن کے عوض) اور اب جب قومی خزانے اور اس منصوبے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو کیا یہ ضروری نہیں کہ ایک عدالتی کمیشن تحقیقات کرے کہ اور ملوث افراد کو سامنے لایا جائے۔ بلوچستان میں یہ تاثر بھی ہے کہ ان ذخائر پر اصلاً کنٹرول فوج اور اس کے اداروں کا ہی ہے۔ لیکن حقیقت کی دنیا میں کیا ایسا ممکن ہو سکے گا کہ ایک آزاد عدالتی کمیشن اس معاملے کی تحقیقات کرے جہاں بڑے بڑے جرنیل اس قومی دولت کی لوٹ کھسوٹ اور اسے کوڑیوں کے دام عالمی طاقتوں کو فروخت کرنے میں ملوث ہوں۔

بچوں کے ساتھ جنسی تشدد کے واقعات میں اضافہ:

پاکستان میں بچوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیم ساحل کے مطابق ۲۰۱۸ء میں بچوں کے ساتھ جنسی تشدد کے واقعات میں ۱۱ فی صد اضافہ ہوا ہے۔ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں روزانہ ۶ سے ۱۵ برس کی عمر کے ۱۰ سے زائد بچے جنسی تشدد کا شکار ہوتے ہیں۔ ۲۰۱۸ء میں سب سے زیادہ ۶۳ فی صد بچے صوبہ پنجاب میں جنسی تشدد کا شکار ہوئے، صوبہ سندھ سے ۲۷ فی صد، خیبر پختونخوا سے ۴ فی صد، اسلام آباد سے ۳ فی صد، بلوچستان سے ۲ فی صد جبکہ ۳۴ واقعات پاکستان کے زیر انتظام کشمیر اور ۶ گلگت بلتستان سے سامنے آئے۔

ساحل کے اعداد و شمار کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کے چاروں صوبوں، اسلام آباد، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان سے بچوں پر جنسی تشدد کے کل ۳۸۳۲ واقعات رپورٹ ہوئے اور اسی عرصے میں جنسی تشدد کے بعد قتل کیے گئے بچوں کی تعداد ۹۲ ہے۔ ۲۰۱۷ء میں بچوں پر جنسی تشدد کے واقعات کی تعداد ۳۴۴۵ تھی۔

۲۰۱۸ء کی اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ سال لڑکوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے ۵۸۹، بچوں کی گمشدگی کے ۴۵۲، زیادتی کی کوشش کے ۳۴۵، لڑکوں کے ساتھ اجتماعی زیادتی کے ۲۸۲ واقعات پیش آئے۔ اس کے علاوہ اجتماعی زیادتی کے ۱۵۶/ اور ونی، سورہ اور سنگ چھٹی کے ۱۳۰ واقعات رپورٹ ہوئے ہیں جن میں ۱۱۰ لڑکیاں اور ۲۰ لڑکے شامل ہیں۔ بچوں کے خلاف جنسی تشدد کے واقعات میں اضافہ ہونے کے حوالے سے ساحل کے میڈیا کوآرڈینیٹر ممتاز حسین گوہر نے بتایا کہ بچوں کے خلاف جنسی تشدد کی روک تھام کے لیے حکومت کی جانب سے ویسے اقدامات نہیں ہو رہے ہیں جیسے ہونے چاہئیں۔ ممتاز حسین کے مطابق جنسی تشدد کے بعد بچوں کو قتل کرنے والے مجرموں کے لیے سخت سزائیں ہونی چاہئیں اور جس طرح قصور میں زینب کے کیس کو نمٹایا گیا ویسے ہی دوسرے کیسز کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے اور یہی ایک طریقہ ہے جس سے اس قسم کے واقعات میں کمی ہو سکتی ہے۔ ساحل کی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ بچوں کو جنسی تشدد کا نشانہ بنانے والے میں زیادہ تعداد ان افراد کی ہے جو بچوں کے قریبی جاننے والے ہیں۔ ان واقعات میں ۷۲ فی صد دیہی علاقوں جبکہ ۲۸ فی صد شہری علاقوں سے رپورٹ ہوئے۔

رپورٹ میں ان واقعات کی روک تھام کے لیے تجاویز کا بھی ذکر ہے جس میں قانون سازی سے لے کر نصاب میں تربیتی مواد شامل کرنا ہے چونکہ یہ نام نہاد فلاحی ادارے مغربی ممالک اور سیکولر و لبرل طبقات کے فنڈ اور ڈکٹیشن سے ہی چلتے ہیں لہٰذا ان رپورٹس میں کہیں بھی مسئلے کی اصل جڑ کی طرف توجہ مبذول نہیں کروائی جائے گی۔ یہ بچوں کی تربیت کی تو بات کرتے ہیں کہ کس طرح بچے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکیں لیکن یہ اس موضوع کی طرف کبھی نہیں آتے کہ معاشرے میں ایسے درندے پیدا کیوں ہو رہے ہیں۔ کیا روز بروز بڑھتی فحاشی و عریانی اس کا سبب نہیں ہے۔ دو وقت کی روٹی کا خرچہ زیادہ ہے لیکن اسکے مقابلے میں مہینے بھر کے لیے چوبیس گھنٹے سیکڑوں فحش چینلز کی رسائی بذریعہ کیبل ٹی وی سستی ہے۔ اگر بچوں میں آگاہی اس مسئلے کا حل ہے تو پھر تو مغربی معاشرے کو ان جرائم سے پاک ہونا چاہئے تھا کہ وہاں تو بچے کو شروع سے ہی خوب آگاہی دی جاتی ہے۔ لیکن آج وہاں بچے اور خواتین کتنی محفوظ ہیں اور جرائم کی شرح کتنی زیادہ ہے اس سے ہم سب خوب واقف ہیں۔

☆☆☆☆☆

طویل راہوں سے آنے والو!

طویل راہوں سے آنے والو!
بڑے تحیر سے دیکھتے ہو؟
قریب آؤ، بتاؤ، سمجھاؤ
کس سے کیا چیز چاہتے ہو؟
پتہ یہ تم کس کا پوچھتے ہو؟
وہ کون ہے جس کو ڈھونڈتے ہو؟
وہ شخص اب یاں نہیں ملے گا!

وہ اک شجر تھا مثلِ طوبیٰ
تم اس کی چھاؤں میں بیٹھتے تھے
دلوں کے دکھ درد کھولتے تھے
سوال پیچیدہ پوچھتے تھے
پھر اس حکیمِ حلیم سے سن کے
حرفِ اخلاص جھومتے تھے
وہ شخص اب یاں نہیں ملے گا

وہ شخص اب اِک سحر کی صورت
جہاں میں پھیلا ہوا ملے گا
رہِ خدا کے سپاہیوں کی
دعاؤں میں رچا ملے گا
ستیزہ گاہوں میں جاں لڑاؤ
وہاں وہ خود تم سے آ ملے گا
وہ شخص اب یاں نہیں ملے گا

وہ تیز دھارا ہیروشنی کا
کہیں نہیں ہے مقام اس کا
وہ اُن کے جذبات میں ہے شامل
جو لے کے نکلیں گے پیام اس کا
اقامتِ دینِ حق کی خاطر
جو کرتے پھرتے ہیں کام اس کا
وہ شخص اب یاں نہیں ملے گا!

کتابِ دوراں کے ہر ورق پر
حیات اس کی رقم شدہ ہے
ہزاروں سینوں کا درد پنہاں
فغاں میں اس کی بہم شدہ ہے
کئی صدی کا جہادِ پیہم
مساعی میں اس کی ضم شدہ ہے
وہ شخص اب یاں نہیں ملے گا!

نظامِ اسلام آئے گا جب
تو اُس کا تازہ ظہور ہوگا
جہاں میں شورِ نشور ہوگا
وقوعِ محشر ضرور ہوگا
وہ دے گیا ہے خبر سحر کی
اندھیرا باطل کا دور ہوگا
وہ شخص اب یاں نہیں ملے گا!

نہیں وہ موجود گو بظاہر
جگہ جگہ ہے سراغ اس کا
وہی ہے ساقی، اسی کی محفل
ایاغ اس کا، چراغ اس کا
ہزاروں دل ہیں کہ جن کے اندر
جھلک رہا ہے دماغ اس کا
وہ شخص اب یاں نہیں ملے گا!

ذرا سے خاکی وجود میں وہ
رہا ہے برسوں تک سمٹ کر
بدن کا بوسیدہ خول ٹوٹا
غبارِ خاکی رہا ہے چھٹ کر
شعاؤں کے پر لگا کے اب وہ
حضورِ یزداں پلٹ گیا ہے
وہ شخص اب یاں نہیں ملے گا!

نہ روؤ اس کو کہ جلوہ فرما
وہ کہکشاں تا بہ کہکشاں ہے
فرازِ جنت کے سبزہ زاروں میں
رونقِ بزمِ قدسیاں ہے
ہوا مقرّب وہ انبیاء کا
وہ آج، مخدومِ نوریاں ہے
وہ شخص اب یاں نہیں ملے گا!

شرف و عزت کا ایک 'بحرِعظیم' امریکہ نے بحرِ عرب میں بہادیا

رخصت ہوئے وہ عظیم شہسوار جن کا دل فلسطین کی محبت سے لبریز تھا، جیسا انہوں نے وہاں کے لوگوں سے کہا تھا: ''اپنے فلسطینی بھائیوں سے ہم کہتے ہیں تمہارے بیٹوں کا خون ہمارے بیٹوں کے خون کی مانند ہے، تمہارا خون ہمارا خون ہے، بے شک خون کا بدلہ خون اور تباہی کا بدلہ تباہی ہے۔ ہم اللہ رب العزت کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم کبھی تمھیں مایوس نہیں کریں گے یہاں تک کہ اللہ کی نصرت آجائے یا ہم بھی وہی (شہادت کا) مزہ نہ چکھ لیں جو حمزہؓ بن عبدالمطلب نے چکھا تھا''۔

رخصت ہوئے وہ کشادہ دل سخی، خوش مزاج، اخلاقِ عالیہ کے پیکر کہ جو کوئی اُن سے ملا اور متعارف ہوا اُن کے خوبصورت اخلاق، صاف گوئی، اعلیٰ آداب، حیا اور پاکیزگی کا گرویدہ ہوگیا۔

وہ اپنے خون شہادت میں نہا کر اپنے رب کے حضور پیش ہوگئے۔ قناعت و تقویٰ کے پیکر جنہوں نے آسائشوں اور آسانیوں سے بھرپور زندگی کو اس کی تمام تر رنگینیوں سمیت پسِ پشت ڈال دیا اور وہ مطیع و فرماں بردار بن کہ اُن کے پیچھے پیچھے آ گئیں۔ مگر انہوں نے فی سبیل اللہ جہاد، ہجرت و رباط کی زندگی اختیار کی اور اس کے بدلے میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے لاکھوں دلوں میں اُن کی محبت ڈال دی۔ وہ ایسے زاہد تھے کہ جنہوں نے اپنے گھر میں انتہائی سادگی اور تواضع سے زندگی گزاری اور ہمیشہ اپنے آرام کو ملنے والوں کے لیے قربان کیا۔

وہ اپنے خونِ شہادت میں نہا کر اپنے رب کے حضور پیش ہوگئے: جنہوں نے زندگی کی آخری سانس تک پسپائی اختیار نہ کی اور اپنے اہل وعیال کے درمیان قتل کردیے گئے۔ ابوعبداللہ اسامہ بن محمد بن لادنؒ بھی ابوعبداللہ سیدنا حسینؓ کی طرح اپنے اہل وعیال اور بچوں کے درمیان قتل کیے گئے اور طواغید کی غلامی کے خلاف عزت کا وہ نعرہ جس کو سیدنا حسینؓ نے کربلا میں بلند کیا شیخ اسامہؒ نے ایبٹ آباد میں اسی کی تجدید کی: ذلت ہے امریکہ کے لیے، اس کے صلیبی حلیفوں کے لیے اور پاکستانی فوج کے لیے اور ان سب خائنوں کے لیے جنہوں نے امت کی عزت و حرمت اور اس کے مقدسات کا سودا کردیا۔

شرف و عزت کا ایک بحرِ عظیم 'امریکہ نے بحرِ عرب میں بہادیا وہ جس کی عظمت کی گواہی عرب و عجم نے دی۔ امریکہ اس بطلِ عظیم کی قبر سے گھبرا رہا تھا جب کہ لاکھوں مداحوں کے دل ان کی قبر بن گئے۔ امریکہ نے اپنی کمینگی سے اس بات کا ثبوت دے دیا کہ وہ جنگ کے اصولوں سے نابلد ہے اور اصلاً وہ اصولوں سے واقف نہیں اور اس کے ہاں عزت نام کی کوئی چیز نہیں۔ امریکہ نے عام شہریوں اور قیدیوں کے تحفظ کے متعلق جنیوا معاہدے پر دستخط کیے اور سب سے پہلے اسی نے ویت نام، عراق، افغانستان، پاکستان، گوانتاناموا اور ساری دنیا میں موجود اپنے خفیہ عقوبت خانوں میں اس معاہدے کی دھجیاں اڑائیں۔ یہی امریکہ ساری دنیا پر بین الاقوامی معاہدات کی پاس داری کا دھونس جماتا ہے اور خود سرِ عام ان کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ امریکہ نے شیخ اسامہؒ کے ساتھ کبھی جنگی اصولوں کا پاس نہیں رکھا اور بار بار ان کی خلاف ورزی کرتا رہا۔ اس کے برعکس شیخ اسامہ بن لادنؒ جس بات کا عہد کر لیتے اس کو پورا کرنے کے لیے بہت زیادہ حریص رہتے۔ تورا بورا کی جنگ میں جب منافقین کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ طے پا گیا تو اس کے بعد سو منافقین مجاہدین کے لیے کمین لگا کر بیٹھے تھے یہ منافقین مجاہدین کی مکمل زد میں تھے لیکن شیخ اسامہؒ نے معاہدے کا پاس رکھتے ہوئے اپنے بھائیوں کو منع کیا اور وہ ایک گولی چلائے بغیر گزر گئے۔ اسی جنگ بندی کے دوران میں کچھ مجاہدین نے منافقین کی بعض جگہوں پر حملہ کیا اور وہاں سے کچھ غنیمت حاصل کی لیکن شیخؒ نے سب کچھ واپس کر دینے کا حکم دیا۔ شیخؒ اور امریکہ کے کردار کے درمیان یہ زمین و آسمان کا فرق ہے۔

وہ شہید ہو کر اپنے مالک کے پاس چلے گئے، وہ جنہوں نے زندگی میں بھی امریکہ کو شکست دی اور موت کے بعد بھی ان کی دہشت اس پر طاری ہے۔ جیسا کہ وہ ان کی قبر بنانے سے کانپ رہے ہیں کیونکہ وہ لاکھوں دلوں میں موجود ان کی محبت سے واقف ہے۔ وہ موت کے بعد بھی اسے اِس قدر دہشت زدہ کر رہے ہیں کہ وہ ان کی لاش کی تصویر جاری کرنے کی جرات بھی نہیں کر سکا کیونکہ وہ اپنے خلاف اور اپنے جرائم کے خلاف زبردست مخالفت سے باخبر ہے۔ شیخ اسامہ بن لادنؒ ان شاء اللہ ایک خوف، دہشت اور اذیت بن کر امریکہ، اسرائیل، ان کے صلیبی اتحادیوں اور خائن غلاموں کا پیچھا کرتے رہیں گے۔ ان کی مشہور قسم ''تم اس وقت تک امن کا خواب بھی نہیں دیکھ سکو گے جب تک ہم امن میں نہ ہو جائیں اور تم تمام مسلمان سرزمینوں سے نہ نکل جاؤ'' ان کی نیندیں حرام کیے رکھے گی، ان شاء اللہ۔

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی شہادت پر
شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے پیغام سے اقتباس